145

عشاقان رسول اللہ

اصحابی کالنجوم

اسلامی مشن سنت نگر لاہور

علاقائی دفتر صدیقی ٹرسٹ رجسٹرڈ

41-A کوچہ اسماعیل حسین دل محمد روڈ لاہور

عشاقانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اصحابی کالنجوم

اسلامی مشن سنت نگر لاہور

سعید سنز پرنٹرز ۔ ۴۰۔ اردو بازار لاہور

Marfat.com

فہرست

تعارف ۳ عشق ۹
حصولِ عشق ۱۲ حُبِ خدا اور رسولِ خدا ۱۷
رسول ﷺ عشق آزمائش پر آزمائش ۲۰
تحریص و ترغیب کے پھندے ۲۱
قید و بند کی صعوبتیں ۲۲
اذیت و مصیبت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ۲۲
بے نظیر استقلال ۲۳
حضور ﷺ کے قتل کا منصوبہ ۲۶
نیّرِ اعظم نبوت کا مدینہ میں داخلہ ۲۹
کفر و اسلام کے درمیان جنگی معرکوں کا آغاز ۳۰
امتحان کی انتہا ہو گئی ۳۲
پروانہ وار جان قربان کرنا ۳۳
فتح مکہ حق آیا اور باطل مٹ گیا ۳۴
ایک بے نظیر اقدام ۳۵ جنگِ موتہ ۳۷
حجۃ الوداع جنگِ تبوک ۳۸

رحلت

آخری رفیق اللہ تعالیٰ کی جنت ۴۲
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ۴۳ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ۴۹
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ۵۲
حضرت علی کرم اللہ وجہہ ۵۵
حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ۶۶ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ۵۹
حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ۶۷ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ۶۹
حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ۷۰
حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ ۷۲
حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ۷۴
حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ۔ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا ۷۶
حضرت عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ ۷۷
حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ ۷۹
حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ ۸۱
حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بن عبداللہ ۸۳
حضرت سعد الاسود رضی اللہ عنہ ۸۵
حضرت صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ ۸۷

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ۹
حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا
حضرت خبیب رضی اللہ عنہ
حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ
حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ۹
حضرت عبداللہ حذافہ رضی اللہ عنہ ۲
حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ ۳
حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ۵
حضرت ابوجندل بن سہیل رضی اللہ عنہ ۹
حضرت ابودجانہ انصاری رضی اللہ عنہ ۱۱
حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ بن جمحی ۱۳
حضرت عبداللہ بن مخزمہ عامری رضی اللہ عنہ ۱۵
حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ ۱۷
حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ ۱۸
حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ انصاری ۱۹
حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ انصاری ۲۱
حضرت حبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ ۲۳
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ۲۴
حضرت ربیعہ سلمی رضی اللہ عنہ ۲۶
حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ
حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ ۸
حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ ۹
حضرت عبداللہ ارقم رضی اللہ عنہ ۱
حضرت عبداللہ بن حارث مطلبی رضی اللہ عنہ ۲
حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ ۳
حضرت اخرم رضی اللہ عنہ کا عشقِ شہادت ۵
حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ ۶
حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ۷
حضرت عمارہ بن زیاد رضی اللہ عنہ ۸
حضرت معاذ بن عمرو بن جموح و حضرت معاذ بن عفرا رضی اللہ عنہما
حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ
حضرت ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ، حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ
حضرت جلیبیب رضی اللہ عنہ
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف

محبّت محض انسانی فطرت ہی کا خاصہ نہیں بلکہ جملہ اشیائے کائنات کا وجود منحصر ہے تسالم و تجاذب ذرات پر۔ اسی کا نام محبت ہے۔

ع زندگی کیا ہے عناصر میں ظہور ترتیب موت کیا ہے انہی اجزا کا پریشان ہونا

علمائے فطرت نے جس کو کشش کا نام دیا ہے اسی کو صوفیائے کرام حب ازلی سے تعبیر کرتے ہیں۔

ع سر حب ازلی در ہمہ اشیا طاری است۔ ورنہ بر گل نہ زدے بلبل بے دل فریاد

انسان چونکہ اس نظام کائنات کی حسین ترین مخلوق ہے اس لئے لازم ہے کہ اس کے اندر یہ کشش بھی ایک حسین ترین انداز سے جلوہ گر ہو۔ ماں باپ کی محبت جنسی محبّت۔ ملک و وطن کی محبت اور افراد نوع کی باہمی محبّت کسی نہ کسی حیثیت سے ہر جاندار بلکہ حیوانات و جمادات میں بھی پائی جاتی ہے۔ کسی نباتات کو ایک جگہ سے اکھاڑ کر دوسری جگہ لگائیے تو وہ پہلے مرجھاتی ہے پھر تروتازہ ہوجاتی ہے۔ یہ وطن کی محبت ہے۔ پتھر کے ٹکڑے یا اینٹ کو توڑنا چاہو تو اس میں سے آواز نکلے گی کیونکہ اس کے اجزا ایک دوسرے سے جدا ہونا نہیں چاہتے یہی محبت ہے لیکن چونکہ ان میں عقل نہیں ہے اس لئے وہ اس کے اسباب و علل سے بے خبر ہیں۔ ان انسان میں جو باعقل ہے وہ اس سے واقف ہے اسی کو نطق کہتے ہیں یہی وہ انسانی خاصہ ہے جو اسے تمام کائنات پر شرف بخشتا ہے اور

Marfat.com

یہ امتیاز اس وقت قائم اور ترقی پذیر رہتا ہے جب تک کہ اس کے اس امتیاز
کو باقی رکھا جائے ورنہ پھر انسان مطلق اور حیوان مطلق میں کوئی فرق باقی نہیں
رہتا۔ قرآن میں کالانعام بل ھم اضل یعنی جانور جیسے اشخاص یا ان سے بدتر
اور اشد قسوۃ (یعنی پتھر سے زیادہ بے حس) جو آیا ہے اس کا یہی مطلب ہے
واضح ہو کہ محبت کے انسانی اور غیر انسانی فطری سرچشموں میں جو فرق ہے وہ
صرف یہ ہے کہ انسان اس محبت کے ذریعہ بقائے نفس و بقائے نوع
کے علاوہ بقائے دوام بھی حاصل کر سکتا ہے لیکن غیر انسانی محبت کسی فرد کائنات
کو محض بقائے ذات کے کام آتی ہے اس لئے محبت مادی محبت و غیر مادی
محبت (روحانی) میں تقسیم ہو گئی۔ اول الذکر کا تعلق محض غیر انسانی محبت
سے ہے اور ثانی الذکر محبت خالص انسانی محبت سے انسان کو اللہ تعالیٰ
نے دونوں جہاں کے فرائض کی تکمیل کا ذمہ دار گردانا ہے۔
چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فطرت انسانی میں بقا و ارتقا کی دوگونہ صلاحیتوں کی
تکمیل کے لئے مادی اور روحانی دونوں قسم کی محبت کا جذبہ ودیعت فرمایا ہے
اور اپنی رحمت سے اس پر عمل پیرا ہونا آسان کر دیا ہے۔ اسی سہولت عمل کا
نام دین فطرت ہے اور اسی کو الدین یسر بتایا گیا ہے۔
یہی وجہ ہے کہ جب محبت کے غیر مستقل اور عارضی سرچشمے
یعنی ماں باپ اولاد اور احباب کی جدائی مال و دولت کا خسارہ اور
کی نالائقی اور جاہ و منصب کے چھن جانے کی صورت میں خشک
جاتے ہیں تو پھر انسانی [illegible] اپنے کل کی طرف رجوع کرتا ہے ا
اس کے اندر یہ احساس بڑی شدت سے پیدا ہوتا ہے کہ ان چیزوں
سے اس کی وابستگی ناپائیدار تھی۔ پھر اس کی نظر اس ازلی وا

Marfat.com

سہارے پر جا کر ٹھہرتی ہے جو حیؔ و قیوؔم مستقل اور دائمی ہے اور جس کو مرکز محبت و وابستگی بنا لیا جائے تو وہ کسی حالت میں ساتھ نہیں چھوڑتا۔ لیکن ہر منزل کے لئے جس طرح راستے کا تحقق ضروری ہوتا ہے اسی طرح محبت کی اس عظیم منزل تک رسائی کے لیے بھی راستہ کا تعین بھی ضروری ہے اور وہ راستہ قرآن حکیم میں بذریعہ وحی یوں ارشاد ہے۔

"(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تمہیں محبوب بنا لے گا۔"
(سورۂ آل عمران)

اس آیت کے معنی پر غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ محبت کا وہ مقام جو بندہ کو اللہ کے ساتھ حاصل ہوتا ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع کی بدولت اللہ کی محبت کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ وہ ابتدا ہے یہ کمال ہے۔ کیونکہ ہم جس کائنات کا ایک جزو ہیں۔ یہ ساری کائنات پیدا ہی اس مظہر عشق و محبت کی خاطر کی گئی ہے اور پھر عشق و محبت یہ کتنا بلند مقام ہے کہ خود اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس مظہر محبت و رحمت حضرت محمد مصطفیٰ (صلے اللہ علیہ وسلم) کا ذکر کرتے اور ان پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔ یہاں تک کہ خداوند قدوس نے تو ایمان کی تکمیل کا واحد ذریعہ ہی اپنی اور اپنے حبیب پاکؐ کی ذات مبارک سے والہانہ محبت و وابستگی قرار دیا ہے اور فرمایا ہے۔

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ لوگوں سے کہہ دیجئے کہ تمہارے باپ دادا۔ اور تمہارے بیٹے۔ اور تمہاری بیویاں اور تمہاری برادری اور یہ مال جو تم نے کما رکھا ہے اور یہ تجارت جس میں نقصان کا تمہیں کھٹکا

لگا رہتا ہے اور یہ رہنے سہنے کی جگہیں جو تمہیں بھلی لگتی ہیں اگر اللہ اور اس کے محبوب سے تمہیں محبوب تر ہیں اور اس کی راہ میں جہاد سے تمہیں عزیز ہیں تو تم انتظار کرو حتیٰ کہ اللہ اپنے حکم کو نافذ کر دے۔ اور (جان رکھو کہ) اللہ سرکشوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔" (سورہ توبہ)

پس جب اتنی بڑی حقیقت ہمارے سامنے ہے تو پھر وہ کون سی رکاوٹ ہے جو ہمیں محبت رسولؐ کے راستے سے ہٹا کر اس "الفتِ کل" کے ساتھ وابستگی سے روک رکھتی ہے۔ شاید اس دور کی نفسا نفسی ہماری راہ میں رکاوٹ ہو۔ لیکن ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ مادی ضروریات تو ہر دور میں انسان کے ساتھ چمٹی ہوئی نظر آتی ہیں لیکن وہ پاکیزہ ہستیاں جو آج اسلام کی مشعل کے لئے تیل کا کام دے رہی ہیں معاشرے سے کٹ کر جنگلوں میں نہیں رہتی تھیں بلکہ انہوں نے جہاں معاشرتی حقوق کی بجا آوری کی اس کے ساتھ ساتھ عشقِ رسولؐ میں بھی اپنی منزل کا واضح تعین کیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آج ان کی زندگیاں ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ ہم آج اس لئے مصائب میں گرفتار ہیں کہ ہم ان کی زندگیوں سے چشم پوشی اختیار کر چکے ہیں آیئے آج اس دبیز پردے کو آنکھوں سے ہٹائیں اور اس روشنی کی طرف دیکھیں جس پر چل کر ہم اللہ کے محبوب ہو سکتے ہیں۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ صحابہ کبارؓ روشنی کے مینار تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انہیں منوّر ستارے قرار دیا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں سرشار تھے۔ اور ہر وقت حضور پرنورؐ کے ادنیٰ اشارے پر اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے تیار رہتے۔ انہوں نے ہی چہار وانگ عالم میں اسلام

Marfat.com

کے پیغام کو عام کیا وہی خدائی نور کے مشعل بردار تھے ان کی وجہ سے ایک قلیل عرصہ میں اقوام عالم میں سے بیشتر لوگ بلا جبر و کراہ صرف ان کے اسوۂ حسنہ سے متاثر ہو کر مشرف بالا سلام ہوئے۔

مدت سے یہ خیال موجزن تھا کہ عشق صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مختصر کتاب ترتیب دی جائے تاکہ مسلمانوں کے لئے وہ مشعل راہ کا کام دے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے ہی حمد بے حد ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بے شمار ہے اس خدائے واحد کا شکر بیشمار ہے کہ اسلامی مشن کو یہ توفیق عطا ہوئی کہ اس کتاب عشاقان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ اس میں صحابہؓ کے وہی مختصر حالات درج کیے گئے ہیں جن سے ان کا حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی محبت و جاں نثاری ثابت ہو

اس کتاب کی ترتیب و تدوین کے سلسلہ میں صوفی عبدالغنی اصغر کا میں ممنون ہوں کہ انہوں نے برضا و رغبت میرا ہاتھ بٹایا

پروفیسر منظور احسن عباسی کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس کے مسودہ پر نظر ثانی کی اور بیش قدر مشوروں سے نوازا۔ اسی طرح میں سید پرویز اقبال ایم اے اسسٹنٹ ڈائریکٹر کالجز، لاہور ڈویژن کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس کی تدوین میں میری مدد کی۔

اس کتاب کی تیاری میں حسب ذیل کتب سے پورا پورا استفادہ حاصل کیا گیا بلکہ بعض اوقات تو ان میں سے عبارات پر عبارات اخذ کی گئیں۔ جن پبلشرز نے انہیں شائع کیا ہے اسلامی مشن ان کا شکریہ ادا کرتا ہے

۱۔ مثنوی مولانا رومؒ ۲ ضرب کلیم ۳ پیام مشرق ۴ بانگ درا علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

۵ حیات الصحابہ مصنفہ مولینا محمد یوسف کاندھلوی ؒ ۶ مومنات از مولانا عبدالقیوم ندوی ۷ رحمۃ اللعالمین از قاضی محمد سلیمان ؒ منصور پوری ۸ رسالہ وصول عشق غیب از حضرت پیر عبدالحق عرف جھنڈو شاہ ؒ سنوری۔

اختر احسن

عشق

عشق کا مطلب وفور محبت و شوق ہے۔ یہ کسی محبوب چیز یا ہستی کی ناقابل مزاحمت خواہش کا نام ہے۔ لفظ عشق قرآن حکیم میں نہیں ہے۔ علمائے اخلاق و نفسیات کے نزدیک عشق والہانہ محبت ہے جو انسان کو از خود رفتہ کر دیتی ہے۔ قرآن میں اس کے لئے اشدُّ حُبًا للہ کی اصلاح آئی ہے۔ جس کے معنی عشق الٰہی کے ہیں۔

ع عاشقی چیست بگو بندہ جاناں بودن، دل بدست دیگرے دادن و حیران بودن

عشق انسان کو اپنے مطلوب کے تصور میں مستغرق رکھتا ہے حتیٰ کہ عاشق کھانے پینے سے بھی بے نیاز ہو جاتا ہے۔ بھوک پیاس اور دکھ درد کی بھی پرواہ نہیں کرتا وہ مصیبتیں جھیلتا ہے ہر شے اپنے محبوب پر قربان کر دینے کے لئے تیار رہتا ہے اقبال ؒ کے نزدیک عاشق کی شان یہ ہے۔

ع جز عشق حکایتے ندارم ۔ سوزم گریم تپم گدازم

یعنی عشق کے سوا اور کچھ نہیں اس میں ہی جلتا ہوں روتا ہوں پٹتا ہوں پگھلتا ہوں

پگھلنے سے مراد عشق کی راہ میں اپنی ہستی کو ختم کر دینا ہے یعنی اس

کی کوئی خواہش اپنی خواہش نہیں ہوتی ۔ بلکہ اس کا ہر کام اپنے محبوب کی خوشنودی کے پیش نظر ہوتا ہے ۔ شریعت اسلامیہ میں حدود اللہ کی پابندی اسی عشق کا نتیجہ ہے ۔ جس سے اہل ایمان کبھی غافل نہیں ہوتے ۔

؎ شرع محبت میں ہے عشرت منزل حرام یورش طوفاں حلال لذت ساحل حرام

اس شعر میں بھی یہی بتایا گیا ہے کہ خدا کی راہ پر گامزن ہونے والا یعنی سالک کبھی اپنے محبوب کے بتائے ہوئے راستے سے نہیں ہٹتا ۔ فی الحقیقت عشق اسی حسن و جمال کی انتہائی آرزو ہے جسے اللہ تعالیٰ نے عالم موجودات میں آدمؑ کو تخلیق کرتے وقت ظاہر کیا ۔

؎ عاشقاں کل نہ ایں عشاق جزء ۔ ماند از کل آنکہ شد مشتاق جزء (رومیؒ)

یعنی محبوب حقیقی کے سوا کہ اصل مقصد حیات ہے کوئی اور مقصد پیش نظر رکھنا سراسر محرومی ہے ۔

ایسی ہی ہستیاں عشاق کہلوائیں جن پر ہر دم ایک ابدی مقدس ہستی کی طلب و جستجو کا خیال طاری رہتا ہے ۔

؎ بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را (حافظ)

رسم عاشقی کی تکمیل کے لئے بخاک و خون غلطیدن ہی کا دوسرا نام شہادت ہے جسے مردہ کہنا بھی منع ہے ۔

خداوند تعالیٰ کی محبت قلب کو راحت بخشتی ہے دل کے سکون کا باعث بنتی ہے ۔ باری تعالیٰ کے عاشق کو غم و فکر متالم نہیں کر سکتے ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ زمانہ کے افکار و حوادث اس پر یورش کرتے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔

"انسان کو تنگی میں پیدا کیا گیا" مگر وہ عاشق صادق ہوتے ہوئے

Marfat.com

گھبراتا نہیں۔ حادثاتِ زمانہ اس کے دل سے ٹکراتے ہیں اور پاش پاش ہو جاتے ہیں۔ یوں سمجھئے کہ سمندر میں چھوٹی چھوٹی موجیں اٹھتی ہیں اور ختم ہو جاتی ہیں اسی طرح عاشق کے دل پر مصائب و آلام کا حملہ ہوتا ہے مگر وہ جلد ہی ختم ہو جاتا ہے بدیں وجہ کہ اس کا مطلوب زندہ جاوید خدا ہے وہ اس کی محبت سے سرشار ہوتا ہے۔

اس کے غیر فانی مطلوب کا تصور ان کو دبا دیتا ہے اس لئے وہ پرسکون رہتا ہے۔ اگر اس کا مقصود کوئی فانی ہستی ہو اور وہ ہستی ختم ہو جائے تو عاشق کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے وہ دنیا سے بیزار ہو جاتا ہے۔

اگر وہ دولت کا دلدادہ ہو اور اس کے زر و جواہر کو ڈاکو لے اڑیں تو اس کا سکون برباد ہو جاتا ہے فرض کردہ کسی مادی شے مثلاً بیوی بیٹا، لڑکا یا لڑکی پر متوالا ہو جب تک وہ اس کے پیش نظر رہے تو ان کے دیدار سے پرسکون رہتا ہے لیکن اگر موت اس کے مطلوب کو اس سے چھین لے تو اس کا قرار قلب اور اطمینان و سکون سب ختم ہو جاتے ہیں اس کی زندگی بے کیف اور تلخ ہو جاتی ہے جبکہ اس کے برعکس لافانی اور لاثانی ہستی یعنی اللہ تعالیٰ کا عاشق تا زیست مسرور اور پرسکون رہتا ہے کیونکہ اس کا مقصود ازلی۔ ابدی اور دائمی ہے اس لئے حقیقی عاشق کو ہمیشہ کی خوشی حاصل ہو جاتی ہے۔ کبھی غم و الم۔ فکر و خطر۔ مصیبت و ہزیمت نقصان و زیاں۔ حرص و ہوا بلاد فنا اسے دبا نہیں سکتے۔ اس کا ان سے سامنا ضرور ہوتا ہے مگر جیسا کہ پہلے بیان ہوا کہ حوادث ایک موج کی طرح اٹھتے ہیں اور ختم ہو جاتے ہیں۔ جب عاشق حقیقی پر کوئی ایسی واردات ہوتی ہے اس کا دل زبان حالی سے پکار اٹھتا ہے میرا مطلوب تو ابدی طور پر

Marfat.com

زندہ ہے۔ وہ ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اس لئے ان آفات و بلیّات کا کوئی ڈر یا فکر نہیں ہے اگر بے چینی پیدا ہوتی ہے تو اس کو واحد اور واحد ذات کے تصور اسے دور کر دیتا ہے۔ اس طرح اس کی دائمی خوشی میں کوئی فرق نہیں آتا یاد رہے کہ کوئی مادی مسرت جاودانی ہو ہی نہیں سکتی۔ کیونکہ مادی مسرت کا مرکز مادہ ہے اور مادہ فانی ہے تو اس کی محبت باقی کیسے رہ سکتی ہے۔

چنانچہ عشق مجازی کے حامل کو اپنے مطلوب کے وصل سے چند لمحوں کے لئے عارضی خوشی تو نصیب ہو جاتی ہے مگر وہ ابدی نہیں ہوتی جلد گزر جانے والی ہوتی ہے۔ اس عارضی خوشی کی نظیر اس طرح پیش کی جا سکتی ہے۔ گرمی کا موسم ہے ایک شخص تپتے ہوئے صحرا میں سفر کر رہا ہو۔ پیاس نے اسے لاچار کر دیا ہو۔ وہ بالکل بے بس ہو کر رہ گیا ہو۔ اتنے میں اسے ٹھنڈا اور میٹھا پانی مل جاتا ہے وہ اسے پیتا ہے اسے تسکین حاصل ہو جاتی ہے وہ خوش ہو جاتا ہے لیکن تھوڑے عرصے کے بعد وہ خوشی بھی ختم ہو جاتی ہے کیونکہ جب پیاس ختم ہوئی اس کے ساتھ ہی اضافی خوشی بھی ختم ہو گئی۔ جب مقصود ابدی اور باقی ہو تو اس سے ملنے کی خوشی بھی ہمیشہ رہتی ہے اس لئے خداوند تعالیٰ سے عشق دائمی ہوتا ہے اور وہ دائمی خوشی کا باعث ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے عاشق دکھ درد سہتے ہیں نقصان پر نقصان اٹھاتے ہیں۔ موت و حیات کے صدمے برداشت کرتے ہیں۔ جب کوئی ناگہانی آفت ان پر نازل ہوتی ہے وہ فوراً کہہ اٹھتے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ہم اللہ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف ہم نے جانا ہے اتنا کہہ کر انہیں سکون حاصل ہو جاتا ہے۔ بے چینی دور ہو جاتی ہے۔

ع عشق زندہ در روان و در بصر ہر دمے باشد زغنچہ تازہ تر

Marfat.com

یہ زندگی اسلام کے مطابق ایک عرصہ امتحان ہے۔ عاشق کا امتحان بہت سخت ہوتا ہے۔ مگر وہ ڈگمگاتا نہیں ثابت قدم رہتا ہے۔ اس کا ہر سانس اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہوتا ہے خدا کو وہ یاد کرتا ہے۔ ہر لمحہ اسی خیال میں محو رہتا ہے۔

ع قلزم ہستی سے ابھرا ہے تو مانند حباب
اس زیاں خانہ میں تیرا امتحان ہے زندگی

اگر عاشق یا سالک اس امتحان میں کامیاب ہو جائے تو وہ فلاح پاتا ہے اور کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے۔

پس اگر حقیقی خوشی حاصل کرنا مقصود ہو تو فانی وابستگیوں کی بجائے لافانی ابدی خدائے ذوالجلال سے محبت کیجئے اگر ہو سکے تو اس کے جمال لازوال کے عاشق بنئے پھر زندگی ہوگی اور آخرت میں فلاح ہوگی۔

حصولِ عشق

عشق قدرتی ہوتا ہے۔ اس کی واردات قلب پر ہوتی ہے اور وہ کسی حسین شے کی جانب کھنچا چلا جاتا ہے۔ لیکن یہ کسی ہستی کے حسن و جمال یا اس کی ظاہری و باطنی خوبیوں کے مشاہدہ اور ذکر کرنے سے بھی پیدا ہو سکتا ہے۔

ع نہ تنہا عشق از دیدار خیزد ۔ بسا کیں دولت از گفتار خیزد (حافظ)

کوشش کرنی چاہیئے کہ اس کا تھوڑا بہت حصہ متلاشیِ حق کو مل جائے اس لئے ملا جامیؒ نے فرمایا۔

ع دل فارغ ز دردِ عشق دل نیست ۔ تن بے دردِ دل جز آب و گل نیست

Marfat.com

جس دل میں عشق نہیں وہ دل نہیں۔ جسم میں اگر دردِ دل نہیں تو وہ محض پانی اور مٹی کا مرکب ہوتا ہے۔

اسیر عشق شو کہ آزاد باشی ۔ غمش بر سینہ نہ تا شاد باشی

عشق کا قیدی ہو جا تاکہ آزاد ہو۔ اس کا غم سینہ پہ رکھ تاکہ خوشی حاصل ہو جائے بہترین طریقہ اسکے حاصل کرنے کا یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر عمل کیا جائے "تم میں سے کوئی شخص صاحب ایمان نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ اس کو میری محبت اپنے باپ اور اپنے فرزند اور دنیا کے باقی تمام لوگوں کی محبت سے بڑھ کر نہ ہو" اس اعتبار سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر مسلمان کو محبت علی درجہ الکمال کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ حضور پر نور سے زیادہ کوئی ہستی نہ تو جامع صفات حسنہ ہے اور نہ ہو گی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی مقبول و برگزیدہ بارگاہ ایزدی میں بھی نہیں ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ ہے کہ

حسن یوسفؑ دم عیسٰیؑ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

جو قرب حضورؐ کو جناب کبریائی میں حاصل ہے ادرکسی ملک مقرب یا بشر مرسل کو نہیں حاصل ہوا۔

بمقامیکہ رسیدی نہ رسد ہیچ نبی

محبت کے سب سے زیادہ مستحق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں نیز اللہ تعالٰی نے فرمایا۔

تحقیق اللہ تعالٰی اور اس کے فرشتے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود

Marfat.com

بھیجتے ہیں ۔ اے ایمان والو! تم بھی اس پر درود و سلام بھیجو"
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا خداوند تعالیٰ اس پر دس بار رحمت کرے گا ۔ نیز یہ بھی آیا ہے کہ قیامت کے دن جب لوگ مصیبت میں گرفتار ہوں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے میں ان اپنے پیارے لوگوں کو بخشواؤں گا جو مجھ پر درود بھیجتے تھے ۔

سلمو یا قوم بل صلوٰۃ علے صدر الامین
مصطفیٰ ما جاء الا رحمۃ للعالمین

سورہ الاحزاب کی چھٹی آیت میں اعلان فرمایا
پیغمبر مومنوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں ۔ اور پیغمبروں کی بیویاں سب کی مائیں ہیں ۔
پھر سورہ الاحزاب کی اکیسویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے (تمہارے لئے رسول اللہ کی زندگی بہترین نمونہ ہے اس شخص کو جسے خدا سے ملنے) اور روز قیامت کے آنے کی امید ہے اور وہ خدا کا بکثرت ذکر کرتا ہو یعنی اس سے غافل نہ ہو ۔ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بکثرت یاد کرنے علی الخصوص رات کو جاگنے اور اس کا ذکر کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پیدا ہوتی ہے ۔ اور اللہ کا عشق زیادہ ہوتا ہے ۔ چنانچہ باری تعالےٰ کا ارشاد عالی قرآن کریم میں موجود ہے
(اے پیغمبر لوگوں سے) کہدو اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میرے کہنے پر چلو خدا خود تمہیں دوست رکھے گا اور تمہاری خطاؤں کو معاف کر دے گا ۔ خدا بخشنے والا اور مہربان ہے ۔ کہہ دو خدا اور اس

کے رسول کا حکم مانو۔ اگر نہ مانا تو یاد رکھو کہ خدا بھی کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ کی محبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور فرمانبرداری میں مضمر ہے۔ اس لئے صمیم قلب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی پیروی کرنا اور حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو اپنانا نہایت ضروری ہے۔ اس ذریعے سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کا عشق پیدا ہوگا جس کا نتیجہ یہ ہوگا "کہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ خبردار ان کے دل اللہ تعالیٰ کی یاد سے ہی اطمینان (سکون قلب) حاصل کرتے ہیں۔

ہیں رہا کن عشقہائے صورتی ۔ عشق بر صورت نہ بر روئے ستی

خبردار! صورت کی عشق بازیوں سے باز آؤ کیونکہ صورت کا عشق بھی فی الحقیقت بیوی کے چہرہ سے تعلق نہیں رکھتا۔

مولانا روم صورت ظاہری کے عشق سے منع فرماتے ہیں کہ اس عشق میں محصور و متوقف رہنا ایک شدید حجاب ہے اور ہلاکت کا مقام ہے اور اس سے بڑھ کر یہ ظاہر کا عشق شہوانی خواہش کے باعث ہونا در حقیقت عشق حق تعالیٰ کا ہی ہوتا ہے جو اپنے اسم جمیل کے ساتھ اس مظہر میں ظاہر ہوا۔ خواہ اس جہان کے محبوب کا عشق ہو کسی غیر محبوب کا عشق ہو ہر قسم کا عشق دراصل حق یعنی ظاہر سے تعلق رکھتا ہے نہ کہ مظہر کے ساتھ اگرچہ عشق کرنے والا غلطی سے اپنے آپ کو اس صورت کا عاشق سمجھتا ہے۔ چونکہ معشوق دراصل ذات پاک آں سبحانہٗ تعالیٰ ہے۔ پس اس کا عشق اختیار کرنا چاہیئے اور متعین عشق نما تو ہو مگر متعین

Marfat.com

کے ساتھ عشق نہیں کرنا چاہیئے - کیونکہ یہ محض جہل ہے - پس خاص اللہ تعالیٰ کو معین سے معرّیٰ رکھ کر طلب کرنا چاہیئے - اور یہ ارشاد پیغمبروں کے اس ارشاد کے مطابق ہے کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے بناوٹی خداؤں کی عبادت ترک کر دو کیونکہ خدا ذات حق کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں - خواہ مخواہ پتھروں، مورتوں، تصویروں کو جو معبود بناتے پھرتے ہو تو یہ محض جہالت ہے - پس اس کی عبادت کرو اور ان تعینات کو درمیان سے اٹھا دو - معشوقیت بھی معبودیت کی طرح حق سبحانہ، کی خصائص سے ہے جو شخص اس کے سوا کسی اور کو معبود بنا لیتا ہے یا سمجھتا ہے وہ جہل میں مبتلا ہے پس لازم ہے کہ اپنے معشوق حقیقی کے ساتھ عشق کا تعلق قائم کرو نہ کہ مورتوں کے ساتھ جن میں ہرگز معشوقیت نہیں ہے - چونکہ معبودِ حقیقی کی عبادت کرنا لازم ہے لہٰذا عشق بھی اسی کے ساتھ ہونا چاہیئے -

عشق ربانی ہست خورشید کمال

از نورِ اوست خلقاں چوں ظلال -

اللہ کا عشق آفتاب کمال ہے - عالم اور انسان اور عالم خلق اسکے سامنے سایوں کی طرح ہیں

Marfat.com

دوسرا باب

حُبِّ خدا و رسولِ خدا

جیسا کہ مقدمہ میں بتایا گیا ہے کہ اہلِ بصیرت سے یہ راز پنہاں نہیں ہے کہ اس عالم کی بنیاد عشق پر رکھی گئی ہے۔ اسی لئے کنتُ کنزاً مخفیاً فاحببتُ ان اعرفَ فخلقتُ الخلق کا اعلان ہوا۔ یعنی میں ایک مخفی خزانہ تھا پھر مجھ کو یہ بات پسند آئی کہ میں معروف ہو جاؤں تو میں نے مخلوق کو پیدا کیا تاکہ پہچانا جاؤں

حدیث حسن و مشتاقی درون پردہ پنہاں بود
برآمد شوق از جلوت نہاد ایں راز بر صحرا (نظیری)

یعنی حسن و عشق جو پردہ میں تھے شوق ایجاد کی بدولت پردے باہر آ گئے اور میدانوں میں پھیل گئے۔

اللہ تعالیٰ خالق ازلی و ابدی ہے۔ اس نے عالم خلق یعنی ارض و سما و مابین ھما کو بنایا۔ اجرام فلکی کو ایک دوسرے کے ساتھ باہمی کشش کے ذریعہ وابستہ کر دیا۔ یہ امر بدیہی ہے کہ ہر سیارہ کشش کے ذریعہ ہی رواں دواں ہے۔ اسی طرح عشق کی بنیاد بھی نفوس کی باہمی کشش پر ہی ہوتی ہے اسی کشش کو محبت کہتے ہیں اگر یہ کشش یا محبت ختم ہو جائے تو تمام نظام کائنات درہم برہم ہو جائے۔

ابن عباسؓ سے مرفوعاً ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبرائیلؑ آئے اور کہا اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ اے محمدؐ! اگر تم نہ ہوتے تو میں بہشت کو پیدا نہ کرتا اگر تم نہ ہوتے تو میں دوزخ کو پیدا نہ کرتا۔ ایک اور روایت میں ہے اگر تم نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت حضرت آدمؑ کی خلقت سے پہلے ثابت ہے۔ کنت نبیاً و اٰدم بین الماءِ والطین حضرت آدمؑ کا خمیر تیار ہو رہا تھا کہ میں نبی بنا دیا گیا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عالم روح میں اپنے وجود مبارک کے ہر رتبہ میں عاشق حق تھے۔ رسول اللہ جو باعث تکوین عالم تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کا عشق سب عاشقان حق کے عشق سے کامل تر اور قدیم تر تھا۔

گر نبودی بہر عشق پاک را۔ کے وجود ے دادمے افلاک را (رومیؒ)
یعنی عشق کو دخل نہ ہوتا تو میں افلاک کو کب موجود کرتا

الغرض رب کائنات نے دنیا و مافیہا کو اپنی محبت کے لئے پیدا کیا۔ اس محبت کا مرکز حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دیا۔

آنحضرتؐ پر رسالت۔ نبوت اور وحی کو ختم کر دیا۔ دین کی تکمیل کر دی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق

آپؐ نزول وحی سے قبل ہی اللہ کی محبت سے سرشار تھے۔ آپؐ غار حرا میں جس کا رقبہ ۸ گز مربع ہے اور جو مکہ سے فاصلہ دشوار گزار پہاڑ پر واقع ہے ہر روز جاتے اکثر وقت وہاں ذکر و فکر میں گزارتے۔ کبھی کئی کئی دن اس میں قیام کرتے دنیا اور دنیا داروں سے الگ تھلگ رہتے تھے

آخر کار ۱۲ فروری ۶۱۰ء بروز پیر جبرائیل خدا کا پیغام لے کر آئے اور کہا "محمدؐ! بشارت قبول کیجئے۔ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ کچھ دنوں بعد

پھر جبرائیلؑ آئے اور آپؐ کو خدا کا نام اور پاک کلام پڑھایا۔ ان آیات کا نزول ہوا۔ اقرأ باسم ربک الذی خلق۔ خلق الانسان من علق۔ اقرأ و ربک الذی علّم بالقلم علم الانسان مالم یعلم ؕ

مولنا حالیؒ نے اس کی تصویر کھینچی ہے۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا۔ مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا۔ اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا
آپؐ گھر پہنچے اور تبلیغ شروع کر دی۔
کہ ہے ذاتِ واحد عبادت کے لائق۔ زباں اور دل کی شہادت کے لائق
لگاؤ تو لو اس سے اپنی لگاؤ۔ جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ
مبّرا ہے شرکت سے اس کی خدائی۔ نہیں اس کے آگے کسی کی بڑائی

بس کیا ہوا "زلزلہ در گنبد افلاک افتاد" سرزمین عرب تھرا گئی۔ تحریک توحید شروع ہو گئی۔ ایک نئی زندگی کی لہر دوڑ گئی۔

؏ وہ بجلی کی کڑک تھی یا صوت ہادی۔ عرب کی زمیں جس نے ساری ہلادی
پڑا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے۔ کہ گونج اٹھے دشت و جبل نام حق سے
مصائب و الائم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے !!!

اللہ کے متوالے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بیعت کے لئے دیوانہ وار دوڑے۔ کفار حیران رہ گئے۔ انہوں نے حضورؐ کو اور آپؐ کے ہاتھ پر اسلام لانے والوں پر ظلم و ستم کی انتہا کر دی ایسے انسانیت سوز مظالم شروع کئے کہ قلم کو یارا نہیں کہ انہیں قلمبند کرسے خدائے واحد کی محبت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جملہ انبیاء سے زیادہ اذیت پہنچائی گئی اس لئے آپؐ نے فرمایا۔ سب نبی ستا

لئے گئے۔ مگر میں سب نبیوں سے زیادہ ستایا گیا ہوں۔ آپؐ کے عشاقان کو کافر سخت عذاب دیتے۔ مگر انہوں نے یہ سب مصیبتیں جھیلیں جادۂ حق سے منہ نہ موڑا۔

آزمائش پر ۔ آزمائش

اکثر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے راہ میں کانٹے بچھائے جاتے تھے گھر کے دروازے پر گندگی کے ڈھیر لگا دیئے جاتے تھے۔ آپ کے اوپر کوڑا کرکٹ گرایا جاتا تھا۔ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ایک کافر عقبہ آیا اس نے چادر کو حضورؐ کی گردن میں ڈال دیا اور اسے پیچ پر پیچ دینے شروع کئے۔ اتنے میں ابوبکر صدیقؓ آئے انہوں نے عقبہ کو دھکے دے کر ہٹایا۔ دوسری بار آپؐ خانہ کعبہ میں نماز پڑھنے لگے کافر بھی وہاں بیٹھے تھے اسی عقبہ نے ابوجہل کے کہنے پر اونٹ کی نجاست بھری اوجھڑی لاکر حضورؐ کی پشت مبارک پر رکھ دی۔ کفار ہنس ہنس کر لوٹے جاتے تھے مگر حضورؐ اپنے پروردگار کے حضور محو نماز تھے۔ اتنے میں سیدہ فاطمۃ الزہراؓ آئیں۔ انہوں نے اوجھڑی کو حضورؐ کے اوپر سے ہٹایا۔

آخر کار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچانے کے لئے کفار نے ایک مجلس ترتیب دی تاکہ وہ آپؐ کو ہر طرح سے تنگ کرے آپؐ کا مذاق اڑائے۔ آپ کو ایذا دے اور آپؐ کے ماننے والوں کو انتہا درجہ کی تکالیف کا شکار بنائے۔

Marfat.com

تحریص و ترغیب کے پھندے!!!

جب یہ حربہ بھی ناکام ہوا تو قریش کے سرداروں کا ایک وفد ترتیب دیا گیا وہ آپؐ کے چچا ابوطالب کے پاس آئے اور دھمکی دی اگر وہ بت پرستی کی مخالفت نہیں چھوڑے گا تو ہم اسے جان سے مار ڈالیں گے۔ چچا نے بھی کہا کہ بتوں کو برا بھلا کہنا چھوڑ دیں ورنہ میں، تمہاری مدد نہ کر سکوں گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "چچا اگر یہ لوگ سورج کو میرے داہنے ہاتھ پہ رکھ دیں اور چاند کو بائیں ہاتھ پر تب بھی میں توحید کے اعلان سے باز نہیں آؤں گا، خدا کے حکم میں سے ایک حرف بھی کم و بیش نہیں کروں گا۔ اس کام میں خواہ میری جان بھی جاتی رہے"!

یہ تھا اللہ تعالےٰ کا عشق۔ عاشق اپنے تن من دھن حتیٰ کہ جان کو بھی اپنے مقصود پر قربان کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ عشق کے لوازمات میں سے ہے۔ دنیا اور اس کی دولت عاشق کی نظر میں ہیچ ہوتی ہے۔

چنانچہ سرداران قریش نے ایک دن آپؐ کو کعبہ کے اندر آنے کی دعوت دی اور حضور صلی اللہ کو ترغیب و تحریص دینے کی انتہائی کوشش اس طرح کی "اگر تم سلطنت کے طالب ہو تو تمہیں ہم بادشاہ بنالیں۔ اگر شرف و عزت کے خواہشگار ہو تو تمہیں اپنا سردار بنالیں"۔ آپؐ نے اس پیشکش کو ٹھکرا دیا۔ اور ارشاد فرمایا کہ مجھے تو اللہ تعالیٰ نے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے تم ایک خدا کو مان لو تو تمہارے لئے ذخیرہ دارین ہے ورنہ میں صبر کروں گا اور خدا کے فیصلے کا انتظار کروں گا"۔ سرداران کفار نے اسی وقت

اعلان کیا "ہم تجھے اشاعت کبھی نہ کرنے دیں گے حتیٰ کہ ہم مرجائیں یا تو مر جائے"

اس کے بعد ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوہِ صفا پر بیٹھے تھے ابو جہل وہاں پہنچ گیا۔ اس نے پہلے گالیاں دیں۔ جب آپؐ خاموش رہے تو اس ظالم نے پتھر مارا جس سے آپؐ لہولہان ہوگئے

قید و بند کی صعوبتیں

جب کفارِ مکہ نے دیکھا کہ ان کے شدید مظالم کا آپؐ پر کچھ بھی اثر نہیں ہوتا اور آپؐ اللہ کی توحید کا پرچار مسلسل کر رہے ہیں تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے قبیلہ یعنی بنی ہاشم کے عام تعاون کا فیصلہ کر دیا کہ ان سے رشتہ ناطہ نہ کرو۔ گلی بازار میں پھرنے نہ دو۔ ان کو کوئی چیز مول نہ دو۔

اس کا آپس میں معاہدہ کر کے کعبہ پر لٹکا دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے قبیلہ والے مجبور ہو کر پہاڑ کی گھاٹی میں جسے شعب ابو طالب کہا جاتا ہے محبوس و مقید ہو کر رہنے لگے۔ تین برس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس گھاٹی میں محبوس رہے۔ حتیٰ کہ کعبہ پر لٹکے ہوئے معاہدہ کو دیمک چاٹ گئی۔ پھر کفار نے گھاٹی پر سے پہرہ اٹھا لیا۔ تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اور تبلیغ کا سلسلہ پہلے سے زور و شور سے شروع کر دیا۔

عام الحزن رفیقہ حیات کی وفات کڑی آزمائش

سنہ ۱۰ نبوت میں حضور کے چچا ابو طالب انتقال کر گئے اور ان کے

۳۵۰۶۹

Marfat.com

تین دن بعد علیھا حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا وصال پاگئیں۔ ان کے گزر جانے کا آپؐ کو بہت رنج ہوا۔ اب قریش نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت دق کرنا شروع کردیا۔ ایک بار ایک بدمعاش نے آپؐ کے سر پر کیچڑ پھینکی۔ سیدۃ النساء فاطمہ رضی اللہ عنہا اٹھیں۔ وہ سر دھلاتی تھیں اور روتی جارہی تھیں۔ آپؐ نے فرمایا

"پیاری بیٹی کیوں روتی ہو تمہارے باپ کی حفاظت اللہ خود فرمائے گا"۔ یہ تھی حقیقی محبت کہ آزمائش پر آزمائش ہوتی رہی مگر اللہ تعالیٰ کا سہارا انہیں چھوڑا۔

اذیت و مصیبت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے!!

آپؐ نے مختلف قبائل میں جاکر تبلیغ شروع کی۔ آپؐ تبلیغی دورہ پر طائف تشریف لے گئے۔ حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ حضورؐ کے ہمراہ تھے راستے میں مختلف قبیلوں کو پیغام اسلام دیتے دیتے طائف پہنچ گئے یہاں بنو ثقیف کا قبیلہ آباد تھا۔ یہ لوگ بہت متکبر تھے۔ حضورؐ نے وہاں وعظ شروع کیا تو ان کے سرداروں نے اپنے غلاموں اور شہر کے بدمعاشوں کو سکھایا۔

انہوں نے پتھر پھینکنے شروع کر دیئے۔ حضورؐ خون میں تربتر ہوگئے لہو بہہ کر آپؐ کے جوتوں میں جم گیا مگر اللہ تعالےٰ کے عشق میں آپؐ نے سردھڑ کی بازی لگا رکھی تھی۔ اس لئے تبلیغ کو نہ چھوڑا۔ اس جگہ بدمعاشوں نے اس قدر تالیاں بجائیں اور چیخیں ماریں کہ آپؐ ایک احاطہ میں جانے پر مجبور ہوگئے۔ مگر کمال ہے آپؐ نے توحید کے وعظ کو نہ چھوڑا۔ اسی

Marfat.com

مقام پر ایک اور دفعہ آپؐ وعظ کر رہے تھے۔ آپؐ پر پتھر پڑ رہے تھے اینٹیں پھینکی جا رہی تھیں۔ اس دوران آپؐ کو اتنی چوٹیں لگیں کہ آپؐ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

بے نظیر استقلال!!

الغرض حضورؐ نے تبلیغ کا سلسلہ پورے انہماک اور استقلال کے ساتھ جاری رکھا۔ عام الحزن یعنی ۱۰ نبوت میں اللہ تعالیٰ نے ان امتحانوں میں کامیابی پر حضور پر نورؐ کو معراج نصیب فرمایا۔ آپؐ نے زندۂ جاوید بیداری کی حالت میں جسم کے ساتھ ملکوت السموٰت والارض کی سیر کی۔

اب کیا تھا نور کے لمعات نے قرب و جوار سے لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب کھینچنا شروع کیا۔ دور دراز سے طالبانِ حق آنے شروع ہو گئے باوجود مکہ کے کفارِ قریش انہیں بہکاتے رہے۔ حضورؐ سے انہیں دور رکھنے کی انتہائی کوشش کرتے رہے مگر جو اس نور پاک کی طرف لپکا وہ منور ہو گیا اور خدائے واحد کے سامنے سرنگوں ہو گیا قریش پر ان کا مسلمان ہونا بے حد شاق گزرتا تھا۔ آپؐ کا شہرہ یثرب جسے بعد میں مدینہ کہلوانے کا فخر حاصل ہوا پہنچا۔

وہاں سے ۱۱ نبوت میں چھ خوش بخت حضرات نے مقام عقبہ میں حضورؐ کی گفتگو سے متاثر ہو کر مندرجہ ذیل پانچ امور پر بیعت کی۔

(۱) ہم خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کریں گے اور کسی کو اس کا شریک نہیں بنائیں گے۔

(۲) ہم چوری اور زنا نہیں کریں گے۔

Marfat.com

(۳) اپنی لڑکیوں کو قتل نہیں کریں گے۔
(۴) نہ کسی پر جھوٹی تہمت لگائیں گے نہ چغلی کریں گے۔
(۵) ہر اچھی بات میں نبیؐ کی پیروی کریں گے۔

ہمیں غور کرنا چاہیئے کہ آیا ہم ان زریں اصولوں کے پابند ہیں۔ یہی اصول معاشرہ کی بنیاد ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عاشق صادق حضرت مصعبؓ بن عمیر کو بطور مبلغ ان کے ساتھ مدینہ منورہ روانہ کر دیا۔ حضرت مصعبؓ کے پر جوش وعظ سے ایک ایک دن میں قبیلے کے قبیلے ایمان لے آئے اس کا نتیجہ یہ نکلا اگلے سال ۱۲ نبوت کو ۷۳ مرد اور ۲ عورتوں پر مشتمل ایک قافلہ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا اور دعوت دی کہ حضورؐ یثرب کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے شرف بخشیں۔ انھوں نے اعلان کیا کہ مکہ کو چھوڑیئے۔ ہم اسلام کے اچھے فرزند ثابت ہوں گے، آپؐ نے صرف دو باتیں پوچھیں۔

(۱) کیا تم دینِ حق کی تبلیغ و اشاعت میں پوری مدد کرو گے؟
(۲) کیا میری اور میرے ساتھیوں کی امداد اپنے اہل وعیال کی طرح کرو گے؟

اہل وفد نے پوچھا اس کا معاوضہ کیا ملے گا؟

آپؐ نے فرمایا ”بہشت جو نجات اور خدا کی خوشنودی کا مقام ہے۔“

قارئین کرام ملاحظہ کریں کہ اسلام میں اشاعتِ اسلام کو کس قدر اہمیت حاصل ہے۔ آپؐ نے پہلی شرط تبلیغ و اشاعت کو قرار دیا کیا ہم اس فرضِ تبلیغ کو ادا کر رہے ہیں؟

اس کے بعد آپ ؐ نے مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کی اجازت دی۔

وطن اور گھر بار کو خیر باد

سینکڑوں ایماندار مرد اور عورت اپنے گھر بار۔ عزیز رشتہ دار، مال و متاع۔ دوست احباب اور کاروبار محض اللہ تعالیٰ کے عشق میں سرشار۔ حضورؐ کے حکم کے فرمانبردار ہو کر مکہ سے تقریباً تین سو میل دور مدینہ کی طرف کوچ کر گئے۔

حضورؐ کے قتل کا منصوبہ، امتحان پر امتحان

۱۳ نبوت میں کفار مکہ اور ارد گرد کے قبائل نے ایک مجلس طلب کی اس میں یہ فیصلہ ہوا۔

(۱) عرب کے ہر قبیلہ سے ایک ایک نوجوان لیا جائے ان کی جماعت بنائی جائے۔

(۲) یہ جماعت رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھیراؤ کرے

(۳) علی الصباح جب آنحضرتؐ نماز کے لئے باہر آئیں تو یہ نوجوان اکٹھے آپؐ پر ٹوٹ پڑیں اور آپؐ کو قتل کر دیں تاکہ کسی ایک پر قتل کی ذمہ داری نہ پڑے۔

الوداع اے خاک وطن الوداع !!!

اِدھر کفار نے یہ فیصلہ کیا اُدھر اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو

Marfat.com

مدینہ کی جانب ہجرت کا حکم صادر کر دیا جب رات کو ان ظالموں نے کاشانہ نبوت کو آگھیرا اس وقت آپؐ نے حضرت علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ کو بستر پر لٹادیا اور فرمایا "بے فکر ہو کر سو رہو، کوئی تمہارا بال بیکا نہ کر سکے گا"۔ خود حضورؐ خدا کی حفاظت میں گھر سے باہر نکلے۔ سورہ یٰسین کی تلاوت کرتے ہوئے دشمنوں کے درمیان سے صاف نکل گئے۔ یہ واقعہ ۲۷ صفر ۱۳ھ نبوت بروز جمعرات کا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دوست ابوبکرؓ کے گھر پہنچے اندھیری رات میں جبلِ ثور کی طرف چل پڑے۔ یہ غار مکہ سے تقریباً پانچ میل ہے بہت اونچی چڑھائی ہے۔ راستہ سنگلاخ اور دشوار گزار ہے۔ پہاڑ کے قریب جا کر حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کندھے پر اٹھالیا۔ غار تک پہنچ گئے۔ حضورؐ باہر ٹھہرے رہے حضرت ابوبکرؓ اندر گئے غار کو صاف کیا۔ اس میں بہت سے سوراخ تھے۔ انہیں اپنے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر بند کیا۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غار کے اندر تشریف فرما ہوئے۔ کفار مکہ تلاش کرتے کرتے غار ثور پر پہنچ گئے ان کی آوازیں غار کے اندر سنی جاتی تھیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ کی توجہ اس جانب مبذول کروائی۔ فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک مکڑی کو حکم دیا کہ غار کے منہ پر جالا تن دے۔ جالا تنا گیا۔ کافر آپ کو نہ دیکھ سکے کمزور ترین شے یعنی مکڑی کے جالے نے انہیں خیرہ کر دیا وہ یہ کہتے ہوئے کہ اگر کوئی غار میں داخل ہوتا تو جالا ضرور ٹوٹ جاتا وہاں سے رخصت ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس طرح ایک نازک ترین شے کو ظالموں کے مقابلہ میں ڈھال بنا دیا۔ بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ کبوتری نے

Marfat.com

غار کے کنارے انڈے دے دیئے ۔ چنانچہ گبن نے جو کہ ایک مشہور انگریز تاریخ دان ہوا ہے اپنی کتاب Rise And Fall of Roman Empire میں اس واقعہ کو کیا خوب انداز سے درج کیا ہے "ایک مکڑی کے جالے اور کبوتری کے انڈوں نے دنیا کی تاریخ پلٹ ڈالی" یہ خمس وقمر تین دن اس غار میں رہے ۔ حضرت اسماءؓ بنت حضرت ابوبکرؓ ہر روز وہاں کھانا پہنچاتی رہی ۔ جو لوگ حج کے لئے جاتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ اس غار کا راستہ کس قدر کٹھن ہے ۔ ضعیف لوگ تو درکنار جوان بھی اس غار تک پہنچتے پہنچتے حوصلہ ہار دیتے ہیں ۔ مگر اس لڑکی نے حد کر دی کہ تن تنہا وہاں جاتی اور کھانا پہنچاتی ۔ یہ تھی ایک چھوٹی سی لڑکی کی محبت برائے خدا ۔

تین شب وروز اس غار میں گزارنے کے بعد چوتھی رات حضور اپنے جاں نثار ساتھی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ مدینہ کی طرف اونٹوں پر روانہ ہوئے کفار نے یہاں بھی پیچھا کیا مگر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی حفاظت کی راستہ میں حضرت علیؓ اور بہت سے صحابہ آ ملے اور یہ پر شوکت قافلہ خدا کی تکبیر و تحمید کے نعرے بلند کرتا ہوا مدینے کی نواحی بستی قبا میں ۸ ربیع الاول ۱۳ نبوت بروز دوشنبہ پہنچ گیا یہاں پہلی مسجد کی بنیاد رکھی گئی

تین دن تک یہاں قیام ہوا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بروز جمعہ بتاریخ ۲۷ ستمبر ۶۲۲ء بمطابق ۱۲ ربیع الاول ۱ھ کو مدینہ کی طرف روانہ ہوئے ۔ راستہ میں جمعہ کا وقت آگیا حضورؐ نے پہلا جمعہ بنی سالم کے گھروں کے قریب پڑھایا ۔ یہاں وہ مسجد جمعہ اب بھی موجود ہے حجاج جب قبا جاتے ہیں اس مسجد کی زیارت بھی کرتے ہیں ۔

Marfat.com

نیّرِ اعظم نبوت کا مدینہ میں داخلہ

نمازِ جمعہ سے فارغ ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یثرب کی جنوبی جانب سے شہر میں داخل ہوئے اور اس وقت سے یثرب کا نام مدینۃ النبی ہو گیا۔ جبقوق نبی کی پیش گوئی اس طرح پوری ہوگئی " اللہ جنوب سے اور وہ جو قدوس ہے کوہ فاران سے آیا اس کی شوکت سے آسمان چھپ گیا اور زمین اس کی حمد سے معمور ہو گئی "۔

بائیبل جبقوق نبی کی کتاب باب ۳ درس ۳۔ بائیبل میں مکہ کا نام فاران آیا ہے۔

" داخلہ کا نظارا عجب شاندار تھا گلی کوچے تحمید و تقدیس کے نغموں سے گونج رہے تھے۔ مرد عورت بوڑھے نورِ خدا کا جلوہ دیکھنے کے لیے چشم براہ تھے۔ انصار کی معصوم لڑکیاں ترانے گا رہی تھیں

سطر ۱۳ " عرب کے صحرا میں تم رات کاٹو گے اے ددانیوں کے قافلو "

" ۱۴۔ پانی لیکر پیاسے کا استقبال کرنے آؤ۔ اے تیما کی سرزمین کے باشندو روٹی لے کے بھاگنے والے کو ملنے آؤ "

" ۱۵ کیونکہ وے تلواروں کے سامنے سے ننگی تلوار سے اور کھچی ہوں کمان سے اور جنگ کی شدت سے بھاگے ہیں "

" ۱۶۔ کیونکہ خدا نے مجھ کو فرمایا ہنوز ایک برس ہاں مزدور کے سے ایک ٹھیک برس میں برس میں قیدار کی ساری حشمت جاتی رہیگی

مندرجہ بالا سطور کتاب یسعیاہ نبی میں صفحہ ۱۰ میں مہاجرین کا ذکر ہے جو ظالم قریش سے جان و ایمان بچا کر بھاگے تھے اور مدینہ گئے۔

Marfat.com

سطر ۳ امیں ددانیوں اور سطر ۴ امیں تیما والوں کو حکم یہ کہ ان کا استقبال کریں۔ ددان حضرت ابراہیم ؑ کے پوتے لیفسان کے بیٹے سیہا کے بھائی کا نام ہے ددان کی اولاد یمن میں آباد ہوئی تھی۔ سیل عرم کے آنے سے یہ قبائل متفرق ہو گئے ان میں سے کچھ یثرب آکر آباد ہو گئے اوس اور خزرج کے قبائل جو انصار کہلائے ان میں سے ہی تھے تیما حضرت اسمٰعیل ؑ کے آٹھویں بیٹے کا نام ہے جن کی اولاد مدینہ کے عقب میں آباد ہوئی۔ اہلِ مدینہ حوالی مدینہ کو نصرت کا پیغام دینے کے بعد سطر ۱۶ امیں ظالموں کا انجام بتایا ہے۔ اس جگہ قریش کو قیدار والے بتایا گیا ہے۔ قیدار حضرت اسمٰعیل کے دوسرے فرزند تھے۔ قریش ان کی نسل میں سے ہیں۔ آخری سطر میں بتایا گیا ہے کہ ہجرت کے سال بعد قیدار کی شوکت ختم ہو گئی چنانچہ ہجرت کے دوسرے سال یعنی ٹھیک ایک سال بعد جنگ بدر کے میدان میں قریش کے تمام نامی گرامی سردار ہلاک ہو گئے۔ اس طرح یہ پیش گوئی لفظ بلفظ پوری ہوئی۔

کفر و اسلام کے درمیان جنگی معرکوں کا آغاز

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ میں قیام تک مسلمانوں کو جنگ کرنے کی اجازت نہیں تھی بس خاموش مقابلہ تھا۔ انتہائی صبر کا مقام تھا دردناک امتحان پر امتحان تھا مگر مدینہ پہنچنے پہ کفار کے ساتھ قتال یعنی جہاد کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم صادر ہو گیا۔

کفار قریش نے مسلمانوں کا تین سو میل دور جا کر زندگی گزارنے کو بھی پسند نہ کیا۔ مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کی تخریبی کوششوں اور سازشوں میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔

Marfat.com

کئی بار مدینہ منورہ پر حملے کئے۔ ان میں سے مشہور حسب ذیل ہیں۔

پہلا حملہ ربیع الاوّل ۲ھ میں ہوا۔ کہ ایک سردار قریش مدینہ والوں کے مویشی جو باہر چر رہے تھے لوٹ کر لے گیا۔

دوسرا حملہ حملہ رمضان ۲ھ میں ابوجہل کی سرکردگی میں ہوا۔ اب اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں پر جہاد کی اجازت صادر ہو چکی تھی۔ چنانچہ بدر کے مقام پر ایک ہزار مکہ کے کافر جن کے پاس سات سو اونٹ اور تین سو گھوڑے تھے۔ اور تین سو مسلمانوں جن کے پاس صرف ساٹھ اونٹ اور دو گھوڑے تھے کے درمیان عظیم جنگ ہوئی نصرت الٰہی سے مکہ والوں کو شکست فاش ہوئی۔ ان کے ستر آدمی قید کر لئے گئے۔ اور ستر کافر جن میں تمام بڑے بڑے سردار تھے فی النار والسقر ہوئے

تیسری سازش مکہ سے عمیر بن وہب اپنی تلوار زہر میں بجھا کر صفوان کے ساتھ صلاح مشورہ کرنے کے بعد حضورؐ کے قتل کے لئے آیا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غیبی طور پر اس کے ارادہ کا علم ہو چکا تھا اس لئے وہ ناکام ہوا اور مسلمان ہو کر واپس مکہ چلا گیا اب وہ مبلغ اسلام بن گیا مکہ کے بہت سے لوگ اس کی تجویز پر مسلمان ہوئے۔

چوتھا حملہ شوال ۳ہجری کو ہوا قریش مکہ پانچ ہزار جنگجو کفار کا لشکر لے کر مدینہ پر حملہ آور ہوئے۔ مدینہ کے بالکل متصل احد کے مقام پر جنگ ہوئی۔ ان کے مقابلہ میں صرف سات سو مسلمان تھے۔ مسلمانوں نے ابتدا میں انہیں شکست دی۔ لیکن وہ مسلمان تیر انداز جو عبداللہ بن جبیرؓ کی سرکردگی میں ایک درہ کی حفاظت کے لئے حضورؐ نے متعین کئے تھے اور جن کو حکم تھا کہ خواہ فتح ہو یا شکست ہو تم نے اس درہ

Marfat.com

کو نہیں چھوڑنا۔ جب مسلمانوں کو ابتدا میں فتح نصیب ہوئی درہ کو چھوڑ کر میدان کی طرف دوڑ پڑے۔ کفار نے فوراً اس موقعہ کا فائدہ اٹھایا اور درہ کی طرف سے جو کہ مسلمانوں کے عقب میں تھا حملہ کر دیا اس طرح مسلمانوں کو دونوں طرف سے گھیرے میں لے لیا۔

امتحان کی انتہا ہو گئی!!!

مسلمانوں کو بہت نقصان ہوا۔ کفار نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر شدت سے پتھر پھینکے۔ اور تیر اندازی کی آپؐ کی پیشانی مبارک شدید زخمی ہوئی آگے کے چار دندانِ مبارک شہید ہوئے اور آپؐ ایک غار میں گر گئے۔ اس جنگ میں حضرت مصعب بن عمیرؓ جو اسلام کے مبلغ تھے شہید ہو گئے اور حضورؐ کے چچا حضرت حمزہؓ بھی شہید کر دیئے گئے۔ لیکن آخر کار کفار میدان چھوڑ کر مکہ کو واپس لوٹ گئے۔

پانچواں حملہ ۵ھ کا مشہور واقعہ خندق ہے۔ یہودیوں نے قریش کے ساتھ سازش کر کے دس ہزار کا خونخوار لشکر تیار کیا اور مدینہ پر حملہ کر دیا۔ مسلمانوں نے شہر کے ارد گرد خندق کھود دی۔ مسلمان صرف تین ہزار تھے۔ حملہ آور فوج نے بیس دن تک مدینہ کا محاصرہ جاری رکھا اس جنگ میں عمر بن عبدود جو کہ اپنے آپ کو ہزار جوانوں کے برابر سمجھتا تھا حیدر کرار حضرت علیؓ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ آخر کار خدائی نصرت مسلمانوں کی امداد کو پہنچی۔ بیسویں رات اس قدر اندھیری چلی اور سردی پڑی کہ کافروں کے خیمے اکھڑ گئے ان کے چھکے چھوٹ گئے۔ صبح سے قبل کافر محاصرہ چھوڑ کر بھاگ نکلے۔

Marfat.com

پروانہ وار جان قربان کرنا

ابو براء عامر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نجد میں تبلیغ کے لئے کچھ منادی طلب کئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت منذر بن عمر وانصاری کو ستر صحابہ کے ساتھ روانہ کر دیا یہ سب قاری اور فاضل تھے۔ جب وہ بنی عامر کے علاقہ میں پہنچ گئے تو حرام بن ملحان کو طفیل حاکم کے پاس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نامہ مبارک دے کر بھیجا تو اس نے ان کی پشت پر ایک نیزہ مروایا جو ان کی چھاتی میں سے صاف نکل گیا وہ گر پڑے مرتے وقت فرمایا۔

قسم ہے کعبہ کے رب کی میں اپنی مراد کو پہنچ گیا" اس طرح اپنی جان دے دی۔ باقی سب کو سوائے زید کے جو بچ نکلے تھے بیدردی سے قتل کرا دیا گیا۔

فتح مکہ، حق آیا اور باطل مٹ گیا

کفار مکہ نے صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی کی۔ بنو خزاعہ مسلمانوں کے حلیف تھے۔ کفار قریش نے معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اس پر حملہ کر دیا۔ انہوں نے بھاگ کر خانہ کعبہ میں پناہ لی یہ لوگ الٰہک الٰہک (اپنے خدا کے واسطے، اپنے خدا کے واسطے) رحم کی درخواست کرتے تھے تو ان کے جواب میں کفار کہتے تھے **لا الٰہ الیوم** (آج خدا کوئی چیز نہیں ہے) اور انہیں تہ تیغ کر دیا۔ جو لوگ بچے وہ دربار نبوی میں حاضر ہوئے اور درد بھری کہانی سنائی۔ اشعار میں کہا

Marfat.com

"قریش نے آپؐ سے وعدہ خلافی کی۔انہوں نے معاہدہ کو توڑ ڈالا۔ہم کو رکوع وسجود کی حالت میں پارہ پارہ کر دیا۔"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فریق مظلوم کی دادرسی کرنے دس ہزار صحابہ کرامؓ کے ساتھ مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورہ فتح کی تلاوت فرماتے ہوئے ۲۰رمضان ۸ھ کو مکہ میں داخل ہوئے کافر بھاگ اٹھے مکہ فتح ہو گیا۔کعبۃ اللہ میں داخل ہوئے اس میں ۳۶۰ بت رکھے ہوئے تھے ہر ایک بت کو چھڑی یا کمان کی نوک سے گرایا اور کعبۃ اللہ کو بتوں سے صاف کیا حضورؐ یہ آیت زبان سے پڑھ رہے تھے۔

"جَاءَ الحق و زھق الباطِلُ ان الباطِلَ کان زھوقا"

اور لاتثریبَ علیکم الیوم کا اعلانِ ذی شان کر کے دشمنانِ اسلام کو معاف کر دیا۔

فتح مکہ کے بعد ہوازن و ثقیف کے قبائل کی فوج کے ساتھ مقابلہ ہوا۔اسے جنگ حنین کہتے ہیں۔ان قبیلوں نے مسلمانوں سے انتقام لینے کا منصوبہ بنایا تھا۔بارہ ہزار مسلمان جانباز تھے۔ان میں سے بعض کو اس کثیر تعداد پر ناز تھا۔شروع میں کفار کو کچھ فتح ہوئی۔نو آموز لوگ جو مسلمانوں کی فوج میں داخل ہو گئے تھے بھاگ اٹھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف سو صحابہؓ کے ساتھ رہ گئے۔یہ بھی امتحان تھا۔حضورؐ بالکل نہیں گھبرائے اور فرمایا "انا النبی لاکذب" میں نبی ہوں اس میں ذرا بھی شک نہیں۔مسلمان بہادر پھر جمع ہو گئے۔گھمسان کا رن پڑا۔دشمن کے قدم اکھڑ گئے نصرت الٰہی سے مسلمانوں کے ہاتھ میدان آیا۔اس جنگ حنین کے بعد عرب کے منکرین اور کافرین کا زور ٹوٹ گیا قبائل کے قبائل ہزاروں کی تعداد میں اسلام کی آغوش میں آ گئے۔

Marfat.com

آخری معرکہ
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں
عجیب امتحان

فتح مکہ کے بعد یہودی اور عیسائی اسلام کے مقابلہ پر آئے۔ یہود کے تین بڑے قبیلے بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ مدینہ میں آباد تھے۔ یہ ہمیشہ اسلام کے خلاف سازشیں کرتے تھے۔ بنو قینقاع و بنو نضیر کو۔ ان کی غداری کی وجہ سے جو کہ انہوں نے قریش کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف کی مدینہ سے نکال دیا گیا۔ لیکن وہاں سے نکل کر بھی وہ سازش کرتے رہے اور بنو قریظہ کو ابھارتے رہے۔ بنو قریظہ نے بھی دشمنانِ اسلام کے ساتھ خفیہ تعلقات استوار کر رکھے تھے۔ مسلمانوں کے خلاف شرارتیں کرتے رہتے تھے۔ وہ قلعہ بند ہو کر نبرد آزما ہوئے۔ قلعہ کا محاصرہ کیا گیا۔ انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے اس طرح سے یہودیوں کا قلع قمع ہوا۔

ایک بے نظیر اقدام

کسی نبی نے اپنے زمانے کے حکمرانوں کے نام مراسلات نہیں بھیجے تھے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال کر دیا کہ اپنے زمانہ کے تمام مشہور بادشاہوں کو تبلیغی خطوط ارسال کئے۔ ان سب کے نام ایک ہی پیغام تھا کہ خدائے واحد کو مان لو۔

(۱) نجاشی شاہ حبشہ کے نام

"تو خدا پر جو اکیلا اور لاشریک ہے ایمان لے آ۔ میرا اتباع کر اور میری تعلیم کا سچے دل سے اقرار کر کیونکہ میں اللہ کا رسول ہوں۔"

مقوقس شاہِ مصر کے نام

"اگر تم نے اسلام سے انکار کیا تو تمام مصر کے مسلمان نہ ہونے کا گناہ تمہاری گردن پر ہوگا۔"

Marfat.com

کسریٰ شاہ ایران کے نام محمدؐ رسول اللہ کی طرف سے
میں تجھے خدا کے پیغام کی دعوت دیتا ہوں اور میں خدا کا رسول ہوں تو مسلمان
ہو جا سلامت رہے گا ورنہ مجوس کا گناہ تیرے ذمہ ہوگا۔
ہرقل قیصر روم کے نام بھی اسی قسم کا مراسلہ بھیجا گیا۔

ملاحظہ کیجئے ایک ہستی جس کے پاس نہ فوج ہے نہ خزانہ ہے نہ سلطنت ہے صرف اللہ تعالیٰ کی محبت ہے۔ اس وقت دنیا کے یہی چار عظیم بادشاہ تھے۔ ان کو اس طرح بے جھجک ذرہ بھر پرواہ نہ کرتے ہوئے صرف اللہ تعالیٰ کے حکم کی متابعت کرتے ہوئے "یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک" فاتحانہ انداز کے خطوط ارسال فرمائے۔ یہ کام محرم ۷ھ میں سرانجام ہوا جبکہ مکہ فتح نہیں ہوا تھا۔ کفار قریش یہودی اور عیسائی پے در پے حضور کے خلاف سازشیں کر رہے تھے اور حملہ پہ حملہ کر رہے تھے۔

عشق کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ظاہریت پر فریفتہ ہو جانا بلکہ اپنے محبوب کے ہر حکم کی بسر و چشم تعمیل کرنا ہوتا ہے۔ خواہ اس میں جان ہی کیوں نہ جائے صرف لفاظی اور زبانی تعریف و توصیف سے عقدہ محبت حل نہیں ہوتا بلکہ اپنے مقصود و معبود کے ہر حکم کی بجا آوری ہوتی ہے۔ اس کے حکم کے مطابق زندگی کو ڈھالنا ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ جان کو قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہنا پڑتا ہے۔

تین بادشاہوں یعنی والیانِ حبشہ و مصر و روم نے آپؐ کے نامۂ مبارک کا بڑا احترام کیا۔ نجاشی شاہ حبشہ تو مسلمان ہو گیا۔ مقوقس نے تحائف جن میں مشہور خچر دلدل بھی تھا خدمتِ عالیہ میں روانہ کئے اور قیصرِ روم ہرقل بھرے دربار پکار اٹھا

"تو وہ (نبیؐ) اس جگہ کا جس جگہ میں بیٹھا ہوں۔ کاش! میں ان کی خدمت میں پہنچ سکتا اور ان کے پاؤں دھویا کرتا۔"
لیکن خسرو شاہ ایران نے اس عالم تاب رقعہ کو طیش میں آکر پھاڑ ڈالا اور کہا ایک ادنیٰ شخص مجھے خط لکھتا ہے اور اپنا نام میرے نام سے پہلے لکھتا ہے اس نے نامہ مبارک کو چاک کر دیا۔

جب حضورؐ کو اس کا علم ہوا کہ خسرو نے خط کو پھاڑ ڈالا۔ آپؐ نے فرمایا اس نے اپنی سلطنت کو چاک کر ڈالا۔ یہ پیش گوئی حرف بحرف پوری ہوئی اول یہ چند دنوں کے بعد خسرو کے بیٹے شیرویہ نے اسے قتل کر دیا اور حضرت عمر فاروقؓ کے عہد میں ایران کی سلطنت اسلام کے زیر نگیں آگئی اور اس کا آخری حکمران بھاگتا ہوا مار ڈالا گیا۔ اس طرح سے وہ سلطنت جو کئی ہزار سال سے نصف ربع مسکون پر حکومت کرتی تھی دنیا سے نابود ہو گئی۔ حال ہی میں رضا شاہ پہلوی نے اسے زندہ کرنے کی کوشش کی وہ خود حامیان اسلام کے ہاتھ ہزیمت خوردہ ہو کر ایران سے بھاگ گیا اور جلاوطنی میں انتقال کر گیا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

اسلام کے سفیر کا قتل اور جنگ موتہ

شرجبیل والی موتہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سفیر حارث بن عمیر ازدی کو قتل کروا دیا۔ اس کے اس فعل سے سفیروں کی جانیں خطرہ میں پڑ گئیں اس لئے آپؐ نے تین ہزار کی ایک فوج حاکم غسان کی سرکوبی کے لئے زیر سرکردگی حضرت زید بن حارث روانہ کی۔ دشمنوں کی تعداد ایک لاکھ تک پہنچ گئی جبکہ مسلمانوں کی تعداد یہی تین ہزار تھی۔ حضرت زید بن حارثہ شہید ہو گئے۔ پھر جعفر طیار نے کمان سنبھالی ان کے سامنے

Marfat.com

کی طرف نوے زخم آئے وہ شہید ہو گئے۔ بعد ازاں عبد اللہ بن رواحہ کو کمانڈر مقرر کیا گیا وہ بھی شہید ہو گئے۔ ان کے بعد حضرت خالدؓ بن ولید نے کمان سنبھالی انہوں نے اپنی تدبیر سے دشمنوں کو بھاگ جانے پر مجبور کر دیا حضرت خالد بن ولید کے ہاتھوں ۹ تلواریں ٹوٹیں مگر میدان ان کے ہاتھ رہا اور ایک لاکھ کا لشکر تتر بتر ہو گیا۔

جنگ تبوک

۹ھ میں یہ افواہ پھیلی کہ قیصر روم ایک لاکھ کا لشکر لے کر مدینہ پر حملہ کی تیاریاں کر رہا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ملک کی مدافعت کے لئے تیس ہزار بہادران اسلام کی جمعیت تیار کی اور بنفس نفیس اس فوج کی کمان سنبھالی۔ تبوک کے مقام پر پہنچ کر ایک ماہ وہاں قیام کیا مگر قیصر اور اس کے اتحادی ڈر گئے اور انہوں نے حملہ کا خیال چھوڑ دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کامیاب و کامران واپس ہوئے۔

کتنا بڑا امتحان تھا کہ ایک لاکھ کا مقابلہ پہلے تین ہزار نے کیا اور پھر ایک لاکھ سے زائد کا تیس ہزار نے۔ دونوں بار اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نصرت دی ایک طرف تربیت یافتہ رومی فوج دوسری طرف چند ہزار اللہ تعالیٰ کے عشق میں سرشار مجاہدین تھے جو اللہ تعالیٰ کے نام پر موت کو لبیک کہتے تھے۔

آخر کفر کے بادل چھٹ گئے

حجۃ الوداع یا حجۃ البلاغ تمام جزیرہ نمائے عرب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر نگین آ گیا۔

۱۰ھ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا ارادہ کیا۔ ایک لاکھ چوالیس

Marfat.com

ہزار (یا چوبیس ہزار) اصحاب کبارؓ کا مجمع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور یہ احکام الٰہی کی تعمیل کے لئے ہمہ تن حاضر تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑی (جبل رحمت) پر چڑھ کر اور اپنی مبارک اونٹنی قصواء پر سوار ہو کر خطبہ دیا۔ یہ خطبہ کیا تھا بنی نوع انسان کے نام آزادی کا فرمان تھا۔ اس عظیم الشان خطبہ کا اختصار حسب ذیل ہے۔

اے بنی نوع انسان! "بے شک تمہارا رب ایک ہے جس نے تمہیں ایک نفس سے پیدا کیا۔ جان لو! عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر۔ کالے کو گورے پر اور گورے کو کالے پر کوئی فوقیت حاصل نہیں۔ تم میں افضل وہ ہے جو خدا سے ڈرتا ہے اور پرہیز گار ہے۔"

لوگو! "تمہارے خون تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر ایسے حرام ہیں جیسا کہ تم آج کے دن کی، اس شہر کی اور اس مہینہ کی حرمت کرتے ہو۔ تمہیں عنقریب خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی بابت سوال کرے گا۔ خبردار! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔"

لوگو! تمہاری بیویوں کے تم پر حقوق ہیں اور اسی طرح تمہارے حقوق ان پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے سپرد کیا ہے اس لئے ان کے ساتھ شفقت سے سلوک کرنا چاہیئے۔

لوگو! "نہ تو میرے بعد کوئی پیغمبر ہے اور نہ کوئی جدید امت پیدا ہونے والی ہے۔ خوب سن لو کہ اپنے پروردگار کی عبادت کرو۔ پنجگانہ نماز پڑھو۔ ایک ماہ رمضان کے روزے رکھو۔ مالوں کی زکوٰۃ خوشدلی سے دیا کرو۔ خانہ خدا کا حج بجا لاؤ۔ اپنے اولی الامر اور حکام کی اطاعت کرو۔"

Marfat.com

لوگو! قیامت کے دن تم سے میری بابت بھی دریافت کیا جائے گا سب نے کہا ہم اس کی شہادت دیتے ہیں کہ آپؐ نے اللہ کے احکام پہنچا دیئے۔"

"اس وقت اپنی انگشت شہادت کو اٹھایا۔ آسمان کی طرف انگلی کو اٹھاتے تھے اور پھر لوگوں کی طرف جھکاتے تھے۔ اے خدا سن لے۔ گواہ رہنا، اے خدا شاہد رہ۔"

"دیکھو! جو لوگ موجود ہیں، وہ ان لوگوں کو جو موجود نہیں۔ ان کی تبلیغ کرتے رہو۔"

اس طرح یوحنا ولی کا مکاشفہ جو بائبل میں مکاشفات یوحنا ۱۴ باب ۱ میں درج ہے حرف بحرف پورا ہوا۔

۱۴۔ باب

(الف) پھر میں نے جونگاہ کی اور دیکھا برہ صیہون پہاڑ پر کھڑا تھا اور اس کے ساتھ ایک لاکھ چوالیس ہزار تھے۔ جن کے ماتھوں پر اس کے باپ کا نام لکھا تھا۔ پھر میں نے آسمان سے ایک آواز سنی جو بہت پانیوں کے شور اور بڑے گرجنے کی آواز کی مانند تھی۔ اور اس کے تخت کے سامنے اور ان چاروں جانداروں اور بزرگوں کے آگے گویا نیا گیت گا رہے تھے اور کوئی ان ایک لاکھ چوالیس ہزار کے سوا جو زمین سے خریدے گئے تھے اس گیت کو نہ سیکھ سکا۔ ان کے منہ میں مکر پایا نہ گیا۔ کیونکہ وہ بے خدا کے تخت کے آگے بے عیب ہیں۔

اس مکاشفہ کی شرح ملاحظہ ہو۔

برہ سے اصطلاح مکاشفات میں وہ گراں مایہ وجود مراد ہے جو بعد

اور رب سب سے برتر ہو یہاں رسول اللہ مراد ہیں۔ سیہون سے مقدس پہاڑی مراد ہے۔ ایک لاکھ چوالیس ہزار کی تعدادِ صحابہ جو حج میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ احادیث میں مذکور ہے۔ نیا گیت سے زبانِ عربی مراد ہے جو اہلِ کتاب کے لئے نئی تھی۔ ان چاروں جانداروں سے مراد چاروں خلفاء ہیں اور ایک لاکھ چوالیس ہزار سے مراد باقی صحابہؓ ہیں

اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عدیم المثال کامیابی حاصل کی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو تبلیغ کا فرض آپؐ کے ذمہ لگا تھا بوجہ احسن پایہ تکمیل کو پہنچا دیا۔

رحلت النبی

جب تمام امتحان ختم ہو چکے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب کی حکومت عطا کر دی۔ دین کو مکمل ہونے کا خدائی اعلان صادر ہو گیا ۹ صفر ۱۱ھ بروز دوشنبہ آپؐ پر بیماری نے حملہ کر دیا۔ بیماری کی حالت میں بھی ۱۱ دن تک مسجد میں آکر نماز پڑھاتے رہے۔ بیماری ۱۳ یا ۱۴ دن رہی

مرض کے دوران بھی اللہ تعالیٰ کی محبت میں سرشار رہے اور نطق مبارک سے فرمایا

اَللّٰھُمَّ اغفرلی والحقنی بالرفیق اعلیٰ

ترجمہ:۔ اے اللہ مجھے بخشش دے اور مجھے اعلیٰ رفیق سے ملا۔

نیز یہ فرمایا

"ایک بندہ کے سامنے دنیا و مافیہا کو پیش کیا گیا۔ مگر اس نے (دنیا کی بجائے) آخرت کو پسند کیا۔

Marfat.com

جب شدت مرض بڑھ گئی تو فرمایا ابوبکرؓ نماز پڑھائے۔ اس حکم سے ابوبکر صدیقؓ نے حیات پاک نبویؐ میں سترہ نمازیں پڑھائیں۔

آخری دن

دو شنبہ کے روز جب دن چڑھا اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ زہراؑ کو بلایا۔ کان میں کچھ کہا وہ رو پڑیں پھر کچھ اور بات کہی وہ ہنس پڑیں۔ بتولؓ پاک سے روایت ہے پہلی بار حضورؐ نے فرمایا کہ میں دنیا کو چھوڑ رہا ہوں اور دوسری بار ارشاد ہوا کہ اہل بیت میں تم ہی سب سے پہلے میرے پاس پہنچو گی۔

اس روز سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؑ کو سیدۃ نساء العالمین ہونے کی خوشخبری سنائی۔

آخری وقت اللہ تعالیٰ کی محبت

جب آخری گھڑی آئی تو نزع کی حالت میں بھی نطق مبارک سے فرمایا

اللّٰھم الرفیق الاعلیٰ

اے اللہ مجھے اپنی اعلیٰ رفاقت دے۔

۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ پیر کے دن بوقت چاشت جسم اطہر سے روح انور نے پرواز کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم واصل باللہ ہو گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ

عبداللہ بن ابی قحافہ نام ۔ عتیق اور صدیق لقب تھے ۔ مصعب بن زبیر فرماتے ہیں کہ آپؓ کے لقب صدیق پر اجماع امت ہے ۔ کیونکہ آپ نے بغیر ترشروئی و زشت خوئی کے رسول اللہ صلعم کی رسالت کی فوراً ہی تصدیق کر دی حضرت ابوبکر صدیقؓ جب اسلام لائے تو ابھی اسلام کا آغاز ہی تھا پوری وادئ مکہ آنحضرت صلعم کی جانی دشمن تھی حضرت ابوبکر آنحضرت صلعم کی محبت سے سرشار تھے ۔ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ اگر اجازت ہو تو میں لوگوں کو آپؐ کی رسالت کی دعوت دوں ۔ آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ کے اشتیاق و اصرار کو دیکھ کر اجازت مرحمت فرمائی ۔ حضرت ابوبکرؓ نے قریش مکہ کو بے دھڑک اسلام کی دعوت دی جس پر مشرکین مکہ ان پر ٹوٹ پڑے آپؓ کو بری طرح مارا اور روندا ۔ عقبہ بن ربیعہ نے ان کے چہرے پر بے تحاشا تھپیڑ مارے ۔ جس سے آپ بے ہوش ہو گئے ۔ بنو تیم کے لوگ خبر پا کر موقعہ پر گئے اور قریش سے چھڑا کر گھر لے آئے ۔ حضرت ابوبکر سارا دن بے ہوش رہے لوگوں کا خیال تھا کہ آپ جانبر نہ ہو سکیں گے ۔ شام کے وقت ہوش آیا ۔ آپ کے قبیلے کے لوگ آپ کے پاس کھڑے تھے ۔ ہوش میں آتے ہی پہلی بات کہی رسول اللہ صلعم کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں ۔ یہ سن کر آپ کے قبیلے کے لوگ سخت برہم ہوئے اور کہا ۔ جس کی وجہ سے تمہیں یہ ذلت اور رسوائی اٹھانا پڑی، پھر اسی کا نام لیتے ہو اور حال دریافت کرتے ہو ۔ غرض یہ لوگ مایوس ہو کر لوٹ گئے ۔ اور ان کی ماں ام الخیر سے کہہ گئے ۔ جب تک یہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت سے باز نہ آئے ۔ اس کا بائیکاٹ کرو اور اسے کھانے پینے

Marfat.com

کو کچھ نہ دو۔ ماں کی مامتا کب یہ گوارا کرتی تھی۔ جی بھر آیا اور کھانا لا کر سامنے رکھ دیا اور کہا دن بھر کے بھوکے ہو کچھ کھا لو۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "ماں! خدا کی قسم میں اس وقت تک نہ کھاؤں گا اور نہ پانی پیوں گا جب تک حضورؐ کی زیارت نہ کر لوں گا۔"

اتنے میں ام جمیل آگئیں۔ حضرت ابوبکر نے ان سے رسول اللہ صلعم کے بارے میں پوچھا انہوں نے بتایا کہ حضورؐ بخیریت ہیں اور دار ارقم میں تشریف فرما ہیں۔ حضرت ابوبکر زخموں سے چور تھے چلنے کے قابل نہ تھے۔ جب لوگوں کی آمدورفت ختم ہوئی اور کچھ سکون ہوا تو انہوں نے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضری کا اصرار کیا۔ ان کی والدہ ام الخیر اور ام جمیل انہیں سہارا دے کر آنحضرتؐ کے پاس لے گئیں۔ آنحضرتؐ نے ان کی یہ حالت دیکھی تو ان پر گر پڑے اور ان کا بوسہ لیا۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر رقت طاری تھی۔ آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ سے حال پوچھا تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہؐ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان جائیں مجھے کوئی تکلیف نہیں۔ یہ میری شفیق ماں ہیں۔ آپؐ برکت والے ہیں۔ ان کے لئے دعا فرمائیں۔ امید ہے اللہ تعالیٰ آپؐ کے طفیل ان کو جہنم سے نجات دے گا۔ حضورؐ نے انہیں اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے اسی وقت اسلام قبول کر لیا۔

عبداللہ بن عمرو العاص کا بیان ہے کہ میں نے بچشم خود دیکھا کہ عقبہ بن ابی معیط نے جب آنحضرت صلعم نماز پڑھ رہے تھے آپؐ کی گردن میں چادر ڈال کر آپؐ کا گلا گھونٹنا چاہا تو اس وقت ابوبکرؓ نے اسے دھکا دیا اور کہا تم اس کو مارتے ہو جو یہ کہتے ہیں کہ میرا رب اللہ ہے حضرت ابوبکر اسلام لانے سے لے کر رحلت تک سرور عالم کے ساتھ سفر و حضر میں ہمیشہ ساتھ رہے۔

کفار مکہ ان لوگوں پر مصائب کے پہاڑ کھڑے کر دیتے تھے جو دعوت اسلامی

Marfat.com

پر لبیک کہتے۔ حضرت ابو بکرؓ نے اُس دور میں مسلمانوں کی ہر ممکنہ مدد کی جب نادار و مفلس مسلمانوں کی گردنیں چھڑانے میں اپنی دولت کو بے دریغ خرچ کیا۔ اس کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے۔ اسلام لانے کے وقت حضرت ابو بکرؓ کے پاس چالیس ہزار دینار تھے لیکن ہجرت کے وقت کل پانچ ہزار دینار رکھے۔

ہجرت مدینہ میں یارِ غار

جب کفار کے مظالم حد سے بڑھ گئے اور حکم خداوندی کے ماتحت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہما گھر بار، مال و اسباب اور خویش و اقارب کو چھوڑ کر مدینہ کی طرف ہجرت کرنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے فرمایا کہ تم ٹھہرے رہو یہاں تک کہ مجھے حکم ہو جب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کا حکم ملا اور آپؐ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کو روانہ ہونے لگے تو حضرت ابو بکرؓ کو ہمراہ لیا انہوں نے جلدی جلدی سفر کا ضروری سامان درست کیا اور رات کی تاریکی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چل کھڑے ہوئے۔ مکہ سے تقریباً ۶ میل کے فاصلے پر جبلِ ثور ان کی پہلی منزل تھی۔ اس کی چڑھائی تقریباً عمودا ہے اور راستہ سنگلاخ۔ پتھروں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں زخمی ہونے لگے تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا اس پہاڑ کے ایک غار تک پہنچ کر نبی صلی اللہ کو باہر ٹھہرایا اور خود اندر جا کر غار کو صاف کیا۔ تن کے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر غار کے سوراخوں کو بند کیا۔ اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اندر لے گئے بعض روایتوں میں ہے کہ ایک

سوراخ بند ہونے سے رہ گیا۔ جسے حضرت ابوبکرؓ نے اپنے پاؤں کی ایڑی سے بند کیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی گود میں لٹا لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم استراحت فرما رہے تھے۔ اس حالت میں ایک زہریلے سانپ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ایڑی پر کاٹا۔ شدت درد کے باوجود انہوں نے پاؤں سوراخ سے نہ ہٹایا۔ تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں خلل نہ پڑے۔ لیکن آنکھوں سے آنسو جاری ہو کر حضور صلعم کے چہرۂ مبارک پر پڑے تو آپ صلعم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے چہرے پر نظر ڈالی۔ اور حقیقتِ حال معلوم ہونے پر اپنا لعاب دہن ان کی ایڑی پر لگایا جس سے زہر کا اثر دور اور درد کافور ہو گیا۔ قریش بھی آپ کی تلاش میں پاؤں کے نشانات پر چلتے چلتے غار کے منہ تک پہنچ گئے۔ روایت ہے کہ غار کے منہ پر راتوں رات مکڑی نے جالا تن دیا تھا اور ایک کبوتری نے گھونسلا بنا کر اس میں انڈے دے دیئے تھے۔ اس لیے غار کے اندر کسی کی موجودگی ان کی سمجھ سے باہر تھی۔ لیکن اندر والوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ان کی آوازیں سنائی دیتی تھیں اور وہ چلتے پھرتے محسوس ہو رہے تھے۔ اس حالت سے حضرت ابوبکر صدیقؓ پریشان ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "لا تحزن ان اللہ معنا" غم نہ کر اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے۔

یہیں سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ثانی اثنین کا خطاب عطا ہوا کھانے پینے کا کچھ سامان (ستو اور پانی کا مشکیزہ) تو حضرت ابوبکر صدیقؓ ساتھ لے کر چلے تھے۔ اس کے علاوہ انہوں نے اپنے نوکر کو حکم دے رکھا کہ بکریاں چراتا ہوا غار کے منہ تک پہنچ جایا کرے۔ اور انہیں حسبِ ضرورت دودھ دے جایا کرے

Marfat.com

اس حال میں انہوں نے تین دن اس غار میں گزارے۔ چوتھی شب حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر سے دو اونٹنیاں آ گئیں جن کو اسی غرض سے تیار کیا گیا تھا ایک پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبرؓ دوسری پر ان کا غلام عامر بن فہیدہ اور عبداللہ بن اریقط جسے راستہ بتانے پر مامور کیا گیا تھا سوار ہوئے اور مدینہ کی طرف چل پڑے۔ راستے میں غلام ہمراہ ہونے کے باوجود حضرت ابوبکر صدیقؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اپنے ہاتھ سے کرتے رہے۔

مدینہ پہنچ کر خدمتِ دین کا جو بھی موقع پیدا ہوا۔ اس میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا قدم سب سے آگے ہوتا تھا۔ مسجد بنانے کی ضرورت پیش آئی تو زمین کی ساری قیمت حضرت ابوبکر صدیقؓ نے دی۔ لڑائیوں میں مال خرچ کرنے کی ضرورت پیش آئی تو بڑی فراخدلی سے حصہ لیا۔

قیامِ مدینہ کے بعد کفار مکہ کے ساتھ غزوات کا طویل سلسلہ شروع ہوا۔ آپؓ نے تقریباً تمام غزوات میں شرکت کی۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں جنگ بدر میں کچھ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک دالان سا بنایا پھر کہا کہ آپ کی خدمت میں کوئی شخص کمربستہ رہے تاکہ کوئی شخص حملہ کی خواہش سے یہاں نہ آ سکے۔ لہٰذا ہم سے کوئی شخص ابھی اس کام کے لئے تیار بھی نہ ہوا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ شمشیر بکف آگے بڑھ آئے اور ننگی تلوار سے پہرہ دینا شروع کر دیا۔ اگر کوئی مشرک بری نیت سے آتا تو آپ فوراً ہی اس پر جھپٹ پڑتے تھے۔ جنگ احد میں آپ ان چند جانثار صحابہ میں سے تھے جنہوں نے انراتفری کے عالم میں نہ صرف صبر و استقلال کے ساتھ کفار کا مقابلہ کیا بلکہ آنحضرتؐ کو بحفاظت قریب کی پہاڑی پر لے گئے۔

صلح حدیبیہ کے موقعہ پر اصحابہ اکرام کے شکوک کا آپؓ نے ارتفاع کیا

جنگ تبوک کے موقعہ پر اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وابستگی اوج ثریا کی بلندیوں کو چھوگئی۔ علامہ اقبالؒ نے اس تاریخی واقعہ کو اس طرح منظوم کیا

اک دن رسول پاک نے اصحابؓ سے کہا۔ دیں مال راہ حق میں جو ہوں تم میں مالدار
ارشاد سن کے فرط طرب سے عمرؓ اٹھے ۔ اس روز ان کے پاس تھے درہم کئی ہزار
دل میں یہ کہہ رہے تھے کہ صدیقؓ سے ضرور بڑھ کر رکھے گا آج قدم میرا اہوار
لائے غرض کہ مال رسول امیں کے پاس۔ ایثار کی ہے دست نگر ابتدائے کار
پوچھا حضور سرور عالمؐ نے اے عمرؓ۔ اے وہ کہ جوش حق سے ترے دل کو ہے قرار
رکھا ہے کچھ عیال کی خاطر بھی تو نے کیا۔ علم ہے اپنے خویش واقارب کا حق گذار
کی عرض نصف مال ہے فرزند وزن کا حق
باقی جو ہے وہ ملت بیضا یہ ہے نثار

اتنے میں وہ رفیق نبوت بھی آگیا ۔ جس سے بنائے عشق ومحبت ہے استوار
لے آیا اپنے ساتھ وہ مرد وفا سرشت ۔ ہر چیز جس سے چشم جہاں میں ہو اعتبار
ملک یمین ودرہم ودینار ورخت وجنس۔ اسپ قمر سم وشتر وقاطر وحمار
بولے حضور صلعم چاہیئے فکر عیال بھی ۔ کہنے لگا وہ عشق ومحبت کا رازدار
اے تجھ سے دیدہ مہ وانجم فروغ گیر ۔ اے تیری ذات باعث تکوین روزگار
پروانے کو چراغ ہے، بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لئے ہے خدا کا رسول بس

حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ کے مال نے مجھے جتنا نفع دیا ہے اتنا کسی کی دولت سے حاصل نہیں ہوا ہے اس پر حضرت ابوبکرؓ نے روتے ہوئے کہا یا رسول اللہ میں اور میرا تمام مال

Marfat.com

سب آپؓ ہی کا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا۔ تمام مسلمانوں میں سے ابوبکرؓ کی دولت اور محبت مجھے عزیز ہے۔ پروردگار کے سوائے اگر میں کسی کو دوست بنا سکتا تو ابوبکرؓ کو دوست بناتا ان کی اخوت اسلامی اور محبت میرے دل میں جاگزیں ہے۔ اسی محبت کا تقاضا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو ۹ ہجری میں امیر حج بنا کر مکہ روانہ کیا۔ اپنے ایام وصال میں حضرت ابوبکرؓ ہی کو امامت کے فرائض سونپے

جب حضرت ابوبکرؓ کا وصال قریب آیا تو آپؓ نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ مجھے آنحضرت صلعم کے پہلو میں دفن کیا جائے اس طرح بعد از وصال بھی آپؓ نے آنحضرت صلعم کی ہمیشگی رفاقت کا شرف حاصل کیا۔

حضرت عمرؓ بن الخطاب

عمر بن خطاب نام اور فاروق لقب تھا۔ زمانہ جاہلیت میں اسلام اور آنحضرتؐ کے سخت مخالف تھے۔ ایک دن نعوذ باللہ ارادہ قتل سے گھر سے چل نکلے۔ لیکن قبول اسلام کے بعد طبیعت یکسر تبدیل ہو گئی۔ آنحضرتؐ کی ذات کے دل وجان سے متوالے بن گئے۔ اسلام لانے کے بعد یہ خانہ کعبہ پہنچے یہاں آنے سے قبل وہ جمیل بن معمر سے ملے۔ اور اس سے کہا اے جمیل! کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے اسلام قبول کر لیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں داخل ہو گیا! جمیل حضرت عمر سے آگے آگے چل کھڑا ہوا اور خانہ کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر چلا کر کہا کہ اے جماعت قریش! عمر بن خطاب بے دین ہو گیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس کے پیچھے پکار کر کہا" اس نے جھوٹ کہا میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے

Marfat.com

کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بیشک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ یہ سن کر وہ سب حضرت عمرؓ پر پل پڑے۔ حضرت عمرؓ ان سب سے لڑتے رہے یہاں تک کہ سورج سر پر آگیا۔ حضرت عمرؓ تھک کر بیٹھ گئے وہ لوگ ان کے سرہانے کھڑے رہے۔ اسی اثناء میں قریش میں سے ایک بوڑھا آدمی عاص بن وائل سہمی سامنے آیا اور لوگوں کے پاس کھڑا ہو کر اس نے پوچھا کیا قصہ ہے۔ لوگوں نے کہا عمر بے دین ہو گیا ہے اس نے کہا چھوڑو، ایک آدمی ہے اس نے اپنے لئے ایک بات پسند کی ہے۔ تمہارا کیا بگاڑا ہے۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ بنی عدی والے اسے تمہارے لئے اکیلا چھوڑ دیں گے۔ ہٹو اسے جانے دو۔ جب کہیں جا کر انہوں نے پیچھا چھوڑا۔

حضرت عمرؓ نہایت بہادر اور نڈر تھے۔ ہجرت مدینہ تک آپ نے مکہ میں بڑی جرأت و ہمت سے اسلام کی خدمت کی۔ آنحضرت صلعم کی ذات کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچنے دیا۔ آپ کے اسلام لانے سے مسلمانوں کو کافی تقویت ملی تھی۔ اور اعلانیہ خانہ کعبہ میں جا کر نماز ادا کی جانے لگی۔

جب ہجرت مدینہ شروع ہوئی تو مسلمان کافروں کے خوف سے چھپ چھپا کر مکہ سے نکل جاتے تھے۔ لیکن حضرت عمرؓ بیس مسلمانوں کو ساتھ لے کر اعلانیہ نکلے اور قریش سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں ہجرت کرتا ہوں۔ جس کو منظور ہو کہ اس کی ماں اس پر نوحہ کرے وہ اس وادی میں آکر مجھے روکے کسی کافر کو ہمت نہ پڑی کہ وہ سامنے آکر مقابلہ کرتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مہاجر و انصار میں رشتۂ اخوت قائم کیا تو حضرت عمر کو عتبان بن مالک کا بھائی بنایا۔ چونکہ ان کی رہائش مسجد نبویؐ سے کافی فاصلے پر تھی۔ اس لئے حضرت عمر اور عتبان بن مالک باری باری ایک

Marfat.com

ایک دن رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔

حضرت عمرؓ ہر غزوہ میں رسول اللہ صلعم کے ہمرکاب رہے۔ اسلام کی سر بلندی کے لئے بڑی شجاعت کے ساتھ ان غزوات میں لڑے۔ جنگ بدر کے قیدیوں کے ساتھ سلوک کے بارے میں جب اصحابہ کرام سے مشورہ لیا گیا تو حضرت عمرؓ نے یہ رائے دی کہ ان سب کو قتل کر دیا جائے۔ اور اپنے اپنے رشتہ داروں کو اپنے ہاتھوں سے قتل کیا جائے۔ جنگ احد میں جب درہ پر متعین مسلمانوں کی غلطی سے دشمن نے شکست کھانے کے بعد پھر پلٹ کر حملہ کیا تو حضرت عمرؓ ان لوگوں میں سے تھے جو رسول اللہ صلعم کی ڈھال بن کر آپؐ کی جان کی حفاظت کرتے رہے۔ غزوہ خندق، صلح حدیبیہ، غزوہ خیبر، فتح مکہ، غزوہ حنین اور غزوہ تبوک میں بھی آپ نے آنحضرتؐ کے ساتھ حصہ لیا۔ حنین کی لڑائی میں جب فوج کا کثیر حصہ دشمن کے تیروں کی تاب نہ لا کر بھاگ اٹھا تو حضرت عمرؓ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے ثابت قدمی دکھائی اور رسول اللہ صلعم کے ساتھ آگے بڑھے اور دشمن کو شکست دی۔ تبوک کی مہم کے لئے حضرت عمرؓ نے اسلام کی راہ میں سبقت لے جانے کی غرض سے اپنا آدھا مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔

آنحضرت صلعم کے ساتھ آپ کو اس قدر والہانہ محبت تھی کہ وصال مبارک کے موقعہ پر آپ اپنے ہاتھ میں تلوار لے کر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ جو کوئی یہ کہے گا کہ آنحضرت صلعم کا انتقال ہو گیا میں اسے قتل کر دوں گا۔

حضرت ابوبکرؓ کے عہد حکومت میں اسلام کے خلاف اٹھنے والے فتنوں کے خاتمہ کے لئے آپ نے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ فتنہ ارتداد، مانعین زکواۃ اور جھوٹے نبیوں کے فتنوں کو دبانے میں آپ کے مشورے شامل تھے۔

Marfat.com

اپنے دورِ خلافت میں حضرت عمرؓ نے اسلامی حکومت کی جاہ حشمت کو بلند کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اسلامی حکومت جو مکہ و مدینہ پر محیط تھی ۔صرف دس سال کے قلیل عرصہ میں ہندوستان افریقہ اور یورپ تک پھیل گئی۔ اپنے دورِ خلافت میں آپؓ نے اسلامی اصولوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے جدید انتظامیہ کی بنیاد رکھی ۔جس کا بنیادی مقصد لوگوں کی فلاح و بہبود، عدل و انصاف کا حصول اور اسلامی طرز ہائے فکر کی جلا تھی ۔ اس نظامِ حکومت کی اہمیت آج کے دور میں شدت سے محسوس کی جاتی ہے ۔

وصال کے بعد آپ بھی حضرت ابوبکرؓ کی طرح آنحضرت صلعم کے پہلو میں دفن ہوئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عثمان بن عفان نام تھا۔ ذوالنورین خطاب تھا۔ کیونکہ آنحضرت صلعم کی دو صاحبزادیوں، حضرت سیدہ رقیہ اور حضرت سیدہ ام کلثوم کا نکاح آپ سے ہوا۔

حضرت عثمان ان چند مسلمانوں میں سے تھے۔ جنہوں نے ابتداً اسلام کی دعوت پر لبیک کہا۔ آپ کے اسلام لانے کی خبر آپ کے چچا حکم بن ابوالعاص کو ہوئی تو اس نے آپ کو طرح طرح کی اذیتیں دینا شروع کر دیں وہ حضرت عثمان کو کھجور کی صف میں لپیٹ کر باندھ دیتا اور نیچے سے دھواں دیا کرتا تھا۔ انہیں رسیوں سے باندھ دیتا اور کہتا، خدا کی قسم میں تمہیں بندھا رہنے دوں گا کھولوں گا نہیں جب تک کہ تو محمدؐ کے دین کو نہیں چھوڑے گا حضرت عثمانؓ جواباً فرماتے جان چلی جائے تو جائے میں اس دین کو نہیں چھوڑوں گا! آخر جب ان کے چچا حکم نے دیکھا کہ یہ اپنے

Marfat.com

دین کے بارے میں اتنے سخت ہیں تو انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق جب حضرت عثمان حبشہ کی طرف ہجرت کے لئے چلے تو آپ کے ہمراہ آپ کی بیوی حضرت رقیہ (حضور نبی کریم صلعم کی صاحبزادی) بھی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کی خیر خبر آنا بند ہو گئی تو آپؐ ان کی خبر گھر سے باہر نکل کر آنے جانے والوں سے دریافت کیا کرتے تھے ایک دن ایک قریشی عورت آئی اور کہنے لگی ۔

"اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے آپؐ کے داماد کو دیکھا ہے ۔ ان کے ساتھ ان کی بیوی بھی تھیں ۔ اس نے اپنی بیوی کو ایک کمزور گدھے پر سوار کر رکھا تھا اور خود اس کو ہنکا کرلے جا رہا تھا ۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ اللہ ان دونوں کے ساتھ ہے ۔

حضرت عثمان کئی سال تک حبشہ میں رہے ۔ پھر مکہ واپس چلے آئے ۔ اور وہیں سے دوبارہ صحابہ کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی ۔ مالی اعانت کے لحاظ سے سوائے حضرت ابوبکرؓ کے یہ سب پر فوقیت لے گئے ۔ مدینہ میں میٹھے پانی کا ایک ہی کنواں تھا جو یہودیوں کی ملکیت تھا ۔ مسلمان وہاں سے قیمتاً پانی لیتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی اس تکلیف کو محسوس کرتے ہوئے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ کوئی مسلمان اسے خرید کر وقف کر دے ۔ اس پر حضرت عثمانؓ نے یہود کو منہ مانگی قیمت ادا کر کے (ایک روایت کے مطابق پینتیس ہزار درہم تھی) اسے وقف کر دیا ۔

مسجد نبویؐ جب لوگوں کی کثرت کی وجہ سے تنگ معلوم ہوئی تو رسول اللہ صلعم نے خواہش ظاہر فرمائی کہ کوئی شخص فلاں ٹکڑا خرید کر مسجد کی توسیع کر دے تو حضرت عثمانؓ نے فوراً ہی اس قطعہ زمین کو خرید دیا ۔ جنگ تبوک میں جب

Marfat.com

مسلمانوں پر سخت تنگی و عسرت کا زمانہ تھا۔ قیصر روم کے مقابلے میں فوری پیشقدمی کی ضرورت تھی۔ حضرت عثمانؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپیل پر لبیک کہتے ہوئے ایک ہزار اشرفی نقد اور تین سو اونٹ بمعہ ضروری سامان پیش کئے۔ حضرت عثمان نے ماسوائے جنگ بدر تمام غزوات میں حصہ لیا۔ چونکہ اس موقعہ پر آپ کی زوجہ محترمہ سیدہ رقیہؓ بیمار تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خود ان کی تیمارداری کے لئے مدینہ چھوڑا تھا۔

صلح حدیبیہ کے موقعہ پر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مسلمانوں کی طرف سے قاصد بنا کر مکہ بھیجا اور اہل مکہ نے انہیں نظر بند کر لیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے حضرت عثمان کی طرف سے خود اپنے ایک ہاتھ پر دوسرا ہاتھ رکھ کر بیعت لی۔

حضرت عثمان بڑے با اخلاق اور شرم و حیا کے پیکر تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمانؓ کی حیا سے فرشتے بھی شرماتے ہیں۔

آپ مسلمانوں کے تیسرے خلیفہ راشد ہوئے۔ آپ کے دور کے ابتدائی چھ سال نہایت امن و امان سے گزرے۔ لیکن خلافت کے آخری سال افراتفری کا شکار ہو گئے اس کے باوجود آپ نے بڑے صبر و استقامت کے ساتھ حالات کا مقابلہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر کے ساتھ آپ کی محبت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب آپ کے بہی خواہوں نے باغیوں کے خلاف مدینہ میں فوج بھیجنے کی اجازت چاہی تو آپ نے یہ پیشکش یہ کہہ کر ٹھکرا دی کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں کشت و خون نہیں دیکھنا چاہتا۔ آپ جیسے عظیم المرتبت صحابی کو چند شر پسندوں نے قرآن پاک کی تلاوت کے دوران نہایت بے دردی سے شہید کر دیا۔

Marfat.com

حضرت علی کرم اللہ وجہہ

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کے بیٹے تھے۔ بچوں میں سب سے پہلے قبول اسلام کا شرف آپ ہی کو ملا بعثت نبوی صلعم سے تقریباً نوسال قبل پیدا ہوئے ان کے ہوش سنبھالتے ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کفالت اور تربیت اپنے ذمے لے لی تھی۔ اس طرح انہوں نے ایک بچے کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں پرورش پائی تھی۔ اگرچہ بعثت نبویؐ کے وقت ان کی عمر ابھی صرف ۹ سال کی تھی۔ تاہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے کی وجہ سے تبلیغ اسلام کا خاص جذبہ رکھتے تھے۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاندان کے آدمیوں کو بلا کر فرمایا کہ تبلیغ حق کے لئے کون میرا ساتھ دینے کو تیار ہے سب لوگ خاموش رہے۔ کیونکہ اس زمانہ میں اعلانیہ تبلیغ حق تمام اہلِ مکہ سے دشمنی مول لینے کے مترادف تھی لیکن حضرت علیؓ اٹھے اور عرض کیا۔

"میں نصرت دین میں آپؐ کا ساتھ دینے کو تیار ہوں" دوسری دفعہ پھر آپؐ نے یہی فرمایا اور حضرت علیؓ ہی اٹھے اور آپ نے یہی جواب دیا۔ تیسری دفعہ پھر اسی سوال پر حضرت علیؓ ہی اٹھے اور انہوں نے یہی جواب دیا۔

تحمل شدائد۔ اگرچہ آغاز اسلام میں حضرت علیؓ کی عمر صرف نوسال کی تھی تاہم چونکہ آپ ہر وقت رسول اللہ صلعم کے پاس رہتے تھے اس لئے انہیں بھی انہیں مظالم و شدائد کا شکار ہونا پڑا جن کا شکار حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلعم کے دوسرے ساتھیوں کو ہونا پڑتا تھا جب دشمنوں کے مظالم حد سے بڑھ گئے اور خدائی حکم کے مطابق مسلمان دو دو چار چار چھپ چھپا کر مدینہ کی طرف ہجرت کرنے لگے تو حضرت علیؓ حسب

Marfat.com

فرمان رسول اللہ صلعم مکہ میں ٹھہرے رہے اور جس رات کافروں نے نعوذباللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا منصوبہ بنایا اور حضور صلعم کے مکان کو چاروں طرف سے گھیر لیا تو حضرت علی ہی تھے جو رسول اللہ صلعم کے ارشاد کے مطابق آپؐ کے بستر پر لیٹ گئے اور حضور صلعم دشمنوں کی آنکھوں میں خاک جھونکتے ہوئے ان کے نرغے سے نکل کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہمراہ ہجرت کے لئے روانہ ہو گئے۔ حضرت علیؑ جانتے تھے کہ آج اس بستر پر لیٹنے کا کیا انجام ہو سکتا ہے۔ تاہم انہوں نے اپنی جان کی کوئی پروانہ کی اور چند روز مکہ میں ٹھہر کر کفار کی جو امانتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھیں آپؐ کے فرمان کے مطابق انہیں واپس دے کر مدینہ کو ہجرت کر گئے۔ مدینہ میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرو انصار میں رشتہ مواخاۃ قائم کیا تو حضرت علیؑ کو اپنا بھائی بنایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سب سے چھوٹی صاحبزادی حضرت فاطمہؑ کا نکاح حضرت علیؑ سے کر دیا۔ حضرت علیؑ کو خداوند تعالیٰ نے شجاعت کے اعلیٰ جوہر سے حصہ وافر عطا کیا تھا۔ اپنی شجاعت سے انہوں نے اسلام کی بے نظیر خدمات انجام دیں۔ تقریباً ہر جنگ میں رسول اللہ صلعم کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں رہا۔ جنگ بدر میں سب سے پہلے قریش کے تین جوانوں نے عرب کے دستور کے مطابق تنہا مقابلہ کے لئے اسلامی لشکر میں سے تین آدمیوں کے نکلنے کا مطالبہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت علیؑ، حضرت حمزہؓ اور حضرت عبیدہؓ نکلے اور تینوں اپنے اپنے دشمن پر غالب آئے اس کے بعد عام مقابلہ ہوا تو حضرت علیؑ نے شجاعت کے خوب جوہر دکھائے۔

(من کنت مولاہ فعلی مولاہ) فرمانِ رسولؐ

حضرت علیؓ کی آنحضرتؐ سے بے پناہ محبت

جنگ احد میں جب اسلامی لشکر کے علمبردار حضرت مصعب بن عمیر لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ تو آگے بڑھ کر علم حضرت علیؓ نے اپنے ہاتھ میں لے لیا اور بڑھ کر کفار کے علمبردار کا کام تمام کر دیا۔ ۵ھ ہجری میں جنگ خندق کے موقعہ پر حضرت علیؓ کا مقابلہ عرب کے مشہور پہلوان عمرو بن عبد ود سے ہوا۔ اسے اپنی بہادری پر اتنا فخر تھا کہ جب حضرت علیؓ ان کے مقابلے کے لئے نکلے تو اس نے حقارت اور طنز سے کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ تمہیں قتل کروں۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا "مگر میں چاہتا ہوں کہ تمہیں قتل کروں"۔ مقابلہ ہوا تو عمرو بن عبدود حضرت علیؓ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ ۶ھ ہجری میں حضرت علیؓ نے بنو سعد کے لشکر کو جو یہودیوں کی مدد کے لئے جمع ہو رہا تھا شکست دی۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت علیؓ نے صلحنامہ لکھتے وقت فریق معاہدہ کے طور پر محمدؐ رسول اللہ کا لفظ لکھا تو قریش کے وکیل نے اعتراض کیا اور لفظ رسول اللہ قلمزد کر دینے کے لئے کہا۔ لیکن حضرت علیؓ نے انکار کر دیا۔ آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے یہ لفظ قلمزد کر دیا حضرت علیؓ کے جنگی کارناموں میں سب سے مشہور خیبر کے مشہور قلعہ کی تسخیر ہے۔ یہودیوں کا یہ قلعہ نہایت مضبوط تھا۔ پیہم کوششوں کے باوجود جب یہ قلعہ مسخر نہ ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل جھنڈا اس شخص کے ہاتھ میں ہوگا جس کے ہاتھوں قلعہ فتح ہوگا۔ دوسرے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کے متعلق دریافت کیا۔ لوگوں نے کہا ان کی آنکھوں میں تکلیف ہے۔ آپؐ نے انہیں بلوایا اور اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں پر لگایا اور دعا کی تو ان کی شکایت فوراً دور ہو گئی۔ تب آپؐ نے

Marfat.com

جھنڈا ان کے ہاتھ میں دیا اور انہیں کے ہاتھوں خیبر کا یہ مضبوط قلعہ مسخر ہوا۔
جنگ حنین میں جو فتح مکہ کے جلد بعد پیش آئی جب مسلمانوں کے لشکر کا بڑا حصہ دشمن کے تیر اندازوں کی تاب نہ لا کر پیچھے ہٹ رہا تھا تو حضرت علیؑ کے پائے استقلال میں ذرا سی بھی جنبش نہ آئی اور ایسی جوانمردی دکھائی کہ دشمن بھاگنے پر مجبور ہو گیا۔ ۱۰ ہجری میں حضرت علیؑ کو یمن میں اشاعت اسلام کے لئے بھیجا گیا۔ حضرت علیؑ کو یہاں بڑی کامیابی ہوئی۔ چنانچہ پورے کے پورے قبیلہ ہمدان نے ایک ہی دن حضرت علیؓ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔
جنگ تبوک کے موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا اور کہا علیؑ میرے لئے ویسے ہی ہے جیسے موسیٰؑ کے لئے ہارونؑ تھے۔
خطبہ خم غدیر کے موقعہ پر فرمایا۔
جس کا میں مولا ہوں اس کا علیؑ مولا ہے۔
آنحضرت صلی اللہ کی تجہیز و تکفین کے موقعہ پر حضرت علیؑ پیش پیش تھے آنحضرت صلعم کو غسل دینے کا شرف آپ ہی کو حاصل ہوا
حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں جب مرتدین نے مدینہ پر حملہ کیا تو آپ ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے مدینہ کا دفاع نہایت بہادری اور پامردی سے کیا۔ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں حضرت علیؑ کا شمار ان کے معتمد ترین ساتھیوں میں سے تھا۔ حضرت عمرؓ حضرت علی کے مشوروں کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ حضرت عمرؓ کا فرمان ہے۔ اگر ابوتراب (حضرت علیؑ) نہ ہوتے تو میں (عمرؓ) ہلاکت میں پڑ جاتا۔ ۳۵ ہجری میں حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد حضرت علیؑ نے امت کے اصرار پر عنان حکومت کی

Marfat.com

باگ ڈور سنبھالی۔ خلافت اس وقت پھولوں کی سیج نہ تھی۔ طرح طرح کے فتنے سر اٹھا رہے تھے۔ مسلمانوں کے آپس میں اختلافات وسیع تر ہوتے جا رہے تھے۔ آپ نے اس دھارے کے آگے بند باندھنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ اور اسی سعی جلیلہ کے حصول میں آپؓ عبدالرحمٰن بن ملجم نامی خارجی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ حضرت علیؓ کا شمار جلیل القدر صحابہ میں ہوتا ہے۔ آپ بہادری، شجاعت اور علم کے میدان میں یگانہ روزگار تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کو والہانہ محبت تھی اس لئے کہ بچپن ہی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض یاب ہونے کا شرف حاصل ہوا تھا۔

حضرت بلالؓ بن رباح

حضرت بلال بن رباح ملک حبش کے رہنے والے تھے۔ آپ کا شمار رسالت مآب کے ان عظیم المرتبت ساتھیوں میں ہوتا ہے جن کا نام سن کر ہر مسلمان کی گردن فرطِ احترام و عقیدت سے جھک جاتی ہے حضرت بلال کا شمار ان صحابہ میں ہوتا ہے جنہوں نے ابتدا ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت اور وابستگی میں انہوں نے اپنی جان کی بھی پروا نہ کی۔

جب امیہ بن خلف نے سنا کہ بلال مسلمان ہو گئے ہیں تو اس نے آپ کو طرح طرح کی ایذائیں دینی شروع کیں۔ انہیں کبھی تپتی ہوئی ریت پر لٹا دیا جاتا۔ کبھی ان کی چھاتی پر اس چلچلاتی دھوپ میں پتھروں کی سلیں رکھی جاتی۔ کبھی انہیں زدوکوب کیا جاتا، کبھی گردن میں رسی ڈال کر آوارہ لڑکوں

Marfat.com

کو دی جاتی اور وہ آپ کو مکہ کی گلیوں میں گھسیٹتے رہتے کبھی کئی کئی دن تک بھوکا پیاسا رکھا جاتا۔ لیکن جب بھی کہا جاتا کہ محمدؐ اور محمدؐ کے خدا کا نام لینا چھوڑ دو تو کہتے اَحَدٌ اَحَدٌ۔

حضرت عمرو بن العاص ؓ سے روایت ہے کہ میں نے بلال کو اس حالت میں دیکھا کہ امیہ نے اس کو سخت تپتی ہوئی ریت پر لٹا رکھا تھا کہ جس پر گوشت رکھ دیا جاتا تو وہ گل جاتا۔ مگر وہ اس حالت میں بھی کہہ رہے تھے کہ میں لات و عزیٰ کا انکار کرتا ہوں۔ حضرت بلال ؓ پر مشقِ ستم کافی عرصہ تک روا رکھی گئی لیکن محمد صلی اللہ علیہ سے وابستگی اور محبت میں کوئی فرق نہ آیا۔

ع بڑھتا تھا اور شوق "گنہ" ہر سزا کے بعد

سوئے اتفاق حضرت ابو بکرؓ کا گھر بھی اسی محلہ میں تھا۔ حضرت بلال کو نت نئے مظالم کا نشانہ بنتے دیکھ کر ایک دن امیہ بن خلف کے ہاں تشریف لے گئے اور اسے ان پر ظلم و تشدد کرنے سے روکا۔ امیہ نے حضرت ابو بکرؓ سے کہا "ابن ابی قحافہ تم اس غلام کے اتنے ہمدرد ہو تو اسے خرید کیوں نہیں لیتے!

صدیقِ اکبرؓ نے جھٹ فرمایا "بولو کیا لوگے؟"

امیہ نے کہا "تم اپنا غلام فطاس رومی مجھے دے دو اور اسے لے جاؤ"

فطاس بڑا کارگذار غلام تھا اور اہلِ مکہ کے نزدیک اس کی بہت زیادہ قیمت تھی امیہ کا خیال تھا کہ ابوبکرؓ اس کو دینے پر کبھی رضامند نہ ہوں گے لیکن حضرت ابوبکرؓ نے فوراً جواب دیا "مجھے منظور ہے" امیہ حیران رہ گیا، ڈھٹائی سے کہا۔

"فطاس کے ساتھ چالیس اوقیہ چاندی بھی لوں گا" حضرت ابوبکر صدیقؓ اس پر بھی رضامند ہو گئے۔ جب حضرت ابو بکر صدیقؓ اس کو ساتھ لے کر چلنے لگے تو امیہ کہنے لگا "ابن قحافہ! اگر میں تمہاری جگہ ہوتا تو اس غلام کو درم کے چھٹے حصے کے

عوض بھی نہ خریدتا۔

حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا۔ تو اس کی قدر و قیمت سے واقف نہیں۔ مجھ سے پوچھ تو یمن کی بادشاہی بھی اس کی قیمت سے ہیچ ہے یہ کہہ کر بلالؓ کو آزاد کر دیا اور آنحضرت صلعم کی بارگاہ میں پہنچ کر تمام واقعہ سنایا۔ آنحضرت صلعم نے اس پر تبسم فرمایا اور کہا "ابوبکرؓ اس کارِ خیر میں مجھے بھی شریک کر لو۔"

مشرکین کے پنجۂ ستم سے رہائی پانے کے بعد حضرت بلالؓ نے اپنے آپ کو ہمہ تن آنحضرت صلعم کی خدمت کے لئے وقف کر دیا۔ دکھ ہو یا سکھ سفر ہو یا حضر، وعظ و تبلیغ کی مجالس ہوں یا جنگ کا میدان آپ ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہتے۔

غزوات کا سلسلہ شروع ہوا تو حضرت بلال کو بدر سے لے کر تبوک تک تمام غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمرکابی کا شرف حاصل ہوا۔ ہجرت کے بعد مسجد نبوی کی تعمیر ہوئی۔ اذان کی ابتدا ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اذان دینے کی خدمت حضرت بلالؓ کے سپرد فرمائی عبداللہ ابن سلامؓ سے روایت ہے کہ بلالؓ اسلام کے سب سے پہلے مؤذن تھے۔ ۸ ہجری میں فتح مکہ کے موقعہ پر تطہیر کعبہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو کعبہ کی چھت پر کھڑے ہو کر صدائے تکبیر کو بلند کرنے کو کہا۔ جب وہ اپنی دلکش آواز سے کلمات اذان پکار رہے تھے تو زمین و آسمان پر سناٹا چھایا ہوا تھا۔

بیت المقدس کی تسخیر پر حضرت عمرؓ کے اصرار پر آپ نے اذان دی شام کے معرکوں میں بھی آپ نے شرکت کی وہیں ۲۰ ہجری میں رحلت فرمائی۔

قبول اسلام کے بعد حضرت بلالؓ زہد و فقر میں ہمیشہ اپنے آقا و مولا کے شریک رہے۔ آپ کے ہر دکھ درد کے شریک تھے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ

Marfat.com

آنحضرت صلعم نے فرمایا "اللہ کے راستے میں مجھے اتنا ڈرایا دھمکایا گیا کہ کسی اور کو نہ اتنا ڈرایا گیا اور نہ ہی ستایا گیا۔ ایک دفعہ تین رات دن مجھ پر اس حالت میں گذرے کہ میرے اور بلال کے لئے کھانے کی کوئی چیز ایسی نہ تھی۔ جس کو کوئی جاندار کھاسکے۔ سوائے اس کے جو بلالؓ نے اپنی بغل کے نیچے دبا رکھا تھا۔!

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص

آپ قریش کی ایک معزز شاخ بنو زہرہ کے چشم و چراغ تھے۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی جونہی ان کے کانوں میں آواز پڑی۔ انہوں نے اسلام قبول کرلیا اور سابقون الاولون کی جماعت میں شامل ہوگئے۔ آپ ان خوش نصیب ے صحابہ کرام میں سے ہیں جنہیں دعوتِ حق کے ابتدائی سات دنوں کے اندر اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل ہوا ان کی والدہ کو اپنے آبائی مذہب سے جنون کی حد تک لگاؤ تھا بیٹے کے اسلام قبول کرنیکا حال سن کر اتنا رنج ہوا کہ کھانا پینا بلکہ بولنا چالنا تک بند کردیا ہر وقت مغموم رہنے لگیں۔ حضرت سعد کو بھی ماں سے بہت زیادہ محبت تھی ماں کو آزردہ دیکھنا ان کے لئے بڑی آزمائش تھی۔ ہر چند ماں کو منانے کی کوشش کی لیکن اس نے کہا جب تک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے دین کو نہیں چھوڑو گے، نہ کچھ کھاؤں گی، نہ پیوں گی۔ لیکن حضرت سعدؓ کا ایک ہی جواب تھا ماں گو تم مجھے بے حد عزیز ہو۔ لیکن تمہارے قالب میں خواہ ہزار جانیں ہوں اور ایک ایک کرکے ہر جان نکل جائے۔ تب بھی میں اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ چھوڑوں گا!!

قبولِ اسلام کے بعد ماں کی ناراضگی کے علاوہ کفار اور مشرکین کی طرف سے انہیں طعنے سہنا گالیاں سننا اور اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن کیا مجال کہ آپ کے پائے استقلال میں ذرہ بھر بھی لغزش آئی ہو۔

Marfat.com

ہجرت سے قبل آپ تین سال تک آنحضرت صلعم کی رفاقت میں شعب ابی طالب میں محصور رہے اور آنحضرت صلعم کے ساتھ مصائب والم برداشت کیا حالانکہ یہ محصوری صرف بنوہاشم سے مخصوص تھی۔ اس محصوری میں بسا اوقات محصورین کو جھاڑیوں اور درختوں کے پتے ابال ابال کر اپنا پیٹ بھرنا پڑا۔

ہجرت کے بعد مدینہ کے یہود اور مشرکین نے جب رسول اللہ صلعم اور ان کے ساتھیوں کے خلاف ریشہ دوانیاں شروع کیں تو صحابہ کرام نے معمول بنا لیا تھا کہ رات کو باری باری کاشانہ نبیؐ پر پہرہ دیتے تھے۔ انہیں دنوں کا واقعہ ہے کہ ایک رات اتفاق سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قیام گاہ سے باہر نکلے تو دیکھا کہ کوئی شخص پہرہ پر موجود نہیں آپؐ نے فرمایا کاش! کوئی رجل صالح (نیک آدمی) آج پہرہ پر ہوتا۔ اتنے میں ہتھیاروں کی جھنجھناہٹ ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کون؟ جواب ملا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سعد ہوں فرمایا کس لئے آئے ہو۔ عرض کیا، میرے دل میں آپؐ کی نسبت خوف پیدا ہوا اس لئے حاضر ہوا ہوں۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر خوش ہوئے اور سعدؓ کے لئے دعا فرمائی۔

مدینہ پر حملے کے تدارک اور مشرکین مکہ کی نقل و حرکت پر نظر رکھنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کی چھوٹی چھوٹی ٹولیاں ترتیب دی ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک کی قیادت کا شرف حضرت سعد کو بھی حاصل تھا۔ آپ فرماتے ہیں یہ بڑی تنگدستی کا زمانہ تھا۔ ہمارے پاس درختوں کے پتوں کے سوا کھانے کی کوئی چیز نہ ہوتی تھی۔ غزوہ بواط میں جو ربیع الاول سنہ ہجری میں پیش آیا جس میں دوسو صحابہ کرام آنحضرت صلعم کے ہمرکاب تھے اس کا جھنڈا حضرت سعد کے ہاتھ میں تھا جنگ بدر میں آپ نے بڑے جوش وخروش سے حصہ لیا۔ ان کا مقابلہ قریش

Marfat.com

کے نامی گرامی بہادر سعید بن عاص سے ہو گیا۔ حضرت سعدؓ نے دیکھتے ہی دیکھتے اس کو خاک و خون میں تڑپا دیا۔ جنگ احد میں جب مسلمان تتر بتر ہو گئے تو حضرت سعد بن ابی وقاص ان چند جاں نثار صحابہ میں سے تھے جو شروع سے آخر تک آنحضرت صلعم کی ڈھال بنے رہے۔ وہ ایک ماہر تیر انداز تھے۔ کفار بار بار آنحضرت صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نرغے میں لینے کی کوشش کرتے رہے۔ لیکن حضرت سعد اپنے تیروں سے ان کا منہ پھیر دیتے تھے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ اس نازک وقت میں حضرت سعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں کھڑے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ترکش سے تیر نکال نکال کر دیئے جاتے تھے۔ اور فرماتے تھے

"اے سعد تیر چلا میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں"

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ میں نے سعد کے سوا کسی اور کے حق میں رسول اللہ صلعم کے زبان مبارک سے ایسے الفاظ نہیں سنے۔

روایت ہے کہ جنگ احد کے دن حضرت سعدؓ نے ایک ہزار تیر چلائے تھے دوران جنگ ایک مشرک ابو سعید بن طلحہ بڑھ چڑھ کر حملے کر رہا تھا حضرت سعدؓ نے تاک کر اس کے حلق میں ایسا تیر مارا کہ اس کی زبان کتے کی طرح باہر نکل آئی اور وہ تڑپ تڑپ کر مر گیا۔

حضرت سعدؓ نے دعا مانگی

بے نظیر عشق

روایت ہے کہ جنگ احد سے ایک دن پہلے حضرت سعدؓ بن ابی وقاص اور حضرت عبداللہ بن جحش ایک جگہ اکٹھے ہوئے۔ حضرت سعدؓ نے دعا مانگی "الٰہی کل جو دشمن میرے مقابلے پر آئے وہ بڑا بہادر اور غضبناک ہو اور

Marfat.com

مجھے اتنی طاقت دے کہ میں تیری راہ میں اسے ہلاک کر دوں۔
حضرت عبداللہ بن جحش نے آمین کہی۔
پھر عبداللہ بن جحش نے یوں دعا مانگی۔
"الٰہی میرا مقابلہ کل ایسے دشمن سے ہو جو نہایت جنگجو اور غصہ ور ہو۔ اور مجھے اس کے ہاتھ سے شہادت نصیب ہو۔"
حضرت سعدؓ نے بھی ان کی دعا پر آمین کہی۔
اللہ نے ان دونوں کی دعائیں قبول کیں۔ حضرت سعدؓ نے ایک نامی مشرک کو قتل کیا۔ اور حضرت عبداللہ بن جحش نے جام شہادت نوش فرمایا۔ لڑائی کے بعد حضرت سعدؓ کا گزر ان کی لاش پر ہوا تو بے اختیار ان کے منہ سے نکلا۔
"خدا کی قسم عبداللہ کی دعا میری دعا سے بہتر تھی۔"
غزوہ بدر اور غزوہ احد کے بعد حضرت سعدؓ نے غزوہ خیبر، فتح مکہ، جنگ حنین، طائف اور تبوک میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمرکابی کا شرف حاصل کیا۔ ۶ھ میں انہیں بیعت رضوان کرنے والے ان چودہ سو صحابہ میں شامل ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ جنہیں بارگاہِ خداوندی سے اصحاب الشجرہ کا لقب مرحمت ہوا۔ اور کھلے لفظوں میں جنت کی بشارت دی گئی ۱۰ ہجری میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے لئے مکہ معظمہ تشریف لے گئے تو حضرت سعدؓ بھی آپؐ کے ہمرکاب تھے مکہ پہنچ کر حضرت سعدؓ سخت علیل ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شدید علالت کا حال سنا تو عیادت کے لئے تشریف لائے۔ حضرت سعدؓ زندگی سے مایوس ہو چکے تھے اشکبار ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مکے ہی میں مر رہا ہوں۔ حالانکہ میں راہِ حق میں اس سرزمین کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ چکا ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دلاسا دیا اور ان کے چہرے، پیشانی اور پیٹ پر اپنا دستِ مبارک پھیر کر دعا فرمائی۔

"اے اللہ سعدؓ کو شفا دے اور اس کی ہجرت کامل کر"

رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا حضرت سعدؓ کے حق میں آبِ حیات ثابت ہوئی۔ ان کی طبیعت اس وقت سے بحال ہونے لگی یہاں تک کہ وہ بالکل تندرست ہو کر مدینہ واپس آ گئے۔

حضرت سعدؓ کہا کرتے تھے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کی ٹھنڈک آج تک اپنے جگر میں محسوس کرتا ہوں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ کی عیادت کے موقع پر ان سے مخاطب ہو کر یہ الفاظ بھی ارشاد فرمائے تھے "اے سعدؓ شاید خدا تم کو بستر مرض سے اٹھائے اور تم سے کچھ لوگوں کو نفع اور کچھ کو نقصان پہنچے"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بشارت حضرت سعدؓ کے حق میں پوری ہوئی اور چند سال بعد ان کی قیادت میں مجاہدینِ اسلام نے ایران کی قوت کو پاش پاش کر دیا۔

ان جنگوں میں حضرت سعدؓ نے شجاعت کے وہ کارنامے انجام دیئے۔ جو تاریخ میں سنہری حرفوں میں لکھے ہوئے ہیں۔

حضرت سعدؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا ہوا تھا۔ ہر وقت اپنی جان آنحضرت صلعم پر قربان کرنے کو تیار رہا کرتے تھے۔ اس والہانہ محبت کی بدولت انہیں بارگاہ نبوی میں خاص مقام حاصل تھا۔ ایک مرتبہ حضرت سعدؓ بیمار پڑ گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لئے تشریف لے جایا کرتے۔ آنحضرت صلعم نے ان کے حق میں

دُعا فرمائی۔

"الٰہی سعدؓ کی دُعا قبول فرما کر اور اس کی اُنگلی درست رکھ" اس مبارک دُعا کی بدولت اللہ تعالیٰ نے حضرت سعدؓ کو مستجاب الدعوات بنا دیا تھا حضرت سعدؓ نے راہِ حق میں ایسی ایسی تکالیف برداشت کیں کہ ان کے تصور ہی سے دل کانپ اٹھتا ہے کئی سال مکہ میں مشرکین کا ہدفِ ستم بنتے رہے۔ زہد و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ ساری عمر کسی مالدار آدمی سے کوئی تحفہ یا ہدیہ قبول نہ کیا۔ اور نہ کبھی ایسا لقمہ کھایا جس کے پاک ہونے میں ذرا سا شبہ بھی ہو۔ ہر وقت خشیتِ الٰہی کا غلبہ رہتا۔ نماز پڑھتے تو جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا۔ دعا مانگتے تو گریہ طاری ہو جاتا۔ قرآن حکیم کی تلاوت میں کبھی ناغہ نہیں کرتے تھے۔ ایسی خوش الحان اور سوز سے تلاوت کرتے کہ سننے والوں پر محویت کا عالم طاری ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں عشقِ رسول صبر و استقلال اور شجاعت کے ساتھ ساتھ تدبیر سیاست، انتظام سلطنت اور قیادت جیسی صلاحیتوں سے بہرہ وافر عطا فرمایا تھا۔

حضرت مصعبؓ بن عمیر (عاشقِ صادق)

اگرچہ آپ عرب کے نوجوانوں میں بڑے خوبصورت اور بہادر تھے پھر والدین کے اکلوتے بیٹے تھے۔ اچھا لباس پہنتے اور فارغ البالی سے گذر اوقات کرتے تھے اسلام سے پیشتر گھوڑے پر سوار ہو کر نکلتے۔ قیمتی پوشاک زیبِ تن ہوتی، آگے پیچھے غلام چلتے۔ اسلام لانے کے بعد تمام آرائش ترک کر دی۔ ایک کمبل کانٹوں سے اٹکا کر تن پوشی کر لیتے۔ جب آپ کو اطلاع ملی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دارِ ارقم میں لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے ہیں۔ آپ بھی وہاں گئے۔ ان کی سلیم الفطرتی نے انہیں دعوتِ اسلام پر لبیک کہنے پر مجبور کر دیا۔ وہاں سے واپس آنے پر

Marfat.com

اپنی والدہ اور قوم کے ڈر سے اسلام کو پوشیدہ رکھا۔ چھپ چھپا کر آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے ایک دن عثمان بن طلحہ نے انہیں نماز پڑھتے دیکھ لیا اور ان کی والدہ اور ان کے قبیلے سے جا کر کہہ دیا۔ انہوں نے انہیں پابند سلاسل کر دیا۔ ہجرت حبشہ تک یونہی قید و بند میں رہے آپ نے دوسرے صحابہ کے ساتھ ہجرت حبشہ کی سعادت بھی حاصل کی۔ واپسی پر ان پر اسلام اور محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گہرا رنگ چڑھ چکا تھا۔

بیعت عقبہ اول کے بعد آنحضرت صلعم نے اہل مدینہ کی درخواست پر حضرت مصعب بن عمیر کو اہل یثرب کی تعلیم و تربیت اور تبلیغ اسلام کی اشاعت کے لئے مدینہ روانہ کیا۔ آپ نے اشاعت اسلام کا فریضہ بڑی تندہی، صبر و تحمل اور حکمت سے سر انجام دیا۔ آپ ہی کی کاوشوں کے نتیجہ میں اگلے سال یعنی بیعت عقبہ ثانی کے موقعہ پر مدینہ کے ۷۳ مردوں اور دو عورتوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو مدینہ میں مستقل سکونت اختیار کرنے کی دعوت دی آپ نے جنگ بدر اور جنگ احد میں بڑی بہادری کا مظاہرہ کیا مصعب بن عمیر جنگ احد میں مسلمانوں کے علمبردار تھے۔ جب دایاں ہاتھ کٹ گیا تو علم بائیں ہاتھ میں تھام لیا وہ بھی قلم ہو گیا تو علم کو سینے سے لگا لیا اسی حالت میں انہیں عمرو بن قمیہ نے شہید کر دیا۔

چونکہ آپ شکل اور وضع قطع میں رسول اللہ صلعم سے مشابہ تھے اس لئے کفار نے سمجھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ شہید کر دیئے گئے ہیں آپ کا شمار اسلام کے اولین مسلمانوں میں ہوتا ہے۔ مبلغ اسلام کی حیثیت میں آپ دوسرے صحابہ میں سے بہتر ہیں۔

حضرت زبیرؓ بن العوام (حواریؓ رسولؐ)

حضرت زبیرؓ کی عمر ابھی آٹھ سال کی تھی جب آپ نے اسلام قبول کیا۔ ان کے چچا نے ہر چند انہیں زبانی فہمائش کی اور اسلام چھوڑ دینے کے لئے کہا لیکن انہوں نے انکار کیا۔ پھر اس نے انہیں اذیتیں دینا شروع کر دیں۔ وہ آپ کو چٹائی میں آگ دے کر اس کی دھونی دیتے اور کہتے کفر کی طرف لوٹ آؤ کیوں خواہ مخواہ اپنی جان ہلاک کرتے ہو۔ آپ جواب دیتے میری جان بھی چلی جائے میں اسلام نہیں چھوڑوں گا۔ ہجرت مدینہ کے وقت آپ کی عمر اٹھارہ برس کی تھی۔ آپ نے ہر غزوہ میں آنحضرت صلعم کی ہمرکابی کا شرف حاصل کیا۔ آپ کا تمام جسم تلوار کے زخموں سے داغدار تھا۔ فرمایا کرتے تھے خدا کی قسم میرے جسم پر کوئی زخم ایسا نہیں ہے جس کو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ کر اللہ کے راستہ میں نہ کھایا ہو۔

حضرت عروہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت زبیرؓ نے ایک آواز شیطان سے سنی کہ آنحضرت صلعم گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ اس وقت حضرت زبیرؓ کی عمر ۱۲ سال کی تھی انہوں نے اپنی تلوار میان سے نکالی اور تیزی کے ساتھ گلیوں میں پھرے۔ یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا تمہارا یہ کیا حال ہے حضرت زبیرؓ نے کہا میں نے سنا تھا کہ آپ گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ایسا ہوتے پر تم کیا کرتے؟ جواب دیا میں اس تلوار سے اس آدمی کو ختم کر دیتا جس نے آپؐ کو گرفتار کیا ہوتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اور ان کی تلوار کو دعا دیتے ہوئے واپسی کا حکم دیا۔

یونس بن اسحاق سے روایت ہے کہ جنگ احد میں کفار کے علمبردار نے

Marfat.com

اپنے مقابلے کے لئے مسلمانوں کو للکارا تو حضرت زبیرؓ باہر نکلے ایک جست لگائی اور اس کے ساتھ اس کے اونٹ پر سوار ہو گئے، پھر اس کو زمین پر پٹخ دیا اور نیچے اتر کر اس کا کام تمام کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف کی اور فرمایا ہر نبی کے لئے ایک حواری (رجان نثار) ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔ غزوہ خندق میں نوفل بن عبداللہ نے جب اپنا مقابل طلب کیا تو حضرت زبیر باہر نکلے اور دیکھتے ہی دیکھتے اپنی تلوار سے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے اور یہ شعر پڑھتے ہوئے واپس ہوئے

"میں ایسا ہوں جو اپنی بھی حفاظت کرتا ہوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی حفاظت کرتا ہوں۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کی آخری رسومات میں حصہ لینے کا شرف آپ کو بھی حاصل ہوا۔ خلفائے راشدین کے دور میں آپ نے بطور مشیر امت مسلمہ کی بھلائی کے لئے گراں قدر خدمات سرانجام دیں حضرت علیؓ کے عہد میں آپ اس جہاں سے کوچ فرما گئے۔

حضرت ابوذر غفاریؓ (والہانہ محبت)

حضرت ابوذر قبیلہ غفار سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے متعلق خبر سنی تو اپنے بھائی انیس کو جو ایک فصیح و بلیغ شاعر تھا۔ دریافت حال کے لئے مکہ بھیجا وہ آیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا واپس جا کر اس نے بتایا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نیکیوں کا حکم کرنے والا اور برائیوں سے بچنے کی ہدایت کرنے والا پایا ہے۔

ابوذر بولے اتنی بات سے مجھ کچھ تسلی نہیں ہوئی۔ آخر خود پیدل سفر کر کے مکہ پہنچے آپ کو آنحضرت صلعم کی شناخت نہ تھی اور کسی سے دریافت کرنا بھی پسند نہ فرماتے

Marfat.com

تھے چنانچہ زمزم کا پانی پی کر حرم کعبہ میں لیٹ رہے حضرت علیؓ کا ادھر سے گذر ہوا تو پاس کھڑے ہو کر کہا۔ مسافر معلوم ہوتے ہو۔ ابوذر بولے ہاں حضرت علیؓ انہیں اپنے گھر لے گئے اور مہمانداری کی لیکن نہ ابوذر سے کچھ پوچھا اور نہ ہی انہوں نے کچھ بتایا۔ صبح ہوئی تو ابوذر پھر کعبہ میں آگئے۔ دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش تھی۔ مگر کسی سے دریافت نہ کیا۔ دوسرے دن حضرت علیؓ پھر ان کے پاس سے گزرے تو فرمایا شاید تمہیں اپنا ٹھکانا نہیں ملا۔ ابوذر بولے ہاں! حضرت علیؓ آپ کو پھر ساتھ لے گئے۔ اب انہوں نے پوچھا تم کون ہو اور یہاں کیوں آئے ہو؟ حضرت ابوذرؓ بولے۔ راز رکھو تو بتا دیتا ہوں حضرت علیؓ نے وعدہ کیا تو ابوذرؓ نے کہا اس شہر میں ایک شخص ہے جو اپنے آپ کو اللہ کا نبی بتاتا ہے۔ میں نے اپنے بھائی کو بھیجا تھا کہ وہ اس کے بارے میں معلومات لے کر آئے لیکن وہ یہاں سے تسلی بخش بات لے کر نہ گیا۔ اس لئے خود آیا ہوں حضرت علیؓ نے کہا بہت اچھا ہوا تم مجھ سے ملے ہو۔ میں انہیں کی خدمت میں جا رہا ہوں میرے ساتھ چلو۔ میں پہلے اندر جا کر دیکھوں گا اگر اس وقت ملنا مناسب نہ ہوا تو دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو جاؤں گا۔ گویا جوتا درست کر رہا ہوں۔ اس طرح حضرت ابوذرؓ حضرت علیؓ کے ساتھ خدمت نبویؐ میں حاضر ہوئے اور عرض کی مجھے بتایا جائے اسلام کیا چیز ہے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے متعلق باتیں بتائیں تو ابوذرؓ نے فوراً ہی اسلام قبول کر لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابوذرؓ تم اس بات کو ابھی چھپائے رکھو اور اپنے وطن کو چلے جاؤ، جب تمہیں ہمارے ظہور کی خبر مل جائے تو آ جانا۔ ابوذرؓ بولے بخدا میں تو ان دشمنوں میں اعلان کر کے جاؤں گا! اب حضرت ابوذرؓ کعبہ کی طرف گئے، وہاں کفار جمع تھے۔ انہوں نے سب کو سنا کر بآواز بلند

Marfat.com

کلمۂ شہادت پڑھا۔ قریش نے انہیں بے تحاشا مارنا شروع کیا اتنے میں حضرت عباسؓ وہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے ابو ذرؓ کو پہچان لیا اور قریش سے کہنے لگے کم بختو! یہ قبیلہ غفار کا آدمی ہے۔ جہاں تم تجارت کو جاتے ہو، لوگ ہٹ گئے دوسرے دن پھر انہوں نے سب کو سنا کر کلمہ پڑھا قریش نے پھر مارا اور حضرت عباسؓ نے انہیں چھڑا دیا۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر اپنے وطن واپس چلے آئے۔

حضرت ابو ذرؓ کو آنحضرت صلعم سے گہرا لگاؤ تھا ہجرت مدینہ کے بعد اسلام کی سربلندی کے لئے آپ نے تمام غزوات میں شرکت کی اسلام کی تعلیمات آپ کے روح و جسم میں جاگزیں تھے۔ آپ دولت کی گردش کے زبردست حامی تھے آپ کے نزدیک مال و دولت اور سونا چاندی کا جمع کرنا سخت ناگوار تھا حضرت عثمانؓ کے دور میں آپ نے دولت کی ریل پیل کو دیکھ کر سخت نکتہ چینی کی۔ اور پھر ربذہ میں گوشہ نشین ہو گئے۔ اور وہیں حالت گمنامی میں انتقال فرما گئے آخر دم تک اس راہ سے گذرنے والوں کو آنحضرت صلعم اور قرآن پاک کی تعلیمات سے آشکارا کرتے رہے۔

حضرت خبابؓ بن ارتؓ (محبِ صادق)

آپ آغاز اسلام ہی میں ایمان لے آئے تھے۔ اس لئے وہ کفار کی سختیاں برداشت کرنے میں دوسروں سے کم نہ تھے۔ کفار انہیں گرم پتھروں اور آگ کے دہکتے ہوئے کوئلوں پر لٹا دیتے جو ان کے جسم کی چربی سے ٹھنڈے ہو جاتے ان کے سر کے بال کھینچتے اور گردن مروڑتے۔ یہاں تک کہ وہ بے ہوش ہو جاتے آپ خود فرماتے ہیں کہ ایک دن مشرکین نے مجھے پکڑا اور میرے لئے آگ روشن کی

پھر مجھ کو اس آگ میں ڈال دیا۔ اس کے بعد ایک آدمی میری چھاتی پر پاؤں رکھ کر کھڑا ہو گیا اور آگ میری پشت کی چربی ہی سے ٹھنڈی ہو گئی۔ انہوں نے ایک دفعہ حضرت عمرؓ کو اپنی پشت پر سے کپڑا اٹھا کر دکھایا۔ ان کی ساری پشت جگہ جگہ سے جل کر سفید ہو چکی تھی۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کی ایسی حالت آج تک نہ دیکھی تھی

امام احمد حضرت خباب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں ایک لوہار تھا میرا عاص بن وائل کے ذمے کچھ قرض تھا میں اس کے پاس اپنا قرض واپس لینے کے لئے گیا تو اس نے کہا خدا کی قسم میں قرض ہرگز نہ لوٹاؤں گا تاوقتیکہ تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انکار نہیں کرو گے! میں نے کہا خدا کی قسم یہ نہیں ہو سکتا! میں آنحضرت کا انکار نہیں کروں گا چاہے تو مر کر دوبارہ زندہ ہو۔

بخاری شریف میں ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ چادر مبارک کی ٹیک لگائے ہوئے کعبہ کے سائے میں تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کیا ہم لوگوں پر کفار کی طرف سے دن رات ظلم وستم کے پہاڑ ڈھائے جا رہے ہیں آپ دعا کیوں نہیں فرماتے!

یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنبھل کر بیٹھ گئے آپؐ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔ اور فرمایا تم سے پہلے زمانے میں ایسے لوگ ہو چکے ہیں کہ لوہے کی کنگھیوں سے ان کا جسم نوچ ڈالا گیا اور سوائے ہڈیوں اور پٹھوں کے کچھ نہ چھوڑا گیا ایسی سختیاں اور تکالیف انہیں دین سے باز نہ رکھ سکیں۔ ضرور بالضرور اللہ پاک اپنے اس دین کو پورا کرتا رہے گا۔ اس کے بعد حضرت خبابؓ اسلام کی محبت میں اتنے سرشار ہوتے کہ کافروں کی طرف سے دیئے گئے سخت ترین عذاب کی بھی پرواہ نہ کرتے تھے اور خندہ پیشانی سے برضا و رغبت مصائب و آلام کو جھیلنے کی خو ڈال لی تھی آپ کے دل میں رسول اللہ صلعم کا عشق جاگزیں تھا آپؐ کا شمار ممتاز صحابہ کرام میں ہوتا ہے۔

Marfat.com

حضرت حمزہؓ سیّد الشہدا

سیّدنا حضرت حمزہؓ کا شمار راہِ حق میں جان دینے والے ان صحابہ کرام میں ہوتا ہے جن کی قدرو منزلت پر مسلمانوں کے سبھی مکاتب فکر کا کامل اتفاق ہے حضرت حمزہؓ آنحضرتؐ کے چچا تھے آپ کی کنیت ابوعمارہ اور القاب سید الشہداء، اسد اللہ اسد الرسولؐ مشہور ہیں۔

بعثت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت توحید دیتے چھ سال ہونے کو آئے تھے لیکن حضرت حمزہؓ نے آنحضرت صلعم سے بے پناہ محبت کے باوجود کبھی دعوت اسلامی کی طرف توجہ نہ دی تھی لیکن ایک دن ایسا واقعہ رونما ہوا جس نے ان کے قلب ونظر کی دنیا بدل کر رکھ دی۔ ایک روز آنحضرت صلعم درس توحید دے رہے تھے ابوجہل کا ادھر سے گزر ہوا اس نے آنحضرتؐ کو دعوت تبلیغ دیتے دیکھ کر بے تحاشہ گالیاں دیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہاتھ بھی اٹھایا حضرت حمزہؓ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ فوراً ہی ابوجہل کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے ابوجہل مشرکین کی محفل میں لاف زنی کر رہا تھا حضرت حمزہ نے وہاں پہنچ کر اپنی کمان اس زور سے ابوجہل کے سر پہ ماری کہ خون نکل آیا اور ایک بڑا زخم ہو گیا پھر کڑک کر کہا تو محمدؐ کو گالیاں دیتا ہے میں بھی انہی کے دین پر ہوں۔ جو کچھ وہ کہتے ہیں میں بھی وہی کہتا ہوں اگر تجھ میں ہمت ہے تو ذرا مجھے بھی گالیاں دے کر دیکھ! حضرت حمزہؓ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا بھتیجے خوش ہو! میں نے ابوجہل سے تمہارا بدلہ لے لیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ چچا میں ایسی باتوں سے خوش نہیں ہوا کرتا ہاں اگر تم اسلام قبول کر لو تو مجھے بڑی خوشی ہو گی حضرت حمزہؓ نے اسی وقت اسلام قبول کر لیا اسلام قبول کر لینے کے بعد آپ اسلام کے

Marfat.com

اشاعت اور آنحضرت صلعم کی حفاظت کے لئے سائے کی طرح آپ صلعم کے ساتھ رہنے لگے دارارقم میں حضرت عمرؓ جب تشریف لائے تو صحابہ کو تردد ہوا حضرت حمزہؓ اٹھ کھڑے ہوئے اور بڑے جوش سے کہا اسے آنے دو اگر نیک ارادے سے آیا ہے تو خیر ورنہ اسی کی تلوار ہو گی اسی کا سر!

حضرت حمزہؓ بھی آنحضرت صلعم کے حکم پر دوسرے صحابہ کی طرح آنحضرت صلعم سے پہلے مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ اسلام میں سب سے پہلا علم حضرت حمزہؓ ہی کو ملا۔ غزوہ بدر میں حضرت حمزہؓ نے بڑی پامردی اور شجاعت سے کفار کے ساتھ مقابلہ کیا۔ طبرانی کی روایت کے مطابق حضرت حمزہؓ اس شان سے لڑ رہے تھے کہ دستار پر شتر مرغ کی کلغی تھی اور دونوں ہاتھوں سے تلوار چلا رہے تھے جدھر رخ کر لیتے کفار کی صفیں الٹ دیتے تھے۔ جنگ احد میں بھی جب حضرت حمزہ دادِ شجاعت دے رہے تھے اور اس شان سے لڑ رہے تھے کہ دونوں ہاتھوں سے تلوار چلاتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے "کہ میں اللہ اور اس کے رسولؐ کا شیر ہوں" اسی حالت میں مکہ کا ایک بڑا مشرک سباع بن عبدالعزیٰ ان کے سامنے آگیا حضرت حمزہؓ نے اس سے مخاطب ہو کر یہ کہتے ہوئے کہ ام انمار کے بچے کیا تو خدا اور خدا کے رسول سے لڑنے آیا ہے تلوار کا ایسا بھرپور وار کیا کہ وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔

اسی دوران وحشی نامی غلام نے ابوسفیان کی بیوی ہندہ کے حکم پر حضرت حمزہؓ کی ناف پر تاک تیر مارا جس سے آپ شہید ہو گئے۔ ہندہ نے آپ کی لاش کا مثلہ کیا اس نے آپ کے ہونٹ ناک اور کان کاٹ لئے تھے بلکہ شکم میں سے کلیجہ نکال کر چبا ڈالا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آپ کی لاش کو دیکھا تو بے اختیار فرمایا "تم پر خدا کی رحمت ہو کیونکہ تم اعزہ و اقربا سب کا خیال رکھتے تھے اور نیک کاموں میں پیش پیش رہتے تھے۔ اگر مجھے حضرت صفیہ (حضور صلعم

کی پھوپھی اور حضرت حمزہؓ کی بہن) کے رنج و غم کا خیال نہ ہوتا تو میں تمہاری لاش اس طرح چھوڑ دیتا تاکہ اسے درندے اور پرندے کھا جائیں اور تم قیامت کے دن انہی کے پیٹ سے نکلو۔

حضرت عمار بن یاسرؓ حضرت یاسر بن عامرؓ اور حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا

(شمع نبوت کے پروانے)

حضرت یاسر یمن کے رہنے والے تھے اپنے ایک مفقود الخبر بھائی کی تلاش میں مکہ میں آئے وہاں انہوں نے ابو حذیفہ بن مغیرہ سے دوستی پیدا کرلی۔ اور مکہ ہی میں رہائش پذیر ہو گئے ابو حذیفہ نے اپنی ایک لونڈی سمیہ سے ان کی شادی کر دی۔ انہیں کے بطن سے حضرت عمارؓ پیدا ہوئے۔ ابو حذیفہ کی وفات کے بعد جب مکہ میں اسلام کا چرچا ہوا تو تینوں (ماں باپ اور بیٹے) نے دعوت اسلامی پر لبیک کہی۔ اس وقت ابھی آغاز اسلام ہی تھا غریب تو درکنار بڑے بڑے ذی اثر مسلمان بھی قریش کے ظلم و ستم سے محفوظ نہ تھے۔ یہ مختصر سا خاندان مکہ میں بے یار و مددگار تھا جو دنیاوی مال و دولت سے عاری تھا۔ قریش مکہ نے اسے تر نوالہ سمجھ کر آسانی سے نگلنے کی کوشش کی انہیں طرح طرح کی سزائیں اور اذیتیں دی جاتیں ٹھیک دوپہر کی تپتی ہوئی ریت میں انہیں لٹا دیا جاتا۔ مار مار کر انہیں بے حال کر دیا جاتا انہیں راہ حق میں ہر قسم کی تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔

ایک دن آنحضرت صلعم نے انہیں عذاب سہتے دیکھا تو آپ کا دل بھر آیا انہیں تسلی و تشفی دی اور فرمایا اے آل یاسر تمہارا مقام جنت ہے کفار نے ان پر اپنے تمام حربے آزمائے لیکن وہ انہیں اسلام اور آنحضرت صلعم کی محبت سے جدا نہ کر سکے۔ ابو جہل نے ایک دن غضبناک ہو کر حضرت سمیہؓ کو نہایت وحشیانہ طریقے سے

نیزہ مار کر شہید کر دیا۔ عورتوں میں آپ وہ پہلی خاتون ہیں جنہوں نے راہ حق میں جان دے کر شہادت کا رتبہ پایا۔ حضرت یاسرؓ بھی ضعیف و ناتواں تھے ان وحشیانہ سزاؤں کی تاب نہ لا سکے اور کچھ دنوں کے بعد اس جہاں سے رحلت فرما گئے۔

حضرت عمارؓ بڑی جانفشانی، تندہی اور پامردی سے منزل کی طرف رواں دواں رہے۔ آپ آنحضرت صلعم کی خدمت میں کسی قسم کی فروگذاشت نہ کی اسلام کی سربلندی کے لیے آپ نے اپنا من دھن قربان کر دیا تھا۔

ہجرت مدینہ کے بعد آپ تقریباً تمام غزوات میں رسول اللہ صلعم کے ہمرکاب اور کفار کا بڑی بہادری اور جرأت سے مقابلہ کیا۔ حضرت عمارؓ بڑے سادہ دل صاف گو اور ملنسار انسان تھے۔ اسلام کی راہ میں اس خاندان نے جو "خاندان وفا" کے نام سے مشہور ہے بڑی تکالیف، مصائب و الام کا سامنا کیا۔ حضرت عمار بن یاسرؓ حق گو انسان تھے اور حق کا ساتھ دینے میں انہیں کوئی باک نہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جنگ صفین کے موقعہ پر اگرچہ آپ بوڑھے ہو چکے تھے۔ لیکن اس کے باوجود حضرت علیؓ کا ساتھ دیا اور اسی جنگ میں لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔

عبداللہ ذوالبجادینؓ (دیوانہ وار عاشق)

آپ کا اصل نام عبدالعزیٰ تھا۔ آپ بچپن ہی سے یتیم ہو گئے تھے چچا نے پرورش کی۔ جوان ہونے پر اونٹ بکریاں اور غلام دے کر صاحب حیثیت بنا دیا۔ اسلام نے جب ان کے دل میں گھر پیدا کیا۔ تو چچا سے جا کر کہا "پیارے چچا مجھے برسوں انتظار کرتے گزر گئے کہ کب آپ کے دل میں اسلام کی تحریک پیدا ہوتی ہے۔ لیکن آپ کا وہی پہلے کا سا حال ہے میں اب مزید انتظار نہیں کر سکتا مجھے اجازت دیجئے کہ میں مسلمان ہو جاؤں"۔ چچا نے جواب دیا۔ دیکھ اگر تو محمدؐ

کا دین قبول کرنا چاہتا ہے تو میں سب کچھ تم سے چھین لوں گا۔ تیرے بدن پر چادر اور ته بند تک باقی نہ رہنے دوں گا۔ آپ نے جواب دیا جو آپ کا منشا ہے کیجئے اور جو کچھ میرے پاس ہے ہتھیا لیجئے۔ میں جانتا ہوں کہ ان سب چیزوں کو ایک روز یہیں چھوڑ جانا ہے۔ میں ان کے لئے اسلام قبول کرنے سے نہیں رک سکتا چنانچہ ان کے چچا نے ان کے کپڑے تک اتروا کر مادرزاد برہنہ کر کے باہر نکال دیا وہ اسی حالت میں اپنی ماں کے پاس گئے وہ یہ دیکھ کر بڑی حیران ہوئیں اور پوچھا کیا ہوا ہے آپ نے جواب دیا میں شرک اور بت پرستی سے بیزار ہو چکا ہوں چچا نے اس پر سب کچھ چھین کر یہ حال کر دیا ہے۔ میں اسلام قبول کرنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جانا چاہتا ہوں۔ ستر پوشی کے لئے کوئی کپڑا دے دیجئے ماں نے ایک کمبل دے دیا جو آپ نے پھاڑ کر آدھا اوپر لے لیا اور آدھے کو تہ بند کے طور پر استعمال کیا۔ اور مدینہ کو روانہ ہو گئے علی الصبح مسجد نبوی میں پہنچ گئے اور ایک کونے میں بیٹھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں تشریف لائے تو انہیں دیکھ کر دریافت کیا کون ہوا بولے میرا نام عبد العزیٰ ہے۔ فقیر اور مسافر ہوں۔ عاشق جمالِ مبارک طالب ہدایت ہو کر در دولت تک آن پہنچا ہوں۔ نبی صلعم نے فرمایا تمہارا نام عبد اللہ ہے اور ذو البجادین (دو چادروں والا) لقب ۔ تم ہمارے قریب ہی مسجد میں ٹھہرا کرو اس طرح عبد اللہ رض اصحاب صفہ میں شامل ہو گئے۔ یہاں انہیں ذہنی سکون میسر ہوا اور وہ مقصد مل گیا جس کے لئے انہوں نے سب کچھ قربان کر دیا تھا۔

غزوہ تبوک کی تیاری کے موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ دعا فرمائیں کہ میں راہ میں شہید ہو جاؤں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ کسی درخت کا چھلکا اتار لاؤ۔ جب وہ چھلکا لے آئے تو آنحضرت صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم نے وہ چھلکا ان کے بازو پر باندھ دیا اور زبان مبارک سے فرمایا کہ میں اس کا خون کفار پر حرام کرتا ہوں۔ عبداللہ نے کہا یا رسول اللہ میں تو شہادت کا طالب ہوں۔ آپ صلعم نے کہا۔ جب تم غزوہ کی نیت سے نکلو اور پھر تپ آ جائے اور مر جاؤ تب بھی تم شہید ہی ہو گئے۔ تبوک پہنچ کر یہی ہوا کہ تپ چڑھی اور عالم بقا کو سدھار گئے۔ رات کا وقت تھا حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ ان کی لاش کو لحد میں اتار رہے تھے۔ چراغ حضرت بلالؓ کے ہاتھ میں تھا آنحضرت صلعم بھی ان کی قبر میں اترے اور حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ سے فرمایا اپنے بھائی کا ادب ملحوظ رکھو۔ آنحضرت صلعم نے اپنے ہاتھ سے قبر پر اینٹیں رکھیں۔ اور یوں دعا گو ہوئے۔

"الٰہی آج کی شام تک میں اس سے خوش رہا ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا۔"

عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کاش "میں اس قبر میں دبایا جاتا!"

حضرت حنظلہ رض

آپ کا نام حنظلہ اور کنیت ابو ربعی تھی۔ قبیلہ تمیم میں سے تھے ان کے چچا عرب کے مشہور حکیم تھے۔ آنحضرت صلعم کی بعثت سے قبل وہ آپ کے ظہور کی خبر دیتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو انہوں نے آپؐ کو ایک خط لکھا۔ جس کا آنحضرت صلعم نے جواب دیا۔ انہیں اس جواب سے بڑی مسرت حاصل ہوئی۔ اور اپنے قبیلے کو جمع کر کے آنحضرت صلعم پر ایمان لانے کی ترغیب دی

آپ کے چچا اکثم نے اپنے لڑکوں اور کچھ دوسرے لوگوں کو جنہوں نے ان

Marfat.com

کی باتوں کو غور سے سنا۔ آنحضرت صلعم کی خدمت میں بھیجا۔ ان میں حضرت حنظلہؓ بھی شامل تھے۔ ان کے دل کی زمین تو پہلے ہی تیار ہو چکی تھی۔ چنانچہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہی قبول اسلام کیا۔

حضرت حنظلہؓ لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد مراسلات نبویؐ کی کتابت کا کام انہیں کے سپرد ہوا۔ رفتہ رفتہ کاتب ان کے نام کا جزو بن گیا انہوں نے بہت سی جنگوں میں حصہ لیا۔ اور بہادری کے جوہر دکھائے۔ غزوۂ طائف سے قبل آنحضرت صلعم نے انہیں بنی ثقیف کے پاس سفیر بنا کر بھیجا کہ وہ صلح پر آمادہ ہیں یا نہیں۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں جنگ قادسیہ میں شرکت کی۔

ان کی صفائی قلب اور ایمان درستی کا یہ حال تھا کہ جونہی قلب کی کیفیت کچھ بدلی ہوئی محسوس کرتے تو مغموم ہو جاتے۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضورؐ نے جنت اور دوزخ کا ذکر کیا تو وہ مناظر حقیقت بن کر آنکھوں کے سامنے پھر گئے۔ جب گھر گئے تو بال بچوں میں پڑ کر ہنسنے بولنے لگے۔ اپنے قلب کی کیفیت کو بدلا ہوا محسوس کیا۔ تو فوراً حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کے چہرے پر غم کے آثار دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ حنظلہؓ کیا حال ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہؐ میں منافق ہو گیا ہوں۔

آپؐ نے جس وقت جنت و دوزخ کا ذکر فرمایا تھا۔ اس وقت معلوم ہوتا تھا۔ دونوں نگاہوں کے سامنے ہیں۔ گھر گیا تو بیوی بچوں اور مال و دولت میں کھو گیا۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حنظلہؓ اگر تم لوگ ہمیشہ اسی حالت پر قائم رہتے تو ملائکہ آسمانی تمہاری جلسہ گاہوں، تمہارے راستوں اور تمہارے بستروں پر تم سے مصافحہ کرتے۔

Marfat.com

حضرت ابو بصیرؓ

ان کا نام عتبہ اور کنیت ابو بصیر تھی۔ یہ اس زمانے میں مشرف باسلام ہوئے جب اسلام لانے والوں کو سخت اذیتیں دی جایا کرتی تھیں چنانچہ انہیں بھی قید کر دیا گیا۔

صلح حدیبیہ کے بعد ابو بصیر کسی نہ کسی طرح مشرکوں کی قید سے چھوٹ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ صلح حدیبیہ کی شرائط میں سے ایک شرط یہ تھی کہ جو مسلمان مشرکین کے پاس سے بھاگ کر رسول اللہ صلعم کے پاس چلا جائے گا اس کو واپس کر دیا جائے گا۔ اس لئے ابو بصیرؓ کی واپسی کے بارے میں قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آدمی بھیجے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو بصیرؓ کی واپسی کے نتائج معلوم تھے۔ لیکن معاہدہ کی پابندی کے خیال سے آپؐ نے ابو بصیرؓ سے فرمایا کہ ہمارے مذہب میں بدعہدی بہت بری چیز ہے اس لئے اس وقت تم واپس چلے جاؤ۔ آئندہ خدا تمہاری اور دوسرے مظلوم مسلمانوں کی رہائی کا کوئی نہ کوئی سامان کر دے گا ابو بصیرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ آپ مجھے مشرکین کے حوالے کر رہے ہیں تاکہ وہ میرے مذہب میں مجھے فتنہ میں مبتلا کر دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بصیر جاؤ۔ عنقریب اللہ تعالیٰ تمہارے اور دوسرے کمزور مسلمانوں کے لئے کوئی نہ کوئی راہ نکال دے گا۔ اب ابو بصیر کے لئے چون وچرا کی کوئی گنجائش نہ تھی اس لئے راضی برضا ہو کر قریش کے آدمیوں کے ساتھ واپس چلے گئے۔

ذوالحلیفہ پہنچ کر ساتھ لے جانے والے آدمی کھجوریں کھانے کے لئے

Marfat.com

ٹھہر گئے۔ ابو بصیرؓ نے ان میں سے ایک سے کہا واللہ تمہاری تلوار کتنی اچھی
دوسرے نے بھی ان کی تائید کی۔ اور تلوار میان سے کھینچ کر کہا ہاں واللہ نہایت
عمدہ تلوار ہے۔ میں نے اس کا بارہا تجربہ کیا ہے۔ ابو بصیرؓ نے کہا لاؤ ذرا میں
دیکھوں چنانچہ اس سے تلوار لے کر ایک شخص کو وہیں ڈھیر کر دیا۔ دوسرا
خوف سے بھاگ نکلا اور مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
پہنچ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بدحواس دیکھ کر فرمایا تم اتنے
خوف زدہ کیوں ہو؟ اس نے سارا واقعہ بیان کیا کہ میرا ایک ساتھی اس طرح
مارا گیا ہے اور میری جان بھی خطرے میں ہے۔ ابھی یہ شخص واقعہ بیان کر ہی رہا
تھا کہ ابو بصیرؓ بھی پہنچ گئے اور عرض کیا یا نبی اللہ آپؐ کو خدا نے ذمہ داری سے
سبکدوش کر دیا۔ آپؐ نے معاہدہ کی رو سے مجھے واپس کر دیا تھا خدا نے مجھے
نجات دلا دی۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے واپس لینا مناسب
نہ سمجھا۔ اس لئے ابو بصیرؓ ساحلی مقامات کی طرف نکل گئے۔ کچھ دنوں بعد
اسی قسم کے ایک اور عمر رسیدہ بزرگ ابو جندل بھی وہاں پہنچ گئے اور پھر
مظلوم مسلمان قریش کے ظلم سے بھاگ بھاگ کر وہاں جمع ہونے شروع
ہو گئے۔ چند دنوں میں ان کی خاصی بڑی جماعت ہو گئی۔ یہ جگہ قریش
کے تجارتی قافلوں میں پڑتی تھی۔ جب کوئی قافلہ ادھر سے گزرتا تو یہ
جماعت اہل قافلہ کو قتل کر کے ان کا سامان لوٹ لیتے تھے۔ اس سے
قریش کی تجارت خطرے میں پڑ گئی۔ چنانچہ انہوں نے خود رسول اللہ صلعم
کی خدمت میں حاضر ہو کر معاہدہ کی وہ شرط ختم کر دینے کے لئے کہا جس
کی رو سے بھاگے ہوئے مسلمانوں کو قریش کے حوالے کرنے کی پابندی
تھی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلعم نے اس آزاد گروہ کے پاس لکھ بھیجا کہ ابو بصیرؓ

Marfat.com

اور ابوجندل ہمارے پاس واپس چلے آئیں اور دوسرے لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے جائیں۔ ابوبصیرؓ اس وقت بستر مرگ پر تھے یہ خط پڑھتے پڑھتے ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ ابوجندلؓ نے نماز جنازہ پڑھ کر انہیں اس ویرانہ میں سپردِ خاک کر دیا اور یادگار کے طور پر قبر کے پاس ایک مسجد بنا دی۔

حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ

ایک اور عاشق صادق

قبولِ اسلام اور تحملِ شدائد

طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بصری میں گیا۔ میرا گذر ایک گرجا کے پاس سے ہوا میں نے سنا کہ ایک راہب اپنے لوگوں سے کہہ رہا ہے کہ اس میلہ میں آنے والوں سے پوچھو کیا کوئی ان میں اہل حرم میں سے ہے۔ میں نے کہا ہاں میں حرم کا باشندہ ہوں۔ اس راہب نے کہا آج کل وہاں احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ظہور ہو گیا ہے۔ میں نے راہب سے پوچھا کون احمد؟ اس نے کہا عبد اللہ بن عبد المطلب کے بیٹے۔ یہی ان کے ظہور کا مہینہ ہے۔ وہ تمام انبیا علیہ السلام کے بعد میں ہیں۔ ان کے ظاہر ہونے کی جگہ حرم ہے۔ وہ اس جگہ ہجرت کریں گے جہاں کھجور کے درخت پتھر اور ریت ہوگی۔ اس کی بات میرے جی کو لگ گئی۔ میں اسی وقت بصری سے مکہ کی طرف چل کھڑا ہوا۔ مکہ پہنچ کر میں نے لوگوں سے پوچھا کیا کوئی نیا آدمی ظاہر ہوا ہے۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ محمدؐ بن عبد اللہ جو امین کے لقب سے مشہور تھے۔ انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور

Marfat.com

ابوبکرؓ نے ان کا اتباع کر لیا ہے ۔میں اس بات کی تصدیق کے لئے ابوبکرؓ کے ہاں پہنچا تو انہوں نے اس بات کی تصدیق کی اور مجھ سے کہا تم بھی جاؤ اور ان کا اتباع کر لو۔ وہ حق کی دعوت دیتے ہیں۔ میں نے ان سے بصریٰ کے راہب کا واقعہ بیان کیا۔ وہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے اور میں نے اسلام قبول کر لیا۔ ان کا اسلام لانا ہی تھا کہ ان پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ کفار نے ان کے ہاتھ ان کی گردن میں باندھ دیئے اور گلے میں رسی باندھ کر کھینچتے ہوئے بازار میں لے گئے۔ کفار جتنی ان پر سختیاں کرتے تھے اتنا ہی اسلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا جذبہ محبت بڑھتا چلا جاتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں ان کی بڑی قدر تھی چنانچہ غزوہ احد سے واپسی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت سے جو مشہور شاعر تھے فرمایا کہ حضرت طلحہؓ کے بارے میں کچھ کہو حضرت حسانؓ نے فی البدیہہ چھ اشعار کہے ان کا ترجمہ یہ ہے

• ۔اور طلحہؓ نے گھاٹی کے دن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسے وقت میں حفاظت کی جو آپ صلعم پر تنگ اور دشوار ہو گیا تھا • اپنی ہتھیلیوں کے ذریعے نیزوں سے آپ صلعم کو بچاتے تھے اور اپنی انگلیاں تلواروں کے نیچے دے دیں جو شل ہو گئیں • ۔یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا تمام لوگوں کے پیشرو تھے انہوں نے اسلام کی چکی کو قائم کیا یہاں تک کہ وہ قائم ہو گئی۔

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا

• ۔طلحہؓ بن عبید اللہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی حالانکہ سوار آپ صلعم کا پیچھا کر رہے تھے ۔جب سوار آپ صلعم کے قریب آتے تو یہ دین کی حفاظت فرماتے۔

• ۔نیزوں پر انہوں نے صبر کیا ایسے وقت میں جبکہ لوگوں کی حفاظت کرنے والے پیٹھ پھیر لیتے تھے کچھ لوگ ہدایت پر تھے اور کچھ آزمائش میں ڈالے گئے • ۔اے طلحہ بن عبید اللہ تمہارے لئے جنت واجب ہو گئی اور اللہ نے تمہاری شادی چمکدار حورعین

Marfat.com

سے کر دی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

• طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی سونتی ہوئی تلوار کے ذریعے ہدایت دینے والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وقت حفاظت کی جب تمام لوگ بھاگ گئے تھے اور منتشر ہو گئے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عمر رضی اللہ عنہ تم نے سچ کہا

احد کی جنگ میں انہوں نے خاص طور پر داد شجاعت دی اور خطرے کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بچانے کے لئے سینہ سپر رہے انہیں چوبیس زخم آئے اور ایک ضرب سے ان کی دو انگلیوں کی نسیں کٹ گئیں جس کی وجہ سے ان کا ہاتھ ہمیشہ کے لئے شل ہو گیا۔ جنگ جمل کے دوران سنہ ۳۶ھ میں جام شہادت نوش فرمایا۔

حضرت سعد الاسود رضی اللہ عنہ (جان اور مال کی قربانی)

یہ بنی سعد کے ممتاز رکن تھے۔ بہت سیاہ اور کم رو تھے۔ اسی لئے اسود کہلاتے تھے۔

قبول اسلام۔ ان کے قبول اسلام کا واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میری سیاہ روئی اور بدصورتی مجھ کو جنت میں جانے سے تو نہیں روکے گی؟ فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے نہیں روکے گی بشرطیکہ خدا سے ڈرو اور اس چیز پر ایمان لاؤ جو میں لایا ہوں۔ یہ خوشخبری سن کر انہوں نے کہا۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

Marfat.com

پھر پوچھا۔ میرے کیا حقوق و فرائض ہیں؟ فرمایا تمہارے وہی حقوق ہیں جو دوسرے مسلمانوں کے ہیں۔ اور وہی فرائض ہیں جو دوسرے مسلمانوں پر ہیں۔ تم ان کے بھائی ہو۔

اسلام لانے کے بعد یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہنے لگے ایک دفعہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میری سیاہ روئی کی وجہ سے کوئی مجھے رشتہ دینے پر آمادہ نہیں ہوتا۔ ان کی درخواست پر رسول اللہ صلعم نے فرمایا جاؤ عمر بن وہب ثقفی کے پاس جا کر اس کا دروازہ کھٹکھٹاؤ اور اسلام کے بعد ان سے کہو کہ رسول اللہ صلعم نے تمہاری لڑکی میرے ساتھ بیاہ دی ہے عمر بن وہب کی ایک حسین وجمیل اور ذہین وذکی لڑکی تھی۔ سعدؓ نے دروازہ کھٹکھٹایا اور پیغام دیا تو سعدؓ کی صورت دیکھ کر انہیں سختی سے واپس کر دیا۔ اتنے میں لڑکی آواز سن کر باہر آئی اور سعدؓ کو آواز دے کر واپس بلایا اور کہا کہ اگر رسول اللہ صلعم نے تمہارے ساتھ میری شادی کر دی ہے تو میں اسے منظور کرتی ہوں میں اس چیز پر رضامند ہوں جس پر خدا اور اس کا رسول راضی ہے۔ پھر اپنے باپ سے کہا کہ قبل اس کے کہ ہمارے لئے وحی نازل ہو اور ہمیں برباد و رسوا ہونا پڑے آپ اپنی نجات کی کوشش کیجئے۔ وہ فوراً دوڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم ہی نے میرے فرستادہ کو لوٹا دیا تھا۔ انہوں نے کہا ہم سے یہ غلطی لاعلمی میں ہوئی ہے۔ دراصل ہمیں اس شخص کی بات کا اعتبار نہ آیا تھا۔ اب آپ سے مغفرت چاہتے ہیں۔ ہم نے لڑکی بیاہ دی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعدؓ سے کہا جاؤ۔ بیوی کے لئے کچھ تحائف لے آؤ۔ وہ اٹھ کر بازار کو گئے تو ایک منادی کی آواز سنی جو پکار پکار کر کہہ رہا تھا۔

"خدا کے شاہسوار جہاد کے لئے سوار ہو جاؤ اور جنت کی بشارت لو" اس

Marfat.com

آواز کا سننا تھا کہ جہاد فی سبیل اللہ کا خون رگوں میں دوڑنے لگا۔ نوعروس کے لئے تحائف کا خیال چھوڑ دیا اور جہاد کے لئے گھوڑا نیزہ، تلوار خرید کر مجاہدین میں شامل ہو گئے۔ میدان جنگ میں نہایت جوش و خروش سے لڑے اور جام شہادت نوش فرما کر نوعروس کی آغوش کی بجائے تلوار سے گلے مل کر ابدی زندگی حاصل کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو ان کی لاش کے پاس تشریف لا کر ان کا سر اپنی گود میں رکھ لیا اور ان کا گھوڑا اور اسلحہ ان کی نوعروس بیوہ کے پاس بھجوا دیا اور ان کے سسرال والوں سے کہلا بھیجا کہ خدا نے تمہاری لڑکیوں سے بہتر لڑکی سے اس کی شادی کر دی ہے۔

حضرت صہیب بن سنانؓ

(تمام کمائی قربان)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فرمانِ خداوندی کے مطابق مسلمانوں کو اپنے گھر بار خویش و اقارب، زن و فرزند اور مال و اسباب چھوڑ کر ہجرت کر کے یثرب چلے جانے کا حکم دیا تو انہیں اپنے زن و فرزند اور مال و اسباب چھوڑنے کا ذرا برابر بھی غم نہ تھا بلکہ خوشی تھی کہ یثرب جا کر آزادی سے خدائے واحدہٗ لاشریک کی عبادت کر سکیں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وہاں تشریف لے جانے کے بعد آپؐ کے دیدارِ مبارک سے جی بھر کر آنکھیں ٹھنڈی کر سکا کریں گے۔

صہیبؓ جب ہجرت کر کے جانے لگے تو کفار نے انہیں آ گھیرا اور کہا صہیب جب تو مکہ میں آیا تھا تو مفلس و قلاش تھا۔ یہاں رہ کر تو نے ہزاروں کمائے آج یہاں سے جاتا ہے اور چاہتا ہے کہ سب مال و زر لے جائے یہ کبھی نہیں ہوگا صہیبؓ نے کہا اچھا۔ اگر میں اپنا سارا مال و متاع تمہیں دے دوں تب تو مجھے نہیں روکو گے

Marfat.com

قریش بولے ہاں۔ حضرت صہیبؓ نے اپنا سارا مال انہیں دے دیا اور یثرب کو روانہ ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قصہ سن کر فرمایا صہیبؓ نے اس سودے میں نفع کمایا دوسری روایت میں ہے کہ جب حضرت صہیبؓ ہجرت کے ارادے سے چلے تو مشرکین کے کچھ لوگوں نے ان کا پیچھا کیا۔ حضرت صہیب سواری سے اترے اور ایک ترکش میں سے تیر نکال کر کہا اے جماعت قریش تمہیں معلوم ہے کہ میں تم لوگوں میں سب سے زیادہ تیر انداز ہوں خدا کی قسم تم میرے قریب نہیں آسکتے جب تک ایک ایک تیر سے جو میرے ترکش میں ہے تم میں سے ایک ایک کو نشانہ نہ بنا لوں اور پھر میں اس تلوار سے جو میرے ہاتھ میں ہے میں تم سے لڑوں گا اس کے بعد جو تمہارا جی کرنا اور اگر تم منظور کرو کہ میرا جو مال مکہ میں ہے میں تمہیں بتا دوں اور تم میرے راستے میں حائل نہ ہو تو میں تمہیں بتا دوں گا۔ ان لوگوں نے کہا ہمیں منظور ہے چنانچہ اس بات پر معاہدہ ہوا۔ حضرت صہیبؓ نے مال بتا دیا اور وہاں سے رخصت ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قبا سے مدینہ پہنچنے سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گئے۔

حضورؐ نے انہیں دیکھتے ہی فرمایا اے ابویحییٰ یہ بڑی نفع مند تجارت ہوئی اے ابویحییٰ یہ بڑی نفع مند تجارت ہوئی۔ اس کے بعد قرآن شریف کی یہ آیت پڑھ کر سنائی۔

"لوگوں تم میں سے بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنی جانوں کو اللہ کی رضامندی کے لئے خرید لیا اور اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے۔"

حضرت صہیبؓ نے تقریباً تمام غزوات میں شرکت کی آخر دم تک اسلام کی سربلندی اور عظمت کے لئے کوشاں رہے۔

Marfat.com

حضرت کعبؓ بن مالکؓ انصاری

(مجسمہ صدق وصفا)

جنگ تبوک کی تیاریاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق بڑے زور شور سے شروع تھیں۔ یہ مقابلہ قیصر روم کی ایک ایسی سلطنت سے تھا جو نصف دنیا پر حکمران تھی اور جس کی فوج ایران جیسی مضبوط حکومت کو نیچا دکھا چکی تھی صحابہ کرام نے نہ صرف مال و دولت سے اس میں حصہ لیا بلکہ اپنی نقد جان بھی اس میں پیش کر دی تھی۔ سوائے ۸۲ منافقین کے جو مختلف حیلے بہانے بنا کر گھروں میں رہ گئے تھے۔ تمام مسلمانوں نے اس جنگ میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیا تھا۔ منافقین کا خیال تھا کہ اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھی کبھی مدینہ میں واپس نہ آ سکیں گے قیصر انہیں قید کر کے مختلف ملکوں میں بھیج دے گا۔ ان منافقین کے علاوہ تین مخلص صحابی بھی اپنی معمولی سستی اور کاہلی کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب جانے سے رہ گئے تھے۔ حضرت کعب بن مالک بھی انہیں مخلص اور جاں نثار صحابہ میں سے ایک تھے یہ ان ۷۰ سابقین میں تھے جو بیعت عقبہ ثانیہ میں حاضر ہوئے تھے اور شعرائے خاص میں سے تھے وہ اس جنگ میں اپنی عدم شمولیت کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ۔

"اس سفر میں میرا گھر پر رہ جانا محض ایک خدائی آزمائش تھا۔ ایسا کرنے کا نہ میرا ارادہ تھا اور نہ کوئی عذر تھا سفر کا تمام سامان تیار تھا۔ عمدہ اونٹنیاں میرے پاس موجود تھیں۔ میری مالی حالت ایسی اچھی نہ تھی کہ پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔ اس سفر کے لئے دو مضبوط اونٹ بھی میں نے خرید کر لئے تھے۔ حالانکہ اس سے پہلے میرے پاس دو اونٹ میرے پاس کبھی نہ ہوتے تھے۔ لوگ سفر کی تیاری کرتے تھے اور مجھے ذرا

تردد نہ تھا۔ میں نے سوچ رکھا تھا جس روز کوچ ہوگا چل پڑوں گا۔ عین کوچ کے دن مجھے ایک کام آپڑا۔ میں سمجھتا تھا کوئی بات نہیں۔ میرے پاس تیز رفتار اونٹ ہیں۔ میں جلد لشکر میں جا ملوں گا دو تین روز اسی تذبذب میں گزر گئے اب لشکر اتنی دور نکل گیا تھا کہ اس سے مل سکنا مشکل تھا۔ مجھے صدمہ تھا کہ یہ کیا ہوا۔ زیادہ پریشانی اس خیال سے ہوئی کہ سوائے منافقین کے جو جھوٹے عذر تراشنے کے عادی تھے باقی سب لوگ جہاد میں شریک ہو کر جا چکے تھے۔ اب میں حیران تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھاؤں گا اور کیا جواب دوں گا؟ کئی دن اسی پریشانی میں گزر گئے یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے۔ لوگوں نے مجھے بعض حیلے بہانے بتائے لیکن میں نے یہی فیصلہ کیا کہ نجات سچ ہی سے مل سکتی ہے۔ آخر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ کر خشم آمیز تبسم فرمایا اور پوچھا کعبؓ تم کیوں رہ گئے تھے؟ کیا تمہارے پاس کوئی سامان مہیا نہ تھا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سب کچھ تھا! لیکن کاہلی نے مجھ پر غلبہ کیا اور شیطان نے مجھے غافل کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ تم اپنے گھر پر ٹھہرو اور حکم الٰہی کا انتظار کرو۔ بعض لوگوں نے کہا اگر تم بھی کوئی حیلہ بنا لیتے تو ایسا نہ ہوتا۔ میں نے کہا وحی الٰہی سے میرا جھوٹ کھل جاتا اور پھر میں کہیں کا نہ رہتا۔ معاملہ کسی عام شخص سے نہیں بلکہ اللہ کے رسولؐ کے ساتھ ہے۔

میں نے لوگوں سے پوچھا کہ جو حکم میرے لئے ہوا ہے کسی اور کے لئے بھی ہوا ہے لوگوں نے کہا ہاں ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع کے متعلق بھی یہی حکم ہوا ہے یہ سن کر مجھے ذرا تسلی ہوئی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ کوئی مسلمان ہمارے ساتھ بات چیت نہ کرے اور نہ ہمارے پاس آکر بیٹھے۔ اب زندگی وبال معلوم

Marfat.com

ہونے لگی۔ ان ایام میں ہلال اور مرارہ تو گھر سے بھی باہر نہ نکلتے۔ کیونکہ وہ بوڑھے تھے لیکن میں جوان تھا۔ گھر سے باہر نکلتا۔ مسجد نبوی صلعم میں نماز پڑھ کر ایک گوشہ میں بیٹھ جاتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھتے لیکن جب میں حضور صلعم کی طرف آنکھ اٹھاتا تو آپ صلعم منہ دوسری طرف پھیر لیتے۔ مسلمانوں میں سے نہ کوئی مجھ سے بات کرتا نہ میرے سلام کا جواب دیتا۔ ایک روز میں نہایت رنج والم کی حالت میں مدینہ سے باہر نکلا۔ راستے میں میرا چچیرا بھائی ابو قتادہؓ ملا۔ میں نے اسے سلام کیا تو اس نے کوئی جواب نہ دیا بلکہ منہ پھیر کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے کہا ابو قتادہؓ تم خوب جانتے ہو کہ میں خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں اور نفاق و شرک کا بھی مجھ پر کوئی اثر نہیں پھر تم مجھ سے کیوں بات نہیں کرتے۔ ابو قتادہؓ نے اب بھی کوئی جواب نہ دیا۔ تیسری بات جب میں نے پھر یہی بات کہی تو صرف اس قدر کہا کہ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ ہی کو خوب معلوم ہے۔ یہ سن کر میں خوب رویا اور شہر کو لوٹ آیا راستے میں ایک عیسائی مجھے ملا۔ جو مجھے تلاش کر رہا تھا۔ جب میں اس کے پاس سے گزرنے لگا تو لوگوں نے اسے بتایا کہ جسے تم ڈھونڈتے پھر رہے ہو وہ یہی شخص ہے۔ اس نے مجھے علیحدگی میں لے جا کر ایک رقعہ دیا۔ یہ میرے نام بادشاہ غسان کا ایک خط تھا۔ اس میں لکھا تھا۔

"ہم نے سنا ہے کہ تمہارا آقا تم سے ناراض ہو گیا ہے۔ اس نے اپنے پاس سے تمہیں نکال دیا ہے۔ باقی سب لوگوں نے بھی تم سے قطع تعلق کر رکھا ہے اور تم پر جور و جفا کر رہے ہیں۔ ہمیں تمہارے درجہ و منزلت کا بخوبی علم ہے۔ ہمارے نزدیک تمہارا مقام بہت بلند ہے۔ اب تم یہ خط پڑھتے ہی میرے پاس چلے آؤ پھر تم دیکھو گے کہ میں تمہارا کیا کچھ اعزاز و اکرام کرتا ہوں۔"

خط پڑھتے ہی دنیا میری نظروں میں اندھیر ہو گئی۔ مجھے اس بات سے سخت

Marfat.com

صدمہ ہوا کہ آج ایک عیسائی میرے ایمان کو خریدنے کی کوشش کر رہا ہے اور اس نے مجھے اتنا گیا گزرا سمجھ لیا ہے کہ مجھے کفر کی دعوت دے رہا ہے۔ رنج واندوہ کی کثرت سے میرا سینہ جلنے لگا۔ میں نے اس قاصد کے سامنے ہی اس خط کو پھاڑ کر آگ میں ڈال دیا۔ اور اسے کہہ دیا کہ جاؤ اور جا کر اپنے بادشاہ سے کہہ دو کہ مجھے اس کی عنایت و التفات سے اپنے آقا کی بے التفاتی لاکھ درجہ بہتر اور خوشتر ہے۔

میں گھر پہنچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک شخص آیا ہوا موجود پایا اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ تم اپنی بیوی سے علیحدہ رہا کرو۔ میں نے کہا کیا طلاق کا حکم ہے؟ اس نے کہا صرف علیحدہ رہنے کا فرمایا ہے یہ سن کر میں نے اپنی بیوی کو اس کے میکے بھیج دیا۔ الغرض اسی طرح مصیبت کے پچاس دن گزر گئے۔ ایک رات میں اپنے مکان کی چھت پر لیٹا ہوا اس مصیبت پر آنسو بہا رہا تھا کہ دور سے حضرت ابوبکرؓ کی آواز میرے کانوں میں پہنچی۔ وہ فرما رہے تھے کہ کعبؓ کو مبارک ہو کہ اس کی توبہ قبول ہوگئی۔ یہ آواز سنتے ہی میرے دوست احباب دوڑتے ہوئے میرے گھر پہنچے اور مجھے مبارکباد دینے لگے۔ میں نے یہ سنتے ہی اپنی پیشانی کو زمین پر رکھ دیا۔ اور سجدۂ شکر ادا کیا۔ پھر میں دوڑا دوڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آگے بڑھ کر میں نے سلام عرض کیا۔ اس وقت آپ صلعم کا چہرۂ مبارک خوشی سے چودھویں کے چاند سے بڑھ کر چمک رہا تھا۔

فرمایا "کعبؓ مبارک اس بہترین دن کے لئے، جب سے تو ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا کوئی دن آج کے دن سے زیادہ مبارک تجھ پر نہیں گزرا۔ خدا نے تمہاری توبہ کو قبول فرما لیا ہے۔"

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس قبولیت کے شکرانے میں اپنا سارا مال خدا کی راہ میں صدقہ دیتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے فرمایا "نہیں" میں نے عرض کیا "نصف" فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا ثلث، فرمایا ہاں ثلث خوب ہے اور ثلث بہت بھی ہے۔"

یہ تھے وہ لوگ جن کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت تھی اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے لئے بڑے سے بڑے دنیاوی مفاد اور آسائشوں کو ٹھکرا دیا کرتے تھے۔

حضرت ابو سلمہؓ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما
(بیوی بچے قربان)

انہوں نے جب ہجرت کا ارادہ کیا تو ان کی بیوی ام سلمہؓ بھی اپنے بچے سلمہ کو گود میں لئے ان کے ہمراہ ہجرت کے لئے تیار ہو گئیں۔ ابو سلمہؓ نے انہیں اپنے پیچھے اونٹ پر بٹھالیا۔

تھوڑی دور گئے تھے کہ بنو مغیرہ نے ابو سلمہؓ کو گھیر لیا اور کہا کہ تو جا سکتا ہے مگر ہماری لڑکی کو نہیں لے جا سکتا۔ چنانچہ انہوں نے ام سلمہؓ کو اونٹ سے نیچے اتار دیا۔ اتنے میں بنو عبدالاسد بھی آ گئے۔ انہوں نے ابو سلمہؓ سے کہا کہ تو جا سکتا ہے۔ مگر بچہ کو جو ہمارے قبیلے کا بچہ ہے نہیں لے جا سکتا۔ غرض وہ گود کے بچے کو ماں سے چھین کر لے گئے۔

ابو سلمہؓ جو دین کے لئے ہجرت کرنا فرض سمجھتے تھے زن و بچہ کو روتا چھوڑ کر روانہ ہو گئے۔ ام سلمہؓ روز شام کو اس جگہ جہاں وہ اپنے بچے اور شوہر سے جدا ہوئی تھی پہنچ جاتی اور گھنٹوں رو دھو کر واپس آ جاتیں۔ ایک سال اسی طرح روتے چلاتے گذر گیا۔ آخر ان کے ایک چچیرے بھائی کو رحم آیا اور ہر دو قبائل سے کہہ سن کر ام سلمہؓ کو اجازت دلا دی کہ وہ بچے کو لے کر اپنے شوہر کے پاس چلی جائے۔ ام سلمہؓ تن تنہا مدینہ روانہ ہو گئیں۔ جب وہ مقام تنعیم میں پہنچی تو عثمان بن طلحہؓ جو بنی عبد الدار

Marfat.com

میں سے ہیں ان سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ اے بنو امیہ کی بیٹی تو کہاں جارہی ہے۔ اس نے کہا مدینہ میں اپنے شوہر کے پاس۔ انہوں نے کہا کہ تیرے ساتھ اور کوئی نہیں؟ وہ بولی سوائے اللہ کے اور میرے اس بیٹے کے سوا اور کوئی نہیں۔ ام سلمہ فرماتی ہیں کہ انہوں نے کہا خدا کی قسم میں تمہیں تنہا نہیں جانے دوں گا۔ چنانچہ اس نے میرے اونٹ کی نکیل پکڑی اور میرے ساتھ تیز تیز چلنے لگا جب کسی منزل پر پہنچتے وہ میری اونٹنی کو بٹھا دیتے۔ اور خود پیچھے ہٹ جاتے جب میں اتر جاتی اور اپنے اونٹ سے ہٹ جاتی۔ اونٹ سے کجاوہ کو کھولتے اور اسے درخت سے باندھ دیتے جب چلنے کا وقت آتا میری اونٹنی پر کجاوہ کستے اور خود پیچھے ہٹ جاتے۔ جب میں سوار ہو جاتی تو آتا اور اونٹنی کی نکیل پکڑ کر چلتے یہاں تک کہ انہوں نے مجھے قبا کی وادی تک پہنچا دیا۔ اور مجھ سے کہا تیرا خاوند اسی بستی میں ٹھہرا ہوا ہے۔ اللہ برکت دے داخل ہو جا۔

ام سلمہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ میں نہیں جانتی کہ اسلام لانے کے بعد کسی گھرانے کو اتنی مصیبت پہنچی ہو جتنی ابو سلمہؓ کے گھرانے کو پہنچی۔ اور میں نے عثمان بن طلحہ سے زیادہ شریف کو نہیں دیکھا۔ یہ صلح حدیبیہ کے بعد اسلام لائے ہیں اور انہوں نے اور خالد بن ولیدؓ نے ایک ساتھ ہجرت کی ہے۔

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ
(بے نظیر قربانی)

حضرت خبیبؓ تبلیغ اسلام کا جذبہ اور اہلیت رکھنے والے صحابہ میں سے تھے۔ ۳ھ ہجری میں قریش مکہ نے قبیلہ عضل اور قارہ کے کچھ آدمیوں کو مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ کہ ہمارے قبیلے اسلام

Marfat.com

لانے کے خواہشمند ہیں۔ ہمارے ساتھ معلّم بھیج دیجیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس صحابہ کرام کو ان کے ساتھ کر دیا۔ جب یہ صحابہ ان قبائل کے پاس پہنچے تو ان کے دو سو جوانوں نے انہیں زندہ گرفتار کر لینا چاہا۔ آٹھ صحابہ مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ اور دو بزرگوار حضرت خبیب بن عدی اور زید بن دثنہ گرفتار کر لیے گئے۔ اور ان دونوں کو مکہ میں لے جا کر قریش کے پاس فروخت کر دیا گیا۔ قریش نے انہیں حارث بن عامر کے گھر میں چند روز بھوکا پیاسا قید رکھا۔ ایک دن ان ظالموں نے حضرت خبیبؓ کو صلیب کے نیچے لے جا کر کھڑا کر دیا۔ اور کہا کہ اگر اسلام چھوڑ دو تو جان بخشی ہو سکتی ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ **جب اسلام باقی نہ رہا تو جان کو رکھ کر کیا کریں گے**

اب قریش نے پوچھا کہ کوئی تمنا ہو تو بیان کرو۔ حضرت خبیبؓ نے کہا دو رکعت نماز پڑھ لینے کی مہلت دی جائے۔ انہوں نے نماز ادا کی حضرت خبیبؓ نے کہا میں نے نماز میں زیادہ وقت اس لئے صرف نہیں کیا کہ کہیں دشمن یہ نہ سمجھیں کہ میں موت سے ڈر گیا ہے۔ بے رحموں نے حضرت خبیبؓ اور حضرت زیدؓ دونوں کو سولی پر لٹکا دیا۔ لیکن رسی کو ڈھیلا رکھا اور نیزہ والوں سے کہا کہ نیزے کی انی سے ان کے جسموں کے ایک ایک حصے پر چرکے لگائیں۔ ایک سنگدل نے حضرت خبیبؓ کے جگر کو چھیدا۔ اور پوچھا اب تو تم بھی پسند کرتے ہو گے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پھنس جائے اور میں چھوٹ جاؤں۔ حضرت خبیبؓ نے بڑے جوش سے کہا کہ میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میری جان بچ جانے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں میں کانٹا بھی لگے اس کے بعد حضرت خبیبؓ نے تماشائیوں کے ہجوم میں صلیب کے نیچے کھڑے ہو کر فی البدیہہ شعر کہے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

● ۔ انبوہ در انبوہ لوگ میرے گرد اگرد کھڑے ہو رہے ہیں اور انہوں نے

Marfat.com

بڑی بڑی جماعتوں کو بلا لیا ہے۔

•۔ یہ سب کے سب عداوت نکال رہے ہیں اور میرے خلاف جوش دکھا رہے ہیں اور میں اس ہلاکت گاہ میں بندھا کھڑا ہوں۔

•۔ قبیلوں نے اپنی عورتوں اور بچوں کو بھی بلا رکھا ہے۔ اور مجھے ایک مضبوط بلند لکڑی کے پاس لے آئے ہیں۔

•۔ انہوں نے کہہ دیا ہے کہ کفر اختیار کرنے سے مجھے آزادی مل سکتی ہے مگر اس سے تو موت میرے لئے آسان ہے۔

•۔ میری آنکھوں سے آنسو لگاتار جاری ہیں مگر مجھے کچھ ناشکیبائی نہیں

•۔ میں دشمن کے سامنے نہ عاجزی کروں گا اور نہ روؤں چلاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ میں خدا کی طرف جا رہا ہوں۔

•۔ میں مر جانے سے نہیں ڈرتا۔ میں تو لپٹ والی آگ کے نجون چپ سنے سے ڈرتا ہوں۔

اس عرشِ عظیم کے مالک نے مجھ سے کوئی خدمت لینی چاہی اور مجھے صبر کے لئے فرمایا ہے۔ اب انہوں نے زدوکوب سے میرا تمام گوشت کُوٹ کُوٹ دیا ہے اور میری امید جاتی رہی ہے۔

•۔ میں اپنی درماندگی اور بے وطنی و بے کسی کی فریاد اور ان کے ارادوں کی جو میرے جان توڑنے کے بعد یہ لوگ رکھتے ہیں خدا سے کرتا ہوں۔

•۔ خدا کی قسم جب میں اسلام پر جان دے رہا ہوں تو میں یہ پرواہ نہیں کرتا کہ راہ خدا میں کس پہلو پر گرتا اور کیونکر جان دیتا ہوں۔

•۔ اگر خدا چاہے تو اس کی ذات سے پوری امید ہے کہ: میرے پارہ ہائے گوشت کے ہر ٹکڑے کو برکت عطا فرمائے۔

Marfat.com

سب سے آخر میں یہ دعا تھی کہ "اے خدا ہم نے تیرے رسول کے احکام ان لوگوں کو پہنچا دیئے۔ اب تو اپنے رسول صلعم کو ہمارے حال کی اور ان لوگوں کی کرتوتوں کی خبر کر دے۔

سعدؓ بن عامر جو حضرت عمر فاروقؓ کے عمال میں سے تھے ان کا یہ حال تھا کہ کبھی کبھی یکبارگی بے ہوش ہو جایا کرتے تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے وجہ پوچھی تو بولے نہ مجھے کوئی مرض ہے نہ کچھ شکایت ہے۔ وجہ صرف یہ ہے کہ جب خبیبؓ کو سولی پر چڑھایا گیا تو میں اس مجمع میں موجود تھا۔ جب مجھے خبیبؓ کی باتیں یاد آجاتی ہیں تو میں کانپ کر بے ہوش ہو جاتا ہوں۔

ان حضرات کو دین حق پر کتنی استقامت اور خدا کی خوشنودی کا کتنا پختہ یقین تھا کہ راہ حق میں جان لیوا سختیوں کو برداشت کرتے اور اُف تک نہ کرتے تھے۔ اور اس کا مصداق بن جاتے کہ جن کی گردن خدا تعالیٰ کے سامنے جھکتی ہے وہ کسی طاغوت کے مظالم کے سامنے نہیں جھک سکتی۔

حضرت ابو سلمہ عبداللہ مخزومیؓ
(رفقائے الرسولؐ)

حضرت ابو سلمہ عبداللہ کا شمار ان عظیم المرتبت صحابہ میں ہوتا ہے جنہوں نے آغاز ہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے اسلام کو قبول کیا۔ قبول اسلام کے بعد حضرت ابو سلمہؓ بھی دوسرے مسلمانوں کی طرح مشرکین قریش کے ظلم وستم کا نشانہ بنے۔ جب کفار کے مظالم انتہا کو پہنچ گئے۔ تو آنحضرتؐ نے مسلمانوں کو حبشہ ہجرت کرنے کی اجازت فرمائی چنانچہ سب سے پہلے ۱۱ مردوں اور چار عورتوں پر مشتمل ایک قافلہ تیار کیا گیا

Marfat.com

جس میں حضرت ابوسلمہؓ اور ان کی اہلیہ ام سلمہؓ بھی شامل تھیں۔ قریش نے اس قافلہ کا ساحل سمندر تک تعاقب کیا۔

اہل حق کو ابھی حبشہ میں تین ہی ماہ گزرے تھے۔ کہ انہوں نے اہل مکہ کے مسلمان ہونے کی خبر سنی اور واپس مکہ تشریف لے آئے۔ یہاں آنے پر خبر بالکل جھوٹ نکلی لیکن اب انہوں نے واپس جانا مناسب نہ جانا قریش کے ظلم وستم سے بچنے کے لئے آپ نے حضرت ابوطالب کی پناہ لی جو حضرت ابوطالبؓ نے بنو مخزوم کی بے پناہ مخالفت کے باوجود بھی انہیں دی۔

اس واقعہ کے بعد مسلمانوں پر قریش کے ظلم وستم کی انتہا ہو گئی۔ چنانچہ آنحضرت صلعم نے مسلمانوں کو پھر ہدایت فرمائی کہ وہ حبشہ کو ہجرت کر جائیں اس دوسری ہجرت میں بھی حضرت ابوسلمہؓ اپنی اہلیہ کے ہمراہ تھے۔ کئی سال غریب الوطنی میں گزارنے کے بعد مکہ تشریف لائے۔

کفار کے ظلم و تشدد سے تنگ آکر مدینہ کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا۔ اس وقت ان کے پاس صرف ایک ہی اونٹ تھا۔ اس پر انہوں نے حضرت ام سلمہؓ اور اپنے ننھے بچے کو سوار کرا دیا۔ لیکن کفار کو یہ کب گوارا تھا ام سلمہؓ کے خاندان والے انہیں زبردستی واپس لے گئے۔ بچہ حضرت ابوسلمہؓ کے خاندان کے لوگ لے گئے۔ اس دردناک منظر میں ابوسلمہؓ دل پر پتھر رکھ کر بیوی بچے کے بغیر مدینہ کی طرف ہجرت فرما گئے۔

حضرت ابوسلمہؓ جنگ بدر میں آنحضرت صلعم کے ہم رکاب تھے۔ غزوہ احد میں بڑی بہادری اور استقامت کے ساتھ جنگ میں حصہ لیا۔ اثنائے جنگ میں ایک مشرک کا زہر سے بجھا ہوا تیر ان کے بازو پر لگا۔ زخم تو بظاہر درست ہو گیا۔ لیکن زہر اندر ہی اندر اثر کرتا گیا۔ جس سے بالآخر ہجری میں انتقال کر گئے۔ نزع کے عالم

میں آنحضرت صلعم عیادت کے لئے ان کے گھر تشریف لے گئے۔
بیمار شیدائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت نزع کا عالم طاری تھا جونہی سرور کونین ؐ نے ان کے گھر میں قدم رکھا انہوں نے حضور صلعم پر ایک حسرت بھری نظر ڈالی۔ اور ساتھ ہی ان کی روح مطہر عالم بالا کو پرواز کر گئی ایسا دکھائی دیتا تھا کہ یہ آنکھیں بس آنحضرت صلعم کے دیدار کی منتظر تھیں آنحضرت صلعم نے ان کی نماز جنازہ خود پڑھائی اور خلاف معمول نو تکبیریں کہیں صحابہ ؓ نے پوچھا یا رسول اللہ صلعم آپ نے نو تکبیریں کہہ دیں۔ کہیں سہو تو نہیں ہوا فرمایا نہیں۔ یہ تو ہزار ہا تکبیروں کے مستحق تھے

آپ اخلاص عمل، راہ حق میں تحمل شدائد، حب رسول ؐ اور ایثار و شجاعت میں منفرد تھے۔

حضرت جعفر بن ابو طالب ؓ (عدیم المثال قربانی)

حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ صلعم کے چچا زاد بھائی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کی وجہ سے انہیں بھی قریش کے ظلم و ستم کا نشانہ بننا پڑتا تھا۔ آپ صلعم نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ سرزمین حبشہ پر ایسا بادشاہ حکمران ہے۔ جس کی حکومت میں کوئی کسی پر ظلم نہیں کر سکتا تم اس کے شہر میں چلے جاؤ چنانچہ ۱۰۱ کے قریب صحابہ کرام حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں حبشہ چلے گئے۔ جب قریش کو یہ علم ہوا تو بڑے مشتعل ہوئے اور آپس میں مشورہ کیا کہ حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے پاس ایک وفد بھیجا جائے جو اس کی خدمت میں مسلمانوں کو ہمارے پاس واپس بھیج دینے کی درخواست کرے۔ چنانچہ قریش نے عمرو بن العاص اور عمارہ بن ولید کو ہدیے دے کر نجاشی کے پاس بھیجا جب یہ

Marfat.com

لوگ نجاشی کے دربار میں پہنچے تو اسے سجدہ کیا اور اس کے دائیں اور بائیں ہاتھ کو بوسہ دیا۔ پھر کہنے لگے۔ بادشاہ سلامت ہمارے خاندان کے کچھ لوگ ہمارے ہاں سے بھاگ آئے ہیں۔ انہیں اپنے ملک سے نکال کر واپس کر دیں۔
نجاشی نے پوچھا وہ کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا آپ ہی کے شہر میں ہیں آدمی بھیج کر انہیں طلب فرما لیجئے۔ چنانچہ انہیں دربار میں طلب کیا گیا۔ حضرت جعفرؓ جو بڑے بلند پایہ مقرر اور خطیب تھے۔ اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے آج تم لوگوں کی طرف سے میں بات کروں گا۔ سب ان کے پیچھے چل دیئے۔ حضرت جعفرؓ نے دربار میں پہنچ کر بادشاہ کو سلام کیا۔ ان لوگوں کے طریق پر سجدہ نہ کیا۔ حاضرین نے ان سے پوچھا تم نے بادشاہ کو سجدہ کیوں نہیں کیا۔ حضرت جعفرؓ نے فرمایا ہم سوائے خدائے عزوجل کے کسی کو سجدہ نہیں کرتے۔ بادشاہ نے پوچھا یہ بات تم نے کب سے اختیار کی۔ حضرت جعفرؓ نے فرمایا اللہ پاک نے ہمارے پاس اپنا رسولؐ بھیجا۔ جس نے ہم لوگوں کو حکم دیا کہ ہم سوائے اللہ عزوجل کے کسی کو سجدہ نہ کریں۔ اور نماز و زکوٰۃ کا حکم فرمایا۔ عمرو بن العاص نے کہا یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آپ کے مخالف ہیں۔ بادشاہ نے پوچھا تم لوگ حضرت عیسیٰؑ اور ان کی والدہ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ حضرت جعفرؓ نے کہا ہم وہی کہتے ہیں جو اللہ پاک نے کہا کہ حضرت عیسیٰ اللہ کے کلمہ اور اس کی ایک روح ہیں۔ جن کو کنواری پاک دامن مریم کی طرف ڈالا گیا۔ جن کو کسی انسان نے ہاتھ نہیں لگایا نجاشی نے ایک تنکا زمین سے اٹھایا اور کہا۔ اے حبشہ کے تمام لوگو اور اے پادری صاحبان اور اے راہبو خدا کی قسم ہم جو کچھ کہتے ہیں اس میں انہوں نے اس تنکے کے برابر بھی اضافہ نہیں کیا۔ اور مسلمانوں کی جماعت کو مخاطب کر کے کہا مرحبا اس ذات گرامی کے لئے جس کے پاس سے تم آئے ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ

بیشک وہ اللہ کے رسول ہیں۔ اور یہ وہی ہیں جن کا ذکر انجیل میں موجود ہے اور یہ وہی ہیں جن کی بشارت حضرت عیسٰی بن مریمؑ نے دی تھی میری سلطنت میں جہاں تمہارا جی چاہے رہو۔

خدا کی قسم اگر یہ حکومت جس میں مَیں پھنسا ہوا ہوں نہ ہوتی تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ صلعم کے نعلین مبارک اٹھانے کا شرف حاصل کرتا۔ پھر قریش کے بھیجے ہوئے وفد (عمرو بن عاص اور عمارہ بن ولید) کے ہدیے واپس کر دینے کا حکم دیا جو واپس کر دیئے گئے۔

حضرت جعفرؓ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلعم نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اور وہاں اسلام کا چرچا ہو گیا تو ہم لوگوں نے نجاشی سے کہا کہ حضور صلعم مدینہ میں پہنچ چکے ہیں اور وہاں اسلام کو غلبہ حاصل ہو گیا ہے۔ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ جانا چاہتے ہیں۔ اس لئے ہمیں واپس چلے جانے کی اجازت دے دیں۔ اس نے کہا بہت اچھا۔ اس نے ہمارے لئے سواریوں اور زادِ راہ کا انتظام کر دیا۔ اور ایک آدمی ہمارے ہمراہ روانہ کیا۔ اور کہا حضور صلعم کی خدمت میں میرا اسلام عرض کریں۔ اور میرے لئے دعائے مغفرت کی درخواست کریں۔

حضرت جعفرؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ وہاں سے چل کر مدینہ طیبہ پہنچے۔ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضور صلعم نے مجھے گلے سے لگا لیا اور فرمایا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھے زیادہ خوشی فتح خیبر سے ہوئی ہے یا جعفرؓ کے آنے (خیبر کا قلعہ بھی اسی دن فتح ہوا تھا جس دن حضرت جعفرؓ آنحضرت صلعم کی خدمت میں پہنچے تھے) حضرت جعفرؓ نے حضور صلعم کے سامنے نجاشی کے نیک سلوک کا ذکر کیا اور کہا کہ اس نے

Marfat.com

گواہی دی ہے۔ کہ
"سوائے اللہ کے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بیشک آپ اللہ کے
رسول ہیں۔"
اور کہا کہ حضور صلعم سے کہنا کہ میرے لئے مغفرت کی دعا فرمائیں۔
حضور صلعم اٹھے وضو فرمایا اور تین مرتبہ یہ دعا مانگی کہ
"اے اللہ نجاشی کی مغفرت فرما۔" تمام مسلمانوں نے اس دعا پر آمین کہی۔

حضرت عبداللہ بن حذافہؓ (فقید المثال جرات)

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار صحابی اور اسلام کے سچے شیدائی تھے۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے جو لشکر روم کی طرف روانہ کیا تھا یہ اس میں شامل تھے۔ رومی انہیں قید کر کے اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے۔ اور کہا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔ بادشاہ نے کہا اگر تم نصرانی ہو جاؤ تو میں تمہیں اپنے ملک و سلطنت میں شریک کر لوں گا۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم اگر تم مجھے اپنا سارا ملک بلکہ تمام بلاد عرب بھی دے دو اور یہ کہو کہ دین سے پلک مارنے تک کے لئے پھر جاؤ تو ہرگز ایسا نہ کروں گا۔ بادشاہ نے کہا تو پھر میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ عبداللہؓ نے کہا اس بات کا تجھے اختیار ہے۔ اس نے اسے سولی پر لٹکانے کا حکم دیا۔ اور تیر اندازوں سے خفیہ طور پر کہا کہ ان پر تیر چلاؤ مگر اس طرح کہ ان کے ہاتھ اور پاؤں کے قریب سے گذریں۔ اور خود حضرت عبداللہؓ پر نصرانیت پیش کرنے لگا۔ حضرت عبداللہ اس حالت میں بھی انکار کرتے رہے۔ پھر اس نے انہیں سولی سے اتار کر ایک دیگ منگوائی جس میں پانی بھرا گیا۔ اور خوب (جوش) دیا گیا۔ پھر دو مسلمان قیدیوں کو منگوایا اور ایک کو اس دیگ میں ڈال دیا۔ اور

حضرت عبداللہؓ سے کہا کہ اگر اب بھی نصرانیت قبول نہیں کرو گے تو تمہارا بھی یہی حشر ہوگا۔ انہوں نے اب بھی انکار کیا۔ اور کہا میری ایک جان کیا چیز ہے۔ اگر ہر ہر بال کے عوض میرے جسم ہی جانیں ہوں اور خدا کی راہ میں ایک ایک کر کے اس دیگ میں ڈال دی جائیں تو بھی تُو مجھے اپنے دین سے پھیر نہیں سکے گا۔

پھر بادشاہ نے کہا اچھا تم میرے سر کا بوسہ لے لو تو میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔ حضرت عبداللہ نے کہا اور میرے تمام مسلمان قیدی بھائی بھی۔ بادشاہ نے کہا ان سب کو بھی چھوڑ دوں گا۔ حضرت عبداللہ نے سوچا کہ اس کا سر چومنے میں ہرج ہی کیا ہے بالخصوص اس لئے کہ اس سے میری اور تمام مسلمان قیدیوں کی رہائی ہوتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس کے قریب جا کر اس کے سر کا بوسہ لیا۔ اس نے سارے مسلمان قیدی حضرت عبداللہ کے حوالے کر دیئے۔ یہ انہیں لے کر حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ساری سرگزشت کہہ سنائی۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا اب ہر مسلمان پر یہ لازم ہے کہ عبداللہ بن حذافہؓ کے سر کو بوسہ دے۔ اس کام کی ابتدا میں خود ہی کرتا ہوں۔ حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور ان کے سر کو بوسہ دیا۔

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ

(محض اللہ ہی کا سہارا)

اسلام قبول کرنے کی وجہ سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم پر مصائب کے جو پہاڑ ٹوٹ رہے تھے محتاج بیان نہیں۔ عثمان بن مظعون محض اس وجہ سے محفوظ تھے کہ انہیں ولید بن مغیرہ نے پناہ دے رکھی تھی۔ ایک دن ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کتنی بری بات ہے کہ میں تو ایک مشرک کی پناہ کی وجہ

سے صبح و شام آرام سے پھر رہا ہوں اور میرے ساتھی اور دینی بھائی بے پناہ ظلم و تشدد کا شکار ہیں۔ یہ میرے نفس کی انتہائی کمزوری ہے۔ میرے لئے ہرگز یہ مناسب نہیں۔ یہ خیال آتے ہی وہ ولید بن مغیرہ کے پاس پہنچے اور کہا کہ اے ابو عبد شمس اب تمہاری ذمہ داری پوری ہو چکی۔ میں تمہاری پناہ تمہارے حوالے کرتا ہوں۔

ولید نے پوچھا اے بھتیجے کس لئے! کیا میری قوم کے کسی شخص نے تمہیں کوئی تکلیف پہنچائی ہے؟

انہوں نے جواب دیا یہ بات نہیں، میں تو اب اللہ کی پناہ میں رہنا چاہتا ہوں اللہ کے غیر کی پناہ مجھے نہیں چاہیئے۔ ولید نے کہا اگر یہ بات ہے تو میرے ساتھ خانہ کعبہ میں چلو اور وہیں چل کر لوگوں کے سامنے میری پناہ واپس کرو۔ جس طرح میں نے سب کے سامنے تمہیں پناہ دی تھی۔ چنانچہ دونوں مسجد الحرام میں گئے اور حضرت عثمان بن مظعون نے لوگوں کے مجمع میں بیان کیا کہ میں نے ولید کو انتہائی وفادار اور اچھا پناہ دینے والا پایا ہے۔ لیکن اب مجھے یہ بات زیادہ محبوب ہے کہ غیر اللہ کی پناہ نہ لوں۔ اس لئے میں نے ان کی پناہ واپس کر دیا ہے یہ کہہ کر حضرت عثمان بن مظعون وہاں سے واپس آرہے تھے کہ قریش کی مجلس میں مشہور شاعر لبید بن ربیعہ کو دیکھا جو اپنا قصیدہ سنا رہے تھے۔ حضرت عثمان بھی وہاں بیٹھ گئے۔ لبید نے جب شعر کا پہلا مصرعہ پڑھا جس کا ترجمہ ہے۔

"تمہیں واضح رہے کہ سوائے اللہ کے ہر شے باطل و بیکار ہے" تو عثمانؓ نے داد دیتے ہوئے کہا" تو نے سچ کہا" لیکن جب اس نے دوسرا مصرعہ پڑھا" ہر نعمت لامحالہ زائل ہو جائے گی" تو عثمان رضی اللہ تعالیٰ نے کہا" تو نے جھوٹ

کہا جنت کی نعمتیں کبھی زائل نہ ہوں گی" بعد اس بات پر بڑا کبیدہ خاطر ہوا اور اس کے مداحوں میں سے ایک شخص نے حضرت عثمانؓ کے متعلق کہہ دیا کہ چھوڑیے یہ شخص تو بیوقوف ہے اور ان بیوقوفوں کا ساتھی جنہوں نے ہمارے دین کو چھوڑ دیا ہے۔ بات بڑھ گئی اور اس شخص نے حضرت عثمانؓ کی آنکھ پر ایسا زوردار طمانچہ مارا جس سے آنکھ سیاہ پڑ گئی۔ ولید بن مغیرہ قریب کھڑا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ کہنے لگا عثمان! تم ایک محفوظ ذمہ داری میں تھے اگر میری پناہ نہ چھوڑتے تو تمہیں یہ تکلیف نہ پہنچتی۔ حضرت عثمانؓ نے کہا خدا کی قسم میری تو دوسری آنکھ بھی خدا کی راہ میں اسی مصیبت کی متمنی ہے۔ اے ابوعبد شمس میں یقیناً اب ایسی ذات کی پناہ میں ہوں جو بڑی غالب اور بڑی قدرت والی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد میں مسیلمہ کذّاب کے خلاف لڑتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

(عظیم جرنیل، جانبازی)

آپ قریش کے بڑے بہادر سپہ سالار تھے۔ صلح حدیبیہ تک ان کی طرف سے اسلامی لشکر کے مقابلے میں لڑتے رہے۔ صلح حدیبیہ کے بعد آپ نے اسلام قبول کر لیا۔ ان کے اسلام لانے کا واقعہ بڑا دلچسپ اور دلکش ہے حضرت خالدؓ خود فرماتے ہیں کہ میں ان تمام جنگوں میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لڑی گئیں قریش کی طرف سے شریک رہا۔ لیکن ہر جنگ سے واپسی پر خیال آیا کرتا کہ میں برا کر رہا ہوں اور یقیناً محمد صلے اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

غالب آکر رہیں گے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلح حدیبیہ کے لئے روانہ ہوئے میں قریش کے سواروں کے ایک دستے پر مامور ہو کر نکلا۔ میں نے دیکھا کہ آپ صلعم نے ہمارے سامنے ظہر کی نماز پڑھائی۔ ہم نے ارادہ کیا کہ نماز ہی کی حالت میں ان پر لوٹ پڑیں۔ ہم نے محسوس کیا کہ رسول اللہ صلعم کو ہمارے اس ارادے کی خبر ہو گئی ہے۔ کیونکہ آپ صلعم نے اپنے صحابہ سمیت نمازِ عصر نمازِ خوف کے طریقہ پر پڑھی۔ اس بات کا ہمارے دل پر بہت اثر پڑا۔ اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ آپ صلعم کی ضرور حفاظت کی جاتی ہے۔ اس لئے ہم ایک طرف ہو گئے۔ اور آپ صلعم بھی ہمارے سواروں کے راستے سے ہٹ گئے۔ جب آپ صلعم نے حدیبیہ میں صلح کی اور قریش نے بغیر لڑے بھڑے آپ کو واپس کر دیا تو میں نے جی میں کہا کہ اب کون سی کسر باقی رہ گئی ہے۔ میں نے سوچا کہ اگر اب نجاشی کی طرف جاتا ہوں تو اس نے خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت قبول کر لی ہے اور اگر ہرقل کی طرف جاتا ہوں تو اپنے دین سے نکل کر نصرانیت اور یہودیت کی طرف جانا پڑتا ہے۔ میں اسی سوچ بچار میں تھا کہ اچانک رسول اللہ صلعم مکہ میں عمرہ قضا کے لئے تشریف لائے۔ میں اپنی سابقہ خطاؤں سے شرمسار ہو کر مکہ سے غائب ہو گیا۔ اور میرے بھائی جو اسلام لا چکے تھے۔ رسول اللہ صلعم کی ہمرکابی میں مکہ میں داخل ہوئے۔ مجھے بہت تلاش کیا لیکن نہ پایا تو مجھے ایک خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا۔

"تعجب ہے کہ تم جیسے عقلمند آدمی نے اب تک اسلام قبول نہیں کیا۔ اسلام سے بھی بھلا کوئی جاہل رہتا ہے؟ تمہارے بارے میں رسول اللہ صلعم نے مجھ سے سوال کیا کہ خالد کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا خدا ان کو ضرور لائے گا۔ آپ صلعم نے فرمایا خالد جیسا انسان اسلام سے ناواقف رہے۔ اگر وہ اپنی کوشش اور سعی اسلام کے ساتھ لگا دے تو ان کے لئے بہتر ہوتا۔ اے میرے بھائی! جو گذرا سو گذرا

Marfat.com

اب تو تلافی مافات کر لو۔"

حضرت خالدؓ کہتے ہیں کہ یہ خط پڑھ کر میرے دل میں اسلام کی محبت جوش زن ہوئی۔ جی چاہا کہ اڑ کر مدینے پہنچ جاؤں۔ مجھے زیادہ خوشی اس بات سے ہوئی کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پوچھا تو ہے۔ اسی دوران میں میں نے یہ خواب دیکھا کہ میں ایک قحط زدہ اور تنگ ملک میں ہوں پھر وہاں سے نکل کر ایک سبز و شاداب اور وسیع ملک میں پہنچ گیا ہوں۔ چنانچہ جب میں مدینہ پہنچ گیا۔ تو میں نے اس خواب کا تذکرہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کیا۔ انہوں نے خواب کی تعبیر میں بتایا کہ وہ تنگ آبادی شرک ہے۔ اور وسیع اور سر سبز آبادی تمہارا دائرہ اسلام میں داخل ہونا ہے۔ بہر حال میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کا پختہ ارادہ کر لیا۔ اب میں اس فکر میں تھا کہ کس کے ساتھ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوں۔ میں نے صفوان بن امیہ سے اس سلسلے میں ملاقات کی اور اس سے کہا کہ دیکھو اب ہماری تعداد منہ میں ایک دو داڑھ کی طرح ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم عرب و عجم پر غالب آ گئے ہیں۔ مناسب یہی ہے کہ ہم آپ صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیں۔ صفوان نے بڑی سختی سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد میں عکرمہ بن ابو جہل سے ملا۔ اور اسے بھی وہی کہا جو صفوان بن امیہ سے کہا تھا۔ انہوں نے بھی وہی جواب دیا جو صفوان بن امیہ نے دیا تھا۔ میں نے ان سے کہا میرے اس راز کو افشا نہ کرنا۔ انہوں نے اس کا وعدہ کر لیا اس کے بعد میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضری کی غرض سے تنہا ہی چل کھڑا ہوا۔ راستے میں عثمان بن طلحہؓ سے میری ملاقات ہوئی۔ میرے جی میں آئی کہ یہ میرا دوست ہے کیوں نہ اس سے بھی ذکر کر دوں چنانچہ میں نے اس سے کہا کہ اب تو ہم لوگوں کی مثال بھٹ میں گھسی ہوئی لومڑی جیسی ہے اس پر ایک ڈول پانی ڈال دیا جائے تو وہ نکل بھاگے گی۔ اس سلسلہ گفتگو میں وہ بات بھی آ گئی۔ جو پہلے دو آدمیوں سے کہی تھی۔ وہ فوراً آمادہ ہو گیا۔ صبح اندھیرے

اندھیرے ہم چل کھڑے ہوئے۔ راستے میں حضرت عمرو بن عاصؓ سے ہماری ملاقات ہوئی۔ اس نے پوچھا تم دونوں کہاں کا ارادہ کر کے جا رہے ہو۔ ہم نے کہا تم بھی تو کہو کہاں جا رہے ہو۔ انہوں نے پھر ہم سے سوال کیا پہلے تم بتاؤ کس ارادے سے نکلے ہو۔ ہم نے کہا اسلام میں داخل ہونے۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے کہا یہی چیز مجھے بھی لئے جا رہی ہے۔ اب ہم تینوں ساتھ ہو لئے اور مدینہ جا پہنچے۔ رسول اللہ صلعم کو ہماری آمد کی اطلاع ملی تو بہت خوش ہوئے۔ ہم نے نہا دھو کر صاف کپڑے پہنے۔ اور رسول اللہ صلعم کی بارگاہ میں حاضری کا قصد کیا راستے میں میرا بھائی ولید ملا۔ وہ کہنے لگا رسول اللہ صلعم تمہاری آمد سے بہت خوش ہیں اور تمہارا انتظار فرما رہے ہیں۔ ہم نے قدم بڑھا دیئے اور آپ صلعم کی خدمت میں جا حاضر ہوئے۔ آپ صلعم میری طرف دیکھ کر مسکرا دیئے۔ میں نے سلام کیا۔ آپ صلعم نے بڑی خندہ پیشانی سے میرے سلام کا جواب دیا۔ میں نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

آپؐ نے مجھے اپنے قریب بٹھا لیا۔ اور فرمایا "اللہ ہی کے لئے حمد و ثنا ہے جس نے تمہیں ہدایت دی" تمہاری عقل و دانش کو دیکھ کر مجھے پہلے ہی سے یہ امید تھی کہ اللہ پاک ضرور تمہیں اس خیر کی توفیق دے گا۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم میں بڑا خطاکار ہوں۔ آپ صلعم سے لڑنے کے وہ تمام مناظر اور حق سے عناد کرنے کے وہ تمام واقعات میرے پیش نظر ہیں دعا فرمائے کہ اللہ ان سب کو میرے لئے معاف فرمائے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اسلام اس سے پہلے کے تمام گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔ اس کے بعد حضور صلعم نے میرے لئے دعا فرمائی۔ اور میرے بعد حضرت عثمان بن طلحہؓ اور حضرت عمرو بن عاصؓ آگے بڑھے اور آپ صلعم کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کی۔ یہ واقعہ صفر ۸ ہجری کا ہے

Marfat.com

اسلام قبول کر لینے کے بعد خالدؓ بن ولید نے اسلامی لشکر کے سپہ سالار کی حیثیت سے دشمنان اسلام کو لرزہ براندام کر دیا۔ غزوہ موتہ میں گیارہ تلواریں ان کے ہاتھ سے ٹوٹیں۔ عرب کے لئے ہرمز سے زیادہ بڑا کوئی دشمن نہ تھا۔ کاظمہ کے مقام پر اس کے بہت بڑے لشکر کے ساتھ حضرت خالد بن ولیدؓ نے تھوڑی سی فوج کے ساتھ مقابلہ کیا۔

ایران اور پھر شام کی فتوحات میں حضرت خالدؓ کی خدمات نمایاں تھیں۔ آپ نے ان علاقوں کی فتوحات کے دوران اعلیٰ عسکری صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا جو آپ کو دنیا کے عظیم ترین جرنیلوں میں ممیز کرتی ہیں۔

اس مقابلے میں ہرمز قتل ہوا اور اس کی فوج کو شکست فاش ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اس فتح کی خبر ہوئی تو انہوں نے ہرمز کا تمام سامان حصہ غنیمت سے زائد انعام کے طور پر حضرت خالدؓ کو دے دیا۔

جب حضرت خالدؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو کہنے لگے زندگی میں بڑے معرکے مارے۔ لیکن شہادت کی حسرت رہ گئی! میرے جسم کا کوئی حصہ ایسا نہیں جس پر تیر تلوار یا نیزہ کا زخم نہ ہو۔ لیکن افسوس! آج میں بستر پر اپنی موت مر رہا ہوں جس طرح اونٹ مرتا ہے۔

حضرت ابوجندل بن سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کا نام عاص اور کنیت ابوجندل تھی۔ یہ اس وقت مشرف باسلام ہوئے جب ان کا اسلام دشمنی سے تیرہ و تار ہو رہا تھا۔ ابوجندل کے والد سہیل نے اسلام قبول کرنے کے جرم میں ان کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر قید کر دیا۔ اور وہ کئی برس تک قید کی سختیاں برداشت کرتے رہے۔

Marfat.com

سنہ ۶ ہجری میں صلح حدیبیہ کے موقع پر ان کے والد سہیل قریش کی جانب سے معاہدہ صلح لکھانے کے لئے آئے۔ جب معاہدہ کی کتابت شروع ہوئی اور یہ دفعہ زیر بحث آئی کہ "قریش کا جو آدمی (خواہ وہ مسلمان ہی ہو) مسلمانوں کے پاس چلا آئے گا مسلمان اسے واپس کرنے پر مجبور رہوں گے"۔

ابھی اس پر بحث ہو رہی تھی اور معاہدہ قلمبند نہیں ہوا تھا کہ ابو جندل بیڑیاں پہنے ہوئے کسی طرح موقع پا کر وہاں پہنچ گئے اور خود کو مسلمانوں کے سامنے ڈال دیا۔ اس کے باپ نے اسے واپس لے جانا چاہا۔ حضور صلعم نے فرمایا ابھی صلح نامہ مکمل نہیں ہوا اسے یہیں رہنے دو۔

سہیل نے کہا اگر ابو جندل کو واپس نہ کیا گیا تو ہمیں کسی شرط پر صلح منظور نہیں سہیل کے اصرار پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے واپس کرنے پر رضامند ہو گئے تو ابو جندل نے اس تشدد کے نشان مسلمانوں کو دکھائے جو اس پر کیا جاتا تھا۔ اور کہا مسلمانو! کیا تم پھر مجھے کفار کا نشانہ ستم بنانے کے لئے کافروں کے حوالے کئے دیتے ہو۔ ابو جندل کی فریاد پر حضرت عمرؓ بہت متاثر ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ کیا آپ پیغمبر برحق نہیں ہیں؟ اور ہم حق اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں۔ فرمایا بیشک ہیں۔ عرض ہے پھر ہم کیوں دب کر صلح کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں خدا کا پیغمبر ہوں اور اس کے حکم کی نافرمانی نہیں کر سکتا۔ اس لئے ان کو پا بجولاں واپس کر دیا

ابو جندل نے پھر فریاد کی کہ مسلمانو! کیا میرے مذہب میں رخنہ ڈلوانے لئے مجھے قریش کے حوالے کرتے ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دل داری کی۔ اور فرمایا ابوجندل صبر و ضبط سے کام لو۔ خدا تمہارے لئے اور دوسرے مسلمانوں کے لئے کوئی بہتر راستہ پیدا کردے گا۔ ہم صلح کر چکے ہیں اور صلح کے بعد ان سے بدعہدی نہیں کر سکتے اس کے بعد چون و چرا کی کوئی گنجائش نہیں تھی اس لئے راضی برضا ہو کر قریش کے آدمیوں کے ساتھ واپس چلے گئے جس طرح ابوبصیرؓ کو جو اسی طرح قریش کی قید سے بھاگ کر آئے۔ اور واپس کر دیئے گئے تھے۔ یہ بھی ابوبصیرؓ اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ جا ملے اور مدینہ کے ساحلی مقامات کی طرف نکل گئے چند دنوں میں ان کی خاصی جماعت بن گئی۔ اتفاق سے قریش کے تجارتی قافلے ادھر سے ہو کر گذرتے تھے۔ جب کوئی قافلہ گزرتا تو یہ لوگ اہل قافلہ کو قتل کر کے ان کا سامان لوٹ لیتے۔ اس سے قریش کی تجارت خطرے میں پڑ گئی چنانچہ انہوں نے ایک وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا اور عہدنامے میں سے اس دفعہ کو نکال دیئے جانے کی استدعا کی۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آزاد گروہ کو لکھ بھیجا کہ ابوجندلؓ اور ابوبصیرؓ ہمارے پاس چلے آئیں۔ ابوبصیرؓ بیمار تھے۔ ان پر نزع کا عالم طاری تھا۔ یہ فرمان نبویؐ پڑھتے پڑھتے ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی البتہ ابوجندلؓ اس کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ مدینہ آنے کے بعد تمام غزوات میں انہوں نے شرکت کی سعادت حاصل کی اور بہادری کے خوب خوب جوہر دکھائے۔

حضرت ابودجانہ انصاریؓ

سماک بن خرشہ نام۔ ابودجانہ کنیت تھی اور اسی سے تاریخ اسلام میں

Marfat.com

مشہور ہیں۔ آنحضرت صلعم کی مدینہ میں آمد سے قبل اسلام قبول کیا۔ آنحضرت صلعم کی آمد کے بعد وہ آپ صلعم کے دل وجان سے فدائی بن گئے۔ اور سید الانام کی جانثاری اور رفاقت کو اپنی زندگی کا شعار بنالیا۔

حضرت ابودجانہؓ میدان رن کے شہسوار تھے۔ اور تیغ زنی میں اپنا جواب نہ رکھتے تھے۔ غزوات نبوی کا سلسلہ شروع ہوا تو انہوں نے ہر معرکے میں اپنی شجاعت و بہادری کی دھاک بٹھادی غزوہ بدر کے موقعہ پر ایک قوی ہیکل درندہ صفت کافر، کفار کی صفوں کو چیرتا ہوا آنحضرت صلعم کی شان میں گستاخی کرتا ہوا پکار رہا تھا۔

"اے گروہ قریش! اس شخص سے ہرگز ہاتھ نہ روکنا جو قاطع رحم اور قبیلوں میں پھوٹ ڈالنے والا ہے۔ آج میں اس کو مار ڈالوں گا یا خود اپنی جان دے دوں گا"

پرستاران حق اس پکار کو سن کر بیتاب ہو گئے۔ معاً ان کی صفوں میں سے حضرت ابودجانہ سر پر سرخ کپڑے کی پٹی باندھے ہوئے باہر نکلے اگرچہ جسم و طاقت کے لحاظ سے اس کافر کے ساتھ آپ کا کوئی مقابلہ نہ تھا۔ تاہم آپ عشق رسولؐ سے سرشار تھے۔ اسی نشہ میں آگے بڑھے اور ایک ہی وار میں اس گستاخِ رسولؐ کو واصل جہنم کر دیا۔ اللہ اللہ عشق بھی کیا چیز ہے۔

عقل عیار ہے۔ سو بھیس بنا لیتی ہے
عشق بیچارہ نہ مُلّا ہے۔ نہ زاہد نہ حکیم

غزوہ احد کے موقعہ پر آنحضرت صلعم نے ایک تلوار اپنے دست مبارک سے حضرت ابودجانہؓ کے حوالے کی اور کہا کہ اس کا حق ادا کرو حضرت ابودجانہؓ نے بڑی پامردی اور ہمت سے جنگ لڑی۔ اور بڑے بڑے

Marfat.com

کافروں کو قتل کیا۔ جب ایک اتفاقی غلطی سے لڑائی کا پانسہ پلٹ گیا اور کفار نعوذباللہ آنحضرت صلعم کو قتل کرنے کے درپے تھے۔ تو حضرت ابودجانہؓ ان چند عشاق رسول اللہ صلعم میں سے تھے۔ جنہوں نے آپ صلعم کو گھیرے میں لے لیا اور کفار کے تابڑتوڑ حملوں کو اپنے جسم پر جھیلا۔ حضرت ابودجانہ زخم پر زخم کھائے جاتے۔ لیکن کسی مشرک کو آنحضرت صلعم کے قریب نہ پھٹکنے دیا۔ جب مشرکین پسپا ہو گئے تو ابودجانہؓ کی یہ حالت تھی کہ ان کے جسم کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا۔ جو مجروح نہ ہوا تھا۔ سرور عالم صلعم ان کی شجاعت اور استقامت سے بہت مسرور ہوئے اور فرمایا "ابودجانہ خوب لڑے ہو" بدر و احد دوسرے تمام غزوات میں حضرت ابودجانہ نے بے مثال جرأت و شجاعت سے سرور کونین صلعم کی جاں نثاری کا حق ادا کیا۔

قصہ حضرت سعید بن عامر بن جذیم جمحیؓ
(ایک لاثانی گورنر)

حضرت خالد بن معدانؒ فرماتے ہیں کہ حمص میں ہم لوگوں پر حضرت عمرؓ نے حضرت سعید بن عامر بن جمحی کو عامل مقرر کیا۔ جب حضرت عمرؓ حمص تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا اے حمص کے لوگو! تم نے اپنے عامل کو کیسا پایا۔ ان لوگوں نے حضرت سعیدؓ کی شکایت حضرت عمرؓ سے کی۔ چونکہ اہل حمص اپنے عاملوں کی شکایت زیادہ کیا کرتے تھے اس لئے حمص کو کوفتہ الصغریٰ کہا جاتا تھا (یعنی چھوٹا کوفہ) چنانچہ ان لوگوں نے کہا ہمیں چار باتوں کی شکایت ہے۔ جب تک دن نہیں چڑھ جاتا ہم لوگوں کی طرف یہ نہیں نکلتے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ تو بہت بڑی بات ہے اور فرمایا اور کیا ہے؟ لوگوں نے کہا رات کے وقت کسی کو جواب نہیں دیتے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ بھی بڑی بات ہے۔ اور فرمایا اور کیا ہے ان لوگوں کہا ان کے لئے مہینہ میں ایک ایسا دن

Marfat.com

ہے۔ جس میں یہ ہماری طرف بالکل نہیں نکلتے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ بھی بڑی بات ہے۔ اور فرمایا اور کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہفتہ عشرہ میں ایک دن ایسی گھٹن ہوتی ہے کہ جس سے یہ قریب المرگ ہو جاتے ہیں۔ جیسے کہ انہیں موت آرہی ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے انہیں اور لوگوں کو ایک جگہ جمع کیا اور کہا کہ اے میرے اللہ! آج کے دن سعید بن عامرؓ کے بارے میں میری رائے کو ٹوٹا کام نہ کر (لوگوں سے کہا) تم لوگوں کو ان سے کیا شکایت ہے۔ لوگوں نے کہا جب تک دن نہیں چڑھ جاتا ہماری طرف نہیں نکلتے ہیں۔ سعید بن عامرؓ نے فرمایا خدا کی قسم میں اس بات کے تذکرہ کو اچھا نہیں سمجھتا تھا لیکن کہنی پڑی) میرے گھر والوں کے لئے کوئی خادم نہیں۔ میں اپنا آٹا گوندھتا ہوں۔ پھر میں بیٹھتا ہوں تا کہ خمیر اٹھ جائے۔ پھر اپنی روٹی پکاتا ہوں اس کے بعد وضو کرتا ہوں۔ پھر ان کی طرف نکلتا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اور ان کی شکایت کیا کرتے ہو۔ لوگوں نے کہا رات میں کسی کو جواب نہیں دیتے حضرت عمرؓ نے فرمایا سعید کیا کہتے ہو۔ انہوں نے کہا میں اس کے تذکرہ کو مکروہ سمجھتا تھا۔ (مگر کہنی ہی پڑی) میں نے دن ان کے لئے مقرر کر رکھا ہے اور رات اللہ عزوجل کے لئے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اور کس چیز کی شکایت کی لوگوں نے کہا ان کے لئے مہینہ میں ایک دن ہے کہ اس میں ہماری طرف نہیں نکلتے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ اے سعید کیا کہتے ہو؟ حضرت سعیدؓ نے فرمایا میرے لئے کوئی خادم کہ میرا کپڑا دھو دے اور نہ میرے پاس کوئی اور کپڑا ہے کہ اسے بدل لوں۔ (یہ دن ان کے دھونے اور سکھانے میں لگاتا ہوں حضرت عمرؓ نے فرمایا اور تمہاری کیا شکایت ہے۔ لوگوں نے کہا ہفتہ عشرہ میں ایک دن انہیں موت کی سی گھٹن ہوتی ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا سعید کیا کہ

Marfat.com

حضرت سعیدؓ نے فرمایا کہ میں حضرت خبیبؓ انصاری کے قتل کی جگہ مکہ معظمہ میں حاضر تھا اور قریش نے ان کے گوشت پارچہ کئے۔ پھر ان کو سولی پر لٹکا دیا تھا اس کے بعد قریش نے ان سے پوچھا کہ کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ محمدؐ تمہاری جگہ ہوتے (یعنی سولی پر) انہوں نے کہا خدا کی قسم میں تو یہ پسند نہیں کرتا کہ میں اپنے گھر اور بال بچوں میں ہوں۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کانٹا چبھے، اس کے بعد آواز دی یا محمدؐ! پس جب کبھی مجھے وہ دن یاد آتا ہے۔ اور یہ بات کہ میں نے ان کی امداد اس حالت میں نہیں کی۔ کیونکہ میں ان دنوں مشرک تھا۔

حضرت عبداللہؓ بن مخرمہ عامریؓ

حضرت عبداللہؓ نے نوجوانی ہی میں اسلام کی دعوت پر لبیک کہی۔ قریش مکہ کے روح فرسا مظالم کے باوجود آپ نے آنحضرت صلعم کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس قہر و غضب کو اپنی طرف دعوت عام دیا۔ آپ کا شمار عربوں کے بہادر نوجوانوں میں ہوتا تھا۔ ان کے قبول حق کی خبر مشرکین مکہ پر بجلی بن کر گری۔ انہوں نے نوجوان عبداللہ کو اپنے آبائی مذہب پر لوٹانے کے لئے ترغیب و تخویف کا ہر حربہ استعمال کیا۔ لیکن حق کا نشہ ایسا نہیں تھا جسے جبر و ظلم کی ترشی زنار دیتی۔ حضرت عبداللہؓ نے کسی شیطانی حربے کو پرکاہ کے برابر بھی وقعت نہ دی۔ دوسرے بلاکشان اسلام کی طرح وہ بھی مشرکین کے جور و ستم کا ہدف بن گئے، انہوں نے مار پیٹ، طعن و تشنیع اور تمسخر و استہزا کی صورت میں اپنے ترکش کے سارے تیر عبداللہ پر خالی کر دیئے۔ لیکن ان کے پائے استقامت میں عمر بھر کے لئے ہی اسلام اور آنحضرت صلعم سے وابستگی میں لغزش نہ آئی۔ جب مشرکین کی ایذا رسانی کا سلسلہ حد سے گذر گیا۔ تو آنحضرت صلعم نے حضرت عبداللہؓ کو ہدایت فرمائی کہ جب بھی

Marfat.com

[illegible]

[illegible]

[illegible]

... بے تاب رہتا تھا۔

دعا کی ... تھی۔

"الٰہی مجھے ... اس وقت تک ... جب تک میرے جسم کا ایک ایک حصہ ... زخموں سے چور نہ ہو جائے"

چنانچہ آپ کی یہ دعا مرتدین کے خلاف مشہور جنگ "یمامہ" میں قبول ہوئی جب آپ کا جسم زخموں سے چھلنی ہو چکا تو آپ زمین پر گر پڑے۔

رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔ اتنی نقاہت کے باوجود روزہ توڑنا گوارا نہ فرمایا

Marfat.com

شام کے وقت روزہ ہی کی حالت میں اس جہان فانی سے کوچ فرما گئے۔ علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں کہ آپ نہایت عابد و زاہد اور صاحب علم و عمل تھے۔

حضرت عمرو بن عَبسہ

حضرت عمرؓ کا تعلق قبیلہ بنو سلیم سے تھا۔ آپ بچپن ہی سے نیک سیرت تھے بتوں سے ہوش سنبھالتے ہی نفرت کرنا شروع کر دی۔ آنحضرت صلعم کی نبوت کی اطلاع پاتے ہی آپ مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اتفاق سے بازار عکاظ میں آنحضرت صلعم کو لوگوں میں دعوت توحید دیتے مشغول پایا۔ مشرکین کا جمع غفیر آنحضرت صلعم کے گرد و پیش کھڑا تمسخر و مذاق اڑا رہا تھا۔ طوفان بدتمیزی برپا تھا۔ حضرت عمرؓ نے آنحضرت صلعم کے صبر و تحمل اور بردباری کا جو مظاہرہ دیکھا فوراً ہی آنحضرت صلعم کے مداح بن گئے آپ صلعم سے دعوت کا تعارف جانا اور فوراً ہی اسے حق جان کر اختیار کر لیا۔

سعادت اسلام حاصل کرنے کے بعد حضرت عمرؓ اپنے وطن واپس چلے گئے یہاں تک کہ خیبر تک کے غزوات گذر گئے۔ فتح مکہ سے کچھ عرصہ پہلے، حضرت عمرؓ کا گذر صحرائی بستی سے ہوا۔ آنحضرت صلعم کے بارے میں جان کر کہ مکہ سے مدینہ چلے گئے ہیں بے تاب ہو گئے۔ فوراً مدینہ کی راہ ٹھان لی۔ مدینہ پہنچ کر اونٹنی کو کسی چیز سے باندھے بغیر آنحضرت صلعم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے نہایت ادب سے سلام کرنے کے بعد یوں عرض کیا۔

"یارسول اللہ کیا آپ مجھ کو پہچانتے ہیں؟"

آنحضرت صلعم نے فرمایا' ہاں۔ تم وہی ہو نا جو چند سال پہلے مجھے مکہ میں ملے تھے اور میری رسالت کی تصدیق کی تھی۔

حضرت عمرؓ نے عرض کیا "بے شک یارسول اللہ میں وہی ہوں!"

Marfat.com

حضرت عمرؓ نے اس کے بعد مدینہ منورہ میں مستقلاً اقامت اختیار کر لی۔ فتح مکہ اور غزوہ طائف میں آپ نے شرکت کی۔ غزوہ طائف کے موقعہ پر آنحضرت صلعم کے ارشاد پر یکے بعد دیگرے ۲۰ تیر چلائے۔

مدینہ منورہ میں قیام کے بعد حضرت عمرؓ کی اسلام اور آنحضرت صلعم کے ساتھ وابستگی و محبت میں بے پناہ اضافہ ہوا۔ اکثر وقت آنحضرت صلعم کی صحبت میں گذارتے اور فیضان نبوت سے مستفید ہوتے۔ آنحضرت صلعم سے جدائی ان کے لئے ہرگز گوارا نہ تھی۔

آپ صلعم کی رحلت کی خبر آپ پر بجلی بن کر گری۔ اور کافی دنوں غم و ضملال میں گذر گئے۔

اتباع رسولؐ، عشق رسولؐ، زہد و ورع، خشیت الٰہی اور حق گوئی حضرت عمرؓ کے بہترین اوصاف تھے

حضرت عبداللہ بن ابوبکرؓ

آپ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے فرزند تھے۔ اور حضرت اسماء کے برادر حقیقی تھے آپ کو اسلام قبول کرنے کی سعادت اوائل بعثت میں ہی نصیب ہوئی۔ یوں سابقون الاولون کی جماعت میں شامل ہوئے۔ ہجرت نبوی کے وقت آپ جوانی کی منزلیں طے کر رہے تھے۔ لیکن بڑے سمجھ دار اور معاملہ فہم تھے۔

آنحضرت صلعم نے جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کی معیت میں ہجرت کے سفر کا آغاز کیا تو حضرت عبداللہ کو اس بات پر مامور کیا کہ وہ غار ثور میں جہاں ان دونوں اصحاب نے تین روز تک قیام فرمانا تھا حاضر ہو کر کھانا پہنچانا تھا اور ساتھ ہی قریش مکہ کی دنیا بھر کی سازشوں اور منصوبوں کا پتہ بھی بتانا تھا" حضرت عبداللہ نے باوجودیکہ اس مہم کے کٹھن اور نازک ہونے کے بخوشی اپنے ذمہ لیا

اور بطریق احسن بڑی رازداری کے ساتھ اسے نباہا۔ وہ دن بھر مشرکین قریش کے منصوبوں کا کھوج لگایا کرتے اور رات کو غارِ ثور میں پہنچ کر آنحضرت صلعم اور حضرت ابوبکرؓ کو آگاہ کر دیتے۔ اور پھر وہیں سو جاتے۔ طلوع فجر سے پہلے اٹھ کھڑے ہوتے اور خاموشی سے مکہ میں واپس آجاتے۔

حضرت عبداللہؓ آنحضرت صلعم اور حضرت ابوبکرؓ کے اہل خانہ کے ہمراہ حضرت زیدؓ کی معیت میں مدینہ پہنچے۔ آپ نے تقریباً ہر غزوہ میں حصہ لیا۔ طائف کے محاصرہ کے دوران وہ ایک دن دشمن کی جانب سے آنے والے تیر لگنے سے زخمی ہوئے اور یہی زخم بعد میں ان کی موت کا سبب بنا۔ حضرت عبداللہ کا انتقال، آنحضرت صلعم کی وفات کے کچھ عرصہ بعد ہوا۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت ابوبکرؓ نے پڑھائی اور میت کو آپ، حضرت عمر فاروقؓ اور طلحہ بن عبیداللہؓ نے اتارا۔

آپ کو نہ صرف سبقت فی الاسلام اور ہجرت کا شرف حاصل ہوا۔ بلکہ ہجرت نبویؐ کے موقعہ پر آنحضرت صلعم کی خاطر جس طرح اپنی جان کو خطرے میں ڈالا، ایسی سعادت بہت کم صحابہ کے حصہ میں آئی۔ آپ کو آنحضرت صلعم کے ساتھ دلی لگاؤ تھا۔ آپؐ کے ہر حکم کی اطاعت کرنا آپ فخر محسوس کرتے تھے۔ اتباع رسول اللہ صلعم میں آپ کا رتبہ بہت بڑا بلند ہے۔

حضرت ابیّ بن کعب انصاریؓ

حضرت ابیّ بن کعبؓ کا شمار تاریخ اسلام کی ان عظیم الشان شخصیتوں میں ہوتا ہے جن کو دربار رسالت میں نہایت ممتاز درجہ حاصل تھا۔ آپ کا شمار انصار کے تعلیم یافتہ لوگوں میں ہوتا تھا۔

حضرت ابی نے اسلام قبول کرنے کے بعد مکہ میں جا کر بیعت عقبہ ثانیہ کے موقعہ پر

Marfat.com

آنحضرت صلعم کے دست مبارک پر بیعت کی۔ ہجرت کے بعد حضرت ابیؓ کو سب سے پہلے وحی لکھنے کا شرف حاصل ہوا۔ مواخاۃ کے نتیجہ میں آپ کو حضرت سعید بن زیدؓ کا اسلامی بھائی بنایا گیا۔

حضرت ابیؓ کو آنحضرت صلعم سے بے پناہ عشق و محبت تھی۔ اور کلام الٰہی سے بھی گہرا شغف تھی۔ چنانچہ وہ اپنے وقت کا بیشتر حصہ بارگاہ نبویؐ میں گذارتے تھے۔ آنحضرت صلعم ان کو قرآن سناتے اور حفظ کراتے اور کتابت وحی کی بھی خدمت لیتے تھے۔ اس طرح انہیں بارگاہ نبویؐ میں خصوصی تقرب حاصل ہو گیا تھا۔ ان کی قرأت آنحضرت صلعم کو بڑی پسند تھی۔ ایک مرتبہ فرمایا" لوگوں میں سب سے بڑے قاری ابی ابن کعب ہیں۔

آنحضرت صلعم کے سحاب لطف و کرم حضرت ابیؓ پر ایسا جھوم جھوم کر برسا کہ وہ عہد رسالت میں ہی منصب درس و افتاء پر فائز ہو گئے۔ لوگ ان سے قرآن پڑھنے اور مختلف مسائل دریافت کرنے آتے تھے۔ حضرت ابیؓ بھی آنحضرت صلعم پر دل و جان سے فدا تھے۔ آپؐ کی جدائی حضرت ابیؓ کو چنداں گوارا نہ تھی اکثر وقت آنحضرت صلعم کی ہی صحبت میں گزرتا۔ غزوات میں بھی آپ نے حصہ لیا۔ نازک لمحات میں آنحضرت صلعم کی ڈھال بن کر حفاظت کی۔

حضرت ابی علم و فضل کا مجمع البحرین تھے۔ وہ نہ صرف قرآن بلکہ حدیث اور فقہ کے زبردست عالم تھے۔ حضرت ابیؓ کی شخصیت علم اور عمل دونوں کی جامع تھی۔ بد لمحات سے اجتناب کرتے تھے۔ ہر کام میں سنت نبوی کو مقدم جانتے تھے۔

تقدم فی الاسلام، حب رسولؐ، شوق جہاد، شغف قرآن و حدیث اور جذبہ اصلاح و تبلیغ آپ کے خاص وصف تھے۔

(فنافی الرسولؐ)
حضرت سعد بن ربیع انصاریؓ

حضرت سعدؓ کا تعلق مدینہ منورہ کے قبیلہ خزرج سے تھا۔ آپ مدینہ کے ان چند اصحاب میں سے تھے۔ جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ ۱۳ نبوت میں آپ نے اسلام کی دعوت پر لبیک کہی۔ آپ بیعت عقبہ ثانیہ کے موقعہ پر ان اصحاب میں شامل تھے۔ جنہوں نے آنحضرت صلعم کے ساتھ ان الفاظ میں پیمان وفا باندھا تھا۔

"یا رسول اللہ! رب ذوالجلال کی قسم۔ ہم ہر حال میں اپنی جانوں اور مالوں کے ساتھ آپ کی مدد اور حفاظت کریں گے۔"

بیعت کے بعد آنحضرت صلعم نے مدینہ میں دعوت حق کو پھیلانے کے لئے بارہ نقیب مقرر کئے۔ حضرت سعدؓ بھی ان میں سے ایک تھے۔ ہجرت کے بعد آنحضرت صلعم نے آپ کا بھائی چارہ حضرت عبدالرحمان بن عوف سے کرایا۔ حضرت سعدؓ میں اسلام اور آنحضرت صلعم کے حکم کی اطاعت کا جذبہ اس قدر کارفرما تھا کہ آپ نے اپنی ایک بیوی کو طلاق دے کر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے عقد میں دینا چاہی۔ حضرت سعدؓ کو غزوہ بدر میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اور بڑی سرفروشی کا مظاہرہ کیا۔

جنگ احد میں آپ کا شمار ان چند معدودے صحابہ میں ہوتا ہے، جو افراتفری کے عالم میں بھی آنحضرت صلعم کے گرد و پیش لڑتے رہے۔ آپ بڑی جانبازی اور بہادری کے ساتھ لڑے۔ یہاں تک کہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے گر پڑے۔ حضرت سعدؓ کو آنحضرت صلعم سے بڑی محبت والفت تھی۔ آنحضرت صلعم کو بھی آپ سے لگاؤ تھا۔ جنگ کے بعد حضرت سعدؓ نظر

Marfat.com

نہ آئے تو صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا "کوئی ہے جو سعد بن ربیع کی خبر لائے!
حضرت ابی بن کعب رضؓ نے عرض کیا۔ میں جاتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ میدان جنگ میں گئے۔ اور لاشوں کے درمیان پھر کر سعد بن ربیع کو تلاش کرنے لگے۔ بار بار ان کا نام لے کر پکارتے تھے لیکن کوئی جواب نہ ملتا تھا۔

آخر انہوں نے بآواز بلند یہ الفاظ کہے "سعدؓ اگر زندہ ہو تو جواب دو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے پاس بھیجا ہے" اس وقت حضرت سعدؓ کا دم واپسیں رسول اللہ صلعم کا اسم گرامی سنا تو اپنے اندر ایک توانائی محسوس کی۔ روح اور جسم کی تمام قوتوں کو یکجا کر کے ضعیف و کمزور آواز میں پکارا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں میرا اسلام عرض کر دینا اور میرے انصاری بھائیوں سے کہہ دینا۔ اگر آج خدانہ کرے رسول اللہ صلعم شہید ہو گئے۔ اور تم سے کوئی ایک بھی زندہ بچا تو اللہ کو ہرگز منہ نہ دکھا سکو گے اور اس کے سامنے تمہارا کوئی عذر قبول نہیں ہوگا ہم نے لیلتہ العقبہ میں رسول اللہ صلعم پہ جان و مال فدا کرنے کا حلف اٹھایا تھا۔

یہ کہا اور ہچکی لے کر ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گئے۔

ایک شاعر نے اس واقعہ کو ان اشعار میں منظوم کیا ہے۔

ارشاد مصطفیٰ ہوا ہنگام ختم جنگ — کیا سعد بن ربیعؓ سے کوئی باخبر ہے فرد
بیحد تلاش اور بہت جستجو کے بعد — زخمی سپاہیوں میں نظر آیا نیک مرد
دم توڑتا تھا خون میں نہایا ہوا تھا سعدؓ — دل میں مگر تھا عشق رسول خدا کا درد
فرمایا تھوڑی دیر کا بس مہمان ہوں — اے مہربان! حضورؐ کو پہنچا سلام جلد
پیغام قوم کو یہی بالاختصار ہے — باقی ہے روح جسم میں قائم ہے گر چند
دشمن نہ آنے پائے رسول خدا کے پاس — روز حساب ہوگا، ہر ایک عذر در نہ رد

Marfat.com

حضرت ابیؓ نے حضرت سعدؓ کے آخری الفاظ آنحضرت صلعم کی خدمت میں عرض کئے تو آپؐ نے فرمایا۔

"اللہ سعدؓ کو اپنے دامنِ رحمت میں جگہ دے۔ زندگی اور موت دونوں میں اللہ اور اللہ کے رسول کے ہی خواہ رہے"۔

حضرت سعدؓ اپنے جوشِ ایمان، عشقِ رسولؐ اور جذبہ ایثار و اخلاص کی وجہ سے صحابہ میں عزت و احترام کی نظروں سے دیکھے جاتے تھے۔

حضرت حبیب بن زید انصاریؓ

حضرت حبیبؓ اس جلیل القدر ماں کے بیٹے تھے۔ جن کے بارے میں آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا۔ میں جنگ احد میں حضرت ام عمارہؓ کو برابر اپنے دائیں بائیں لڑتے دیکھتا تھا۔ اور جس کے حق میں آنحضرت صلعم نے دعا مانگی تھی۔

اے اللہ! ام عمارہؓ کو جنت میں میرے ساتھ رکھیو!

حضرت حبیبؓ کا تعلق قبیلہ خزرج کے خاندان بنو نجار سے تھا۔ آپ کے باپ بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے۔ آپ جنگ احد میں اپنی والدہ اور بھائی کے ساتھ آنحضرت صلعم کے ہمرکاب تھے۔ اور آخر تک بڑی ثابت قدمی سے لڑتے رہے۔

آنحضرت صلعم کی رحلت کے بعد مسلمہ کذاب نے نبوت کا دعوےٰ کیا اور لوگوں کو اپنی طرف کھینچنے لگا۔ اسی زمانہ میں ایک دن حضرت حبیبؓ عمان سے مدینہ آ رہے تھے۔ کہ اس ظالم کے ہاتھ پڑ گئے اس نے ان سے پوچھا "محمدؐ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے"۔

حضرت حبیبؓ نے جواب دیا۔ "وہ خدا کے سچے رسول ہیں"۔

Marfat.com

مسلیمہ بولا "نہیں، کہو کہ مسلمہ اللہ کا سچا رسول ہے!"

حضرت حبیبؓ نے نہایت حقارت سے اس کی بات مسترد کر دی۔ ظالم مسلیمہ نے تلوار کے ایک وار سے ان کا ہاتھ شہید کر ڈالا۔ اور ان سے کہا "اب میری بات مانو گے کہ نہیں؟" حضرت حبیبؓ نے جواب دیا "ہر گز نہیں" مسلیمہ نے اب ان کا دوسرا ہاتھ بھی شہید کر ڈالا۔ اور کہا اب بھی میری رسالت تسلیم کر لو۔

اس عاشقِ رسولؐ نے کہا ہر گز نہیں، ہر گز نہیں! اور کلمہ شہادت باآوازِ بلند پڑھا

اب مسلیمہ فرطِ غضب سے دیوانہ ہو گیا اور اس نے حضرت حبیبؓ کے جسم کا ایک ایک بند کاٹنا شروع کر دیا۔ ظالم راہ حق میں ان کا رقصِ بسمل دیکھ کر زور زور سے قہقہے لگاتا تھا اور جسم کا ہر ٹکڑا کاٹنے کے بعد اپنی اطاعت کے لئے کہتا۔ لیکن حضرت حبیبؓ جو محبت رسول اللہ صلعم سے سرشار تھے ہر بار اس کی پیشکش کو ٹھکرا دیتے۔ جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ لیکن راہِ تسلیم و رضا سے ان کے قدم ایک لمحہ بھر کے لئے بھی نہ ڈگمگائے۔

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو یہ شرف حاصل تھا کہ جب کہیں آپؐ جاتے تو وہ پہلے آپؐ کو جوتیاں پہناتے۔ پھر آگے آگے عصا لے کر چلتے۔ آپؐ مجلس میں بیٹھنا چاہتے تو آپ کے پاؤں سے جوتیاں نکالتے پھر آپؐ کو عصا دیتے

Marfat.com

آپؐ اٹھتے تو اسی طرح جوتیاں پہناتے۔ آگے آگے عصا لے کر چلتے۔ اور حجرہ مبارک تک پہنچا دیتے۔ آپؐ نہاتے تو پردہ کرتے۔ آپؐ سفر میں جاتے تو بچھونا، مسواک، جوتا اور وضو کا پانی ساتھ ہوتا۔ اس لئے وہ صاحب سواد رسول اللہ یعنی آپؐ کے میسّر سامان کہے جاتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ چھٹے مسلمان ہیں۔ ان سے پہلے کوئی مسلمان مکہ میں اعلانیہ تلاوت نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن جب وہ اسلام لائے تو ایک روز تمام صحابہؓ نے جمع ہو کر کہا کہ اب تک قریش نے قرآن مجید کو کسی کی زبان سے نہیں سنا۔ اس کی قرائت کون کر سکتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا میں، صحابہ کرام نے کہا کہ ہم کو تمہاری نسبت خوف ہے ہم ایسا آدمی چاہتے ہیں جس کا قبیلہ ہو۔ تا کہ کفار حملہ کریں تو اس کی طرف سے مدافعت ہو سکے۔ بولے مجھے جانے دو۔ خدا میری حفاظت کرے گا۔ اٹھے اور ٹھیک دوپہر میں آئے خانہ کعبہ میں۔ قریش انجمن آرا تھے۔ مقام ابراہیم کے پاس پہنچے اور با آواز بلند کہا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الرحمٰن علم القرآن۔ کفار نے سنا تو کہا کہ ابن ام عبد کیا کہتا ہے غور کرنے پر معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی آیتیں ہیں۔ دفعتہً ٹوٹ پڑے اور زدوکوب کرنے لگے۔ چہرے پر زخموں کے نشان دیکھ کر صحابہ نے کہا کہ ہم کو اسی کا ڈر تھا۔

بولے خدا کے دشمن آج سے زیادہ مجھے کبھی کمزور نظر نہیں آئے اگر کہو تو کل بھی ان کو اسی طرح قرآن اعلانیہ سنا آؤں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود کا شمار سابقون الاولون میں ہوتا ہے آپ نے اپنی ساری زندگی اسلام کی عظمت کے لئے صرف کر دی

Marfat.com

تقریباً تمام غزوات میں آنحضرت صلعم کی ہمرکابی کا شرف حاصل ہوا آپ صحبت نبوی صلعم سے بہت مستفید ہوئے۔ قرآن پاک سے بہت شغف تھا۔ قرآن مجید کو بڑی ہی دلسوزی سے پڑھنے کے عادی تھے آنحضرت صلعم کی رحلت کے بعد آپ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ درس و تدریس میں گذارا۔ آپ کا شمار ان چند صحابہ کرام میں ہوتا ہے جو فقیہہ اور قاری تھے۔

حضرت ربیعہ سلمیؓ

حضرت ربیعہ سلمیؓ بھی شب و روز آپؐ کی خدمت میں مصروف رہتے جب آپ عشاء کی نماز سے فارغ ہوکر کاشانہ نبوت میں تشریف لے جاتے۔ تو وہ دروازے پر بیٹھ جاتے مبادا آپ کو کوئی ضرورت پیش آجائے۔ ایک بار آپؐ نے ان کو شادی کر لینے کا مشورہ دیا بولے "یہ تعلق آپؐ کی خدمت گذاری میں خلل انداز ہوگا جس کو میں پسند نہیں کرتا لیکن آپؐ کے بار بار اصرار سے شادی کرنے پر مجبور ہو گئے۔

حضرت سعید بن زیدؓ

حضرت سعید زید بن عمرو کے فرزند ارجمند تھے قریش کی مشہور شاخ بنو عدی سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کی شادی حضرت فاروقؓ کی ہمشیرہ فاطمہ بنت خطاب سے ہوئی۔ دونوں میاں بیوی آغاز ہی میں حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ اور بعض روایات کے مطابق چھبیس آدمیوں کے بعد اسلام لائے۔

حضرت سعید اور فاطمہؓ دونوں میاں بیوی کو قرآن حکیم سے عشق تھا۔ کلام الٰہی کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے حضرت خباب بن الارت کو وقتاً فوقتاً اپنے گھر بلاتے رہتے تھے۔ انہی دنوں ایک روز جب حضرت عمرؓ آنحضرت صلعم کو نعوذ باللہ قتل کرنے کے ارادے سے گھر سے باہر نکلے تو راستے میں حضرت نعیم بن عبداللہ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے حضرت عمرؓ سے پوچھا، کہاں کا ارادہ ہے۔ کہا آج اس شخص کو قتل کرنے جا رہا ہوں جو ہمارے بتوں کو برا بھلا کہتے ہیں! حضرت نعیمؓ نے کہا، اس سے پہلے اپنے گھر کا پتہ ہے۔ یعنی بہن اور بہنوئی اسلام قبول کر چکے ہیں۔

حضرت عمرؓ یہ جان کر سخت طیش میں سیدھے حضرت سعید بن زیدؓ کے ہاں پہنچے۔ اس وقت حضرت خبابؓ حضرت سعیدؓ اور فاطمہؓ کو قرآن کی تعلیم دے رہے تھے۔ حضرت عمرؓ کا غصہ تلاوتِ قرآن سن کر اور بھڑک اٹھا گھر میں داخل ہوتے ہی پوچھا! یہ میں نے کس چیز کی آواز سنی تھی۔

حضرت سعیدؓ اور فاطمہؓ نے کہا "تم نے کچھ نہیں سنا" حضرت عمرؓ نے غضبناک ہو کر کہا، نہیں میں نے سنا ہے کہ تم دونوں بے دین ہو چکے ہو! میں تمہیں اس حرکت کا مزا چکھاتا ہوں!

یہ کہہ کر وہ حضرت سعیدؓ پر ٹوٹ پڑے۔ ان کے بال پکڑ کر انہیں زمین پر دے مارا اور بے تحاشا پیٹنا شروع کر دیا۔ بہن شوہر کو چھڑانے کے لئے آگے بڑھیں، تو انہیں بھی حضرت عمرؓ نے اس قدر مارا کہ وہ لہولہان ہو گئیں اور بولیں۔

قد اسلمنا و تابعنا محمد

(ہاں ہم نے اسلام قبول کر لیا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت

Marfat.com

اختیار کرلی ہے۔ تو جو کچھ کر سکتا ہے کر لے ۔ اسلام کا نقش ہدایت ہمارے سینے سے کبھی نہیں مٹ سکتا)

بہن اور بہنوئی کی اس استقامت نے حضرت عمرؓ کے دل کو نرم کر دیا اور قبول اسلام کی طرف راغب ہوئے۔

حضرت سعیدؓ نے آنحضرت صلعم کے حکم کے مطابق مدینہ ہجرت کی آپ تمام غزوات میں آنحضرت صلعم کے ہمرکاب رہے ۔ ہر مقابلے میں کمال درجے کی سرفروشی اور استطاعت کا مظاہرہ کیا۔ آپ عہد صدیقیؓ اور عہد فاروقیؓ میں شام کی مکمل تسخیر تک عملاً جہاد فی سبیل اللہ میں شامل رہے۔ حضرت سعیدؓ کا شمار ان دس عظیم المرتبت صحابہ میں ہوتا ہے۔ جن کو آنحضرت صلعم نے زندگی میں جنت کی بشارت دی۔ حب رسولؐ، شوق جہاد، زہد و تقویٰ، ایثار و خلاص اور خشیت الہیٰ حضرت سعید بن زیدؓ کے چمن اخلاق کے خوش رنگ پھول تھے

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ "سعید بن زیدؓ کا دامن عمل کبھی گناہ کی آلودگیوں سے داغدار نہ ہوا۔ اور وہ ہمیشہ اتباع رسولؐ کے لئے کوشاں رہتے تھے"

حضرت شرجیل بن حسنہؓ

حضرت شرجیلؓ نے سالہ بعد بعثت کے درمیان اسلام قبول کیا۔ یہ وہ دور تھا جب آنحضرت صلعم نے اعلانیہ تبلیغ حق کا آغاز نہیں کیا تھا۔ آپؐ اور آپ کے ساتھی چھپ چھپا کر عبادت کیا کرتے تھے۔ اعلانیہ دعوت کے آغاز پر مشرکین کے قہر و غضب کا آتش فشاں پوری قوت سے پھٹ پڑا۔ حضرت شرجیل بھی اس سے نہ بچ سکے۔ لیکن وہ بڑے صبر و استقامت کے ساتھ ہر قسم کی مصیبتوں اور ابتلاؤں کو جھیلتے رہے۔ اور اسلام اور آنحضرت صلعم کے ساتھ

Marfat.com

وابستگی ومحبت میں کوئی کمی نہ آنے دی۔ آنحضرت صلعم کے کہنے پر دوسری ہجرت حبشہ میں شریک ہوئے۔ آپ ان مخصوص صحابہ کرام میں سے تھے۔ جن پر آنحضرت صلعم کا بھرپور اعتماد تھا۔ یہاں تک کہ کتابت وحی جیسی عظیم ذمہ داری ان کے سپرد تھی۔ حضرت شرجیل نے اپنے خاندان کے ہمراہ حبشہ میں تیرہ برس تک غریب الوطنی کی زندگی گذارنے کے بعد مدینہ ہجرت کی۔ آنحضرت صلعم نے تیرہ سالہ بچھڑے ہوئے جان نثاروں کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے۔ ہر ایک سے معانقہ فرمایا اور پیشانی پر بوسہ دیا۔ حضرت شرجیل نے غزوہ خیبر کے بعد ہر غزوہ میں آنحضرت صلعم کی ہمرکابی کا شرف حاصل کیا۔

حضرت صدیق اور حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں جہاد فی سبیل اللہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ فتنہ ارتداد، مانعین زکواۃ اور جھوٹے نبیوں کے خلاف مہمات میں آپ آگے آگے تھے۔ فتوحات روم میں آپ کی خدمات گرانقدر تھیں۔ اور میدان جہاد میں ہی وفات پائی۔

حضرت شرجیل نے اسلام اس وقت قبول کیا۔ جب خدائے واحد کا نام لینا مشرکین کے نزدیک ایک ناقابل معافی جرم تھا۔ رضائے الہٰی اور نبوی کی خاطر تیرہ تک غریب الوطنی کی مصیبتیں جھیلیں۔ دوبار ہجرت کی سعادت حاصل کی اور پھر ساری زندگی جہاد فی سبیل اللہ میں گذار دی۔ عبادت الہٰی کا یہ عالم تھا کہ کثرت سے روزے رکھتے اور ساری ساری رات عبادت میں گذار دیتے تھے

حضرت عبداللہ بن جحشؓ

حضرت عبداللہ آنحضرت صلعم کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ اور ام المومنین حضرت زینب بنت جحش کے حقیقی بھائی تھے۔ آپ ابھی چوبیس برس ہی کے تھے۔ کہ رحمت عالم صلعم

کے دست حق پر بیعت سے آئے اور سابقون الاولون کی مقدس جماعت میں شامل ہو گئے۔ قبول اسلام کے بعد دوسرے مسلمانوں کی طرح آپ بھی قریش مکہ کے ظلم وستم کا نشانہ بن گئے۔ جب قریش کے مظالم انتہا کو پہنچ گئے تو آنحضرت صلعم کے ایماء پر حضرت عبد اللہؓ حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ ہجرت مدینہ سے کچھ عرصہ قبل مکہ تشریف لے آئے۔ اور سب سے آخر میں اپنے بھائی عبد بن جحشؓ کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی۔

جنگ بدر سے قبل حضرت عبد اللہ بن جحشؓ کو قریش کی نقل وحرکت کا پتہ لگانے کے لیے بارہ اصحاب پر مشتمل ایک قافلہ کا امیر بنا کر نخلہ کی طرف روانہ کیا گیا۔ جس کے دوران عمرو بن الحضرمی کے قتل کا واقعہ پیش آیا۔

حق وباطل کے معرکہ اول میں حضرت عبد اللہ بن جحشؓ کو شامل ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ آپ نے اس معرکہ میں شجاعت اور جانبازی کا حق ادا کر دیا۔ حضرت عبد اللہ کو راہ حق میں شہید ہونے کی بڑی تمنا تھی۔ غزوہ احد کی لڑائی شروع ہونے سے ایک روز قبل یہ دعا مانگی۔

" الٰہی میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ کل صبح دشمن سے میرا مقابلہ ہو۔ وہ میرا پیٹ چاک کر ڈالے اور میری ناک اور کان کاٹ لے پھر تو مجھ سے سوال کرے تو کس لیے شہید کیا گیا تو میں کہوں کہ تیرے لیے"۔ حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عبد اللہ کی قسم کے ابتدائی حصہ کو جس طرح پورا کیا۔ اس طرح وہ اس کے آخری حصہ کو بھی پورا کرے گا۔

حضرت عبد اللہ بن جحشؓ کے کردار کے نمایاں وصف اللہ و اللہ کے رسول کی محبت میں انکا دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہوتا ہے۔ ان کے دل میں شہادت کی آرزو ہر وقت مچلتی رہتی تھی۔ صرف شہادت ہی کی نہیں بلکہ اس بات کی بھی کہ دشمن اللہ و اللہ کے رسول

کی محبت کے جرم میں ان کی لاش کو بگاڑ ڈالے اور وہ اس صورت میں حق تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں۔ غزوہ احد میں اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ آرزو پوری کر دی۔

حضرت عبداللہ ارقم رض

حضرت ارقم رض کا تعلق بنو مخزوم سے تھا۔ دعوت حق پر لبیک کہنے والے اولین مسلمانوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ نے اٹھارہ برس کی عمر میں اسلام قبول کر لیا۔ اور پھر آخر دم تک اس پہ قائم و دائم رہے قبیلہ کی مخالفت، خاندان کی رکاوٹیں، قریش مکہ کا ظلم و ستم غرضیکہ کوئی چیز بھی آپ کے پائے استقلال میں لغزش نہ لا سکی۔ اٹھتی جوانی میں لوائے توحید تھام کر ہر قسم کے مصائب و آلام کو دعوت دینا کسی سعید روح ہی کا کام ہو سکتا تھا۔ حضرت ارقم رض کا جذبہ ایثار اور آنحضرت صلعم کے ساتھ والہانہ وابستگی کی زندہ جاوید مثال دار ارقم رض کو انتہائی ناگفتہ بہ حالات میں "دارالاسلام" بنا دیا تھا۔ شعب ابی طالب میں محصوری تک اس مکان کو مرکزی اہمیت حاصل رہی۔ جہاں کلمہ اعلائے حق بلند ہوتا رہا۔ اور جہاں قیام فرما کر آنحضرت صلعم مسلمانوں کی خاطر خواہ تربیت فرما سکے۔

آنحضرت صلعم کے حکم پر حضرت ارقم بھی دوسرے مسلمانوں کی طرح مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ تمام غزوہ احد میں آپ کو شرکت کرنے کا اعزاز حاصل ہے۔ آنحضرت صلعم آپ پر بے پناہ اعتماد فرماتے تھے۔

حضرت ارقم نہایت پرہیز گار، صادق القول بہادر بزرگ تھے۔ آنحضرت صلعم کے ساتھ والہانہ لگاؤ تھا۔ آنحضرت صلعم کے حکم کو حکم آخر جان کر سب کام مؤخر کر دیتے تھے۔ اپنا مکان محض رضائے الٰہی کی خاطر سید المرسلین کے نذر کر دینا اسلام کے ساتھ ان کے گہرے لگاؤ کا پرتو ہے۔

Marfat.com

حضرت عُبَیدہؓ بن حارث مطلبی

حضرت عبیدہؓ کا شمار بڑے جلیل القدر صحابہ میں ہوتا ہے۔ ان کی کنیت ابومعاویہ اور لقب شیخ المہاجرین تھا۔ حضرت عبیدہ نے ابتدائے بعثت میں ہی دعوت حق پر لبیک کہی۔ حضرت ابو عبیدہ اس وقت جوانی کی منزلوں سے گزر کر بڑھاپے کی حد میں داخل ہو چکے تھے۔ لیکن انہوں نے نوجوانوں کے سے جوش اور ولولے کے ساتھ اسلام کو حرزِ جان بنایا۔ اور مشرکین قریش کی مخالفت اور ایذا رسانی سے مطلق ہراساں نہ ہوئے۔ آنحضرت صلعم کے ساتھ دارِ ارقم میں پناہ لی۔ اور عبادت میں مشغول رہتے تھے بعثتِ نبوی کے ساتویں برس کے بعد جب قریش مکہ نے آنحضرت صلعم کی شعب ابی طالب میں محصور ہونے پر مجبور کیا تو حضرت عبیدہؓ بڑی وفاداری اور ہمتِ واستقامت کے ساتھ آنحضرت صلعم کی ہمرکابی کا شرف حاصل کیا۔ پورے تین سال تک آپ اس گھاٹی میں محصور رہے، جہاں بھوک، تنگی اور مصائب کے علاوہ کچھ بھی نہ تھا۔ اس مہیب دور میں حضرت عبیدہؓ نے آنحضرت صلعم کی دلجوئی میں کوئی خاطر مدارت نہ رکھی۔ اور ایک لمحہ کے لیے بھی آنحضرت صلعم کا ساتھ چھوڑنے کا تصور تک دل میں نہ لائے۔

آپ آنحضرت صلعم کے حکم پر دوسرے مسلمانوں کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت فرما گئے۔ اس وقت آپ کی عمر ساٹھ سال کے قریب تھی، جنگ بدر میں حضرت عبیدہ کا مقابلہ شیبہ سے ہوا۔ اس میں آپ شدید زخمی ہو گئے۔ اور اس حالت میں حضرت علی و حضرت حمزہ انہیں آنحضرت صلعم کے پاس اٹھا کر لے آئے۔ اس حالت میں آنحضرت صلعم سے مخاطب ہو کر کہا "اگر ابوطالب آج زندہ ہوتے اور یہ حالت دیکھتے تو ان کو یقین ہو جاتا کہ میں ان کے اس قول کا کس قدر مستحق ہوں۔

" رسول اللہ کی حفاظت کریں گے۔ یہاں تک کہ ان کے ارد گرد جانیں دے دیں گے۔

Marfat.com

اور اپنے اہل وعیال سے بے نیاز ہو جائیں گے۔

معرکہ بدر کے بعد لشکر اسلام نے مدینہ کی طرف مراجعت کی تو راستہ میں وادی صفرا میں حضرت عبیدہؓ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اور یہیں تدفین ہوئی۔ تدفین کے بعد مدتوں تک وادی صفرا کی فضا میں مشک کی خوشبو بھی رہی اور جو کوئی ادھر سے گزرتا وہ اس سے لطف اندوز ہوتا۔

حضرت سلمہؓ بن اکوع

صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت سلمہ بن اکوعؓ نے اپنے اہل وعیال اور تمام مال کو چھوڑ کر خدا اور رسولؐ کے لئے ہجرت کی تھی۔ صلح نامہ حدیبیہ کے موقعہ پر جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کبارؓ سے بیعت لی۔ اس وقت حضرت سلمہ بن اکوعؓ نے حضورؐ کی بیعت کی۔

جب آدھے صحابہؓ بیعت کر چکے تو آپؐ نے سلمہ کو پھر حکم دیا کہ بیعت کر لو انہوں نے عرض کیا کہ میں تو بیعت کر چکا ہوں حضورؐ نے فرمایا پھر بیعت کر لو۔ جب سب بیعت کر چکے تو آپؐ نے فرمایا سلمہ کیا تم بیعت نہیں کرو گے انہوں نے عرض کیا کہ سب سے پہلے میں بیعت کر چکا ہوں پھر درمیان میں بیعت کی۔ سرکار دوعالم نے فرمایا ایک دفعہ اور سہی۔ انہوں نے تیسری مرتبہ بھی بیعت کر لی۔

جب صلح نامہ طے ہو گیا حضرت سلمہؓ ایک درخت کی جڑ سے لپٹ رہے۔ وہاں مکہ کے چار مشرک آئے۔ آپ کے متعلق کچھ بے ہودہ باتیں

Marfat.com

گئیں۔ وہ اس جگہ سے اٹھ کر دوسرے درخت کے نیچے چلے گئے۔ وہ مشرک سو گئے۔ حضرت سلمہؓ ان کی طرف لپکے ان کے ہتھیاروں کو لے کر ایک گٹھا بنا لیا۔ پھر ان سے کہا کہ قسم اس ذات کی جس نے آپؐ کو عزت و بزرگی عطا کی ہے اگر کسی نے سر اٹھایا تو میں اس کا سر اڑا دوں گا۔ پھر ان چاروں کو گرفتار کر کے آپؐ کے حضور لے آیا۔ آپؐ نے ان مشرکوں کی طرف دیکھا اور فرمایا انہیں چھوڑ دو۔ انہیں کی طرف سے ابتدا ہونے دو۔

پھر جب مدینہ کی طرف واپسی ہوئی تو راستے میں آپؐ نے ایک پہاڑ کے قریب قیام فرمایا۔ اس رات حضرت سلمہؓ نے حضورؐ کے ارشاد کے مطابق پہاڑ پر چڑھ کر آپؐ کے لئے اور صحابہ کے لئے دیکھ بھال کی خدمت سرانجام دی۔ حضورؐ نے اس کے لئے دعائے مغفرت کی۔

صبح کو مدینہ کی طرف روانگی ہوئی۔ آپؐ نے اپنے اونٹ آگے روانہ کر دیئے حضرت سلمہؓ گھوڑے پر سوار ہو کر اونٹوں کے ہمراہ ہو گئے۔ وہ گھوڑے کو چرانے کے لئے جنگل میں چلے گئے۔ ان کے بعد عبدالرحمٰن فزاری نے آپؐ کے اونٹوں پر چھاپہ مارا۔ چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گیا۔ حضرت سلمہؓ کو جب علم ہوا تو اپنے گھوڑے کو رباح کے حوالے کیا اور رباح کو یہ بھی کہا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں تو اس واقعہ کی آپؐ کو اطلاع کر دینا۔ خود وہ پیدل تن تنہا تیر کمان ہاتھ میں لے کر لٹیروں کے تعاقب میں روانہ ہو گئے۔ جب انہیں راستے میں کوئی سواری ملتی یا کوئی آدمی ملتا تو اس کے ٹخنے میں ایسا تیر مارتے کہ وہ ٹخنے سے پار ہو جاتا۔ جب پہاڑ کا تنگ راستہ آ گیا وہ لٹیرے درہ میں داخل ہو گئے تو حضرت سلمہؓ پہاڑ پر چڑھ گئے اور ان پر پتھر برسانے شروع کر دیئے۔ لٹیرے تنگ آ کر تمام اونٹوں کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ لیکن وہ ان کا تعاقب کرتے رہے

Marfat.com

اور تیر برساتے رہے۔ حتیٰ کہ انہوں نے خود کو ہلکا کرنے کے لئے تیس چادریں اور تیس نیزوں کو پھینک دیا۔ اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوار آ گئے۔ ان میں اخرم اسدی سب سے آگے تھے۔ ان کے پیچھے ابوقتادہ اور مقداد تھے۔ حضرت سلمہ نے آگے بڑھ کر اخرم اسدی کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور کہا کہ وہ انہیں اکیلا دیکھ کر کہیں نقصان نہ پہنچائیں۔ آپ کو اور صحابہ کو آلینے دو۔

حضرت اخرم کا عشق شہادت!!!

اخرم نے کہا "سلمہ۔ اگر تم خدا پر اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو تو شہادت اور میرے درمیان حائل نہ ہو۔"

یہ سن کر سلمہؓ نے ان کے گھوڑے کی باگ چھوڑ دی۔

عبدالرحمٰن فزاری جو لٹیروں کا سردار تھا اور حضرت اخرم کے درمیان سخت مقابلہ ہوا۔ فزاری نے حضرت اخرم کو نیزہ مار کر شہید کر دیا۔

اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور سوار ابوقتادہ پہنچ گئے۔ انہوں نے عبدالرحمٰن فزاری کو قتل کر دیا۔

حضرت سلمہ بن اکوع پیادہ دشمنوں کی طرف دوڑتے گئے۔ غروب آفتاب کے وقت دشمن کی گھاٹی کی طرف مڑے جس میں پانی تھا۔ وہ وہاں سے پانی پینا چاہتے تھے لیکن جب انہوں نے سلمہؓ کو آتے دیکھا تو پانی کو چھوڑ دیا۔ وہ دوڑ رہے تھے کہ سلمہ نے ان کے ایک ساتھی کو جا لیا اور اس کے شانہ پر تیر کی نوک ماری اور کہا اسے لیتا جا میں اکوع کا بیٹا ہوں۔ اور آج ذلیل لوگوں کی ہلاکت کا دن ہے۔

Marfat.com

اس آدمی نے کہا "کیا تو صبح والا اکوع ہے"

حضرت سلمہؓ نے کہا "ہاں میں صبح والا اکوع ہوں" انہوں نے دو گھوڑے چھوڑ دیئے تھے۔ حضرت سلمہ ان گھوڑوں کو ہانک کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں لے گئے۔ اور عرض کیا کہ انہیں سو سوار دے دیئے جائیں تاکہ وہ ان لٹیروں کا تعاقب کریں۔ ان میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑیں گے یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا "سلمہؓ میرا خیال ہے کہ تم نے ہی یہ کام کیا ہے"۔

حضرت سلمہؓ نے عرض کیا "ہاں، یا رسول اللہ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کو بزرگی بخشی ہے۔ میں نے یہ کام کیا ہے"۔

جب صبح ہوئی آپؐ نے فرمایا

"سواروں میں سب سے بہتر ابو قتادہ ثابت ہوئے اور پیدلوں میں سب سے بہتر سلمہ بن اکوع ہے"۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمہؓ کو دو حصے عطا فرمائے۔ ایک سوار کا اور ایک پیدل کا۔ اس کے بعد آپ نے سلمہؓ کو اپنی اونٹنی کے پیچھے بٹھالیا اور مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے

حضرت ثابت بن قیسؓ

(عقیدت کی انتہا)

جب یہ حکم نازل ہوا "مسلمانو! تم اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے بلند مت کرو۔"

حضرت ثابتؓ بن قیس اپنے گھر بیٹھ رہے۔ اور کہا میں دوزخی ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ سے پوچھا۔

Marfat.com

ابو عمرؓ! ثابت کا کیا حال ہے؟ وہ بیمار ہو گیا ہے؟"
سعد بن معاذؓ نے عرض کیا۔
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "وہ میرے پڑوسی ہیں اور مجھ کو توان کی بیماری کا علم نہیں ہوا۔"
وہ ثابت بن قیسؓ کے پاس گئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یاد فرمانے کا ذکر کیا۔
ثابتؓ نے کہا یہ آیت نازل ہوئی ہے اور تم کو معلوم ہے کہ میری آواز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تم سب لوگوں سے زیادہ بلند ہے اس لئے میں دوزخی ہوں۔"
سعد بن معاذؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت کا قول بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا۔
"بلکہ وہ جنتی ہیں"

حضرت عمرو بن العاصؓ

(ادب کی انتہا)

حضرت عمرو بن العاصؓ اسلام کے مشہور جرنیل ہوئے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرب صحابی تھے وہ فرمایا کرتے تھے۔
"میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان وجلال کے سبب آپؐ کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ سکتا تھا۔ اور چونکہ آنحضرت کی شان وجلال کے سبب میں نے کبھی آپ کے چہرہ کو نظر بھر کر نہیں دیکھا تھا۔ اس لئے اب اگر کوئی شخص آپؐ کا حلیہ دریافت کرے تو میں نہیں بتا سکتا۔

Marfat.com

شمع رسالتؐ پر پروانہ وار قربان!!!

حضرت انس بن نضرؓ نے جنگ احد کے موقعہ پر چند مسلمانوں کو دیکھا کہ مغموم بیٹھے ہیں۔

پوچھا۔ کیا حال ہے؟

انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہؐ کا انتقال ہو گیا!

انسؓ نے بڑے زور سے پکارا۔ آؤ جہاں رسول اللہؐ نے جان دی ہے ہم بھی اسی کام میں اپنی زندگی ختم کر دیں۔ اب زندہ رہ کر کیا کریں گے! اسی جوش میں حضرت انسؓ نے کفار پر حملہ کر دیا۔ اپنے جسم پر ستر، زخم کھائے اور شہید ہو گئے۔

حضرت عمارہ بن زیادؓ

حضرت عمارہ بن زیادؓ جنگ احد میں شہید ہوئے۔ انہوں نے آخری وقت جان دیتے ہوئے اپنے رخسار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کے تلووں سے لگا دیئے۔

یہ شعر اس واقعہ کی یاد میں ہے۔

سر بوقت ذبح اپنا اس کے زیر پائے ہے۔

یہ نصیب۔ اللہ اکبر، لوٹنے کی جائے ہے۔

حضرت معاذ بن عمرو بن جموح اور حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہما

دو بہادر شاہین بچوں کی بے مثال جرأت

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ فرماتے ہیں کہ جنگ بدر کے موقع پر دو انصاری بچے میرے دونوں طرف کھڑے تھے۔ دونوں کم عمر تھے ان میں سے ایک نے مجھ سے دریافت کیا۔

اے چچا جان! کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں۔

میں نے کہا ہاں۔ تمہیں ابوجہل سے کیا حاجت ہے۔

اس نے کہا کہ وہ حضورؐ کو برا بھلا کہتا ہے۔ قسم اس ذات کی، کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے اگر میں اس کو دیکھ پاؤں تو میرا جسم اس کے جسم سے علیحدہ نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ ہم دونوں میں سے جس کی موت پہلے آئی ہے وہ مر نہ جائے

مجھے یہ سن کر بہت حیرانی ہوئی۔ اتنے میں دوسرے نے بھی میرے ساتھ اسی طرح گفتگو کی۔

میں نے ابوجہل کو دیکھا کہ وہ لوگوں میں چکر لگا رہا ہے۔ میں نے دونوں لڑکوں سے کہا کہ یہی وہ تمہارا مقصود ہے۔

یہ دونوں لڑکے اپنی تلواریں لے کر اس پر باز کی طرح جھپٹے اور اسے قتل کر دیا۔

اس کے بعد دونوں نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپؐ کو اس امر سے مطلع کیا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا تم دونوں میں سے کس نے قتل کیا

Marfat.com

دونوں میں سے ہر ایک نے یہی کہا کہ میں نے اس کو قتل کیا ہے۔ آپؐ نے ابوجہل کا سارا سامان معاذ بن عمرو بن جموح کو دینے کا فیصلہ کیا۔ دوسرے لڑکے کا نام معاذ بن عفراء تھا۔

معاذ بن عمرو فرماتے ہیں کہ ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے میرے کندھے پر ایک تلوار ماری۔ جس سے میرا ایک ہاتھ کٹ گیا۔ میں نے کٹے ہوئے ہاتھ کو پیچھے ڈال لیا۔ میں سارا دن اسی طرح لڑتا رہا۔ جب مجھے تکلیف محسوس ہوئی تو میں نے اس ہاتھ کو پیر سے دبایا اور اسے توڑ کر پھینک دیا۔

حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تیر کمان غزوہ احد میں مجھے عنایت فرمائی۔ میں نے اس کمان سے یہاں تک تیر چلائے کہ اس کمان کا ایک کنارہ ٹوٹ گیا۔ اور میں برابر آپؐ کے سامنے کھڑا رہا اور تیروں کو اپنے منہ پر لے رہا تھا۔ جب کوئی تیر آپؐ کے چہرہ مبارک کی طرف آتا تو میں اپنا سر سامنے کر دیتا۔ تاکہ میں حضور کے چہرہ مبارک کو تو بچاؤں کہ تیر اندازی نہ کر سکوں تو حضورؐ کا بچاؤ ہی کرتا رہوں۔ ان میں سے آخری تیر میری آنکھ میں لگا۔ اور آنکھ کا ڈھیلا میری ہتھیلی پر آ پڑا میں اسے ہتھیلی پر رکھے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

آپؐ کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبائے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اے میرے اللہ! قتادہ نے تیرے نبی کا اعزاز اپنے چہرہ سے کیا۔ تو اس کی آنکھ کو اچھا کر! اور اس کی نظر کو تیز کر دے۔

چنانچہ ان کی وہ آنکھ اچھی ہو گئی اور بینائی تیز ہو گئی۔

Marfat.com

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ یوم احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل چہرہ کے سامنے کھڑا ہوا تھا آپ کے چہرہ مبارک کو اپنے چہرہ کے ذریعے بچاتا تھا اور ابو دجانہ رضی اللہ عنہ آپ کی پشت کو اپنی پشت سے بچا رہے تھے۔ اور ان کی تمام پشت تیروں سے بھر گئی تھی۔

حضرت ابو خیثمہ رضی اللہ عنہ وعن سائر الصحابہ (عیش و آرام حرام)

حضرت ابو خیثمہ کسی وجہ سے جنگ تبوک کے لشکر میں شامل ہونے سے رہ گئے۔ امیر کبیر تھے۔ اور باغات کے مالک تھے۔ گرمی کی رت تھی۔ ان کی بیوی نے ان کے آرام کا بندوبست کیا۔ ٹھنڈا پانی تر و تازہ پھل موجود تھے۔ جب وہ بیٹھنے لگے تو معاً دل میں خیال آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو گرم دھوپ میں سفر کر رہے ہیں اور میں سایہ میں آرام کر رہا ہوں۔ سب کچھ چھوڑ کر اونٹنی پر سوار ہو کر روانہ ہو گئے۔ گھر بیوی اور بچوں کی پرواہ نہ کی۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے دور سے گرد اڑتی دیکھی تو فرمایا۔

"کن ابی خیثمہ" یعنی ابو خیثمہ رضی اللہ عنہ ہو جا

تھوڑی دیر میں سب نے دیکھ لیا کہ وہ ابو خیثمہ تھے۔

حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ

حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر طفیل حاکم نجد کے پاس بھیجا گیا اس نے سفیر کی پشت میں نیزہ مروایا۔ جب وہ نیزہ کھا کر گر پڑے تو انہوں نے گرتے ہوئے کہا۔

Marfat.com

قسم ہے ربّ کعبہ کی کہ میں اپنی مراد کو پہنچ گیا۔"
یہ تھا وہ جذبہ جس کے تحت صحابہ کرامؓ اسلام پر پروانہ وار قربان ہوتے تھے۔ اسی جذبہ کے ذریعے اسلام چار دانگ عالم میں پھیلا۔

حضرت جُلیبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(خاص غدائی، سب کچھ قربان)

حضرت جلیبیبؓ ایک نوجوان صحابی تھے۔ ان کی شادی کے لئے حضورؐ نے ایک انصاری کو حکم دیا کہ وہ اپنی لڑکی کے ساتھ جلیبیبؓ کی شادی کر دے اس نے عرض کیا کہ میں اپنی بیوی سے مشورہ کر لوں۔ جب دونوں نے آپس میں مشورہ کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم جلیبیبؓ کے ساتھ اس کی شادی نہیں کریں کریں گے۔ جب لڑکی کو علم ہوا کہ حضورؐ کے حکم کی عدم تعمیل ہو رہی ہے اس نے اپنے والدین سے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ کر دو پھر اس کا باپ حضورؐ کے پاس گیا اور عرض کیا کہ حضورؐ اس بچی کا جو چاہیں کریں تو حضورؐ نے اس کا نکاح جلیبیبؓ کے ساتھ کر دیا۔

تھوڑے عرصہ کے بعد رات کے وقت جہاد کا اعلان ہوا حضرت جلیبیبؓ نے جب حضور کا ارشاد بابت جہاد سنا۔ بیوی کو چھوڑ کر فوراً حاضر خدمت ہو گئے۔ اور حضورؐ کی معیت میں غزوہ میں شریک ہوئے۔ جب اللہ تعالےٰ نے آپؐ کو فتح دی تو آپؐ نے دریافت کیا کہ لشکر میں سے تم لوگ کیا کسی کو نہیں پاتے؟ حاضرین نے کہا نہیں سب موجود ہیں، لیکن ہم جلیبیب کو نہیں پاتے آپؐ نے فرمایا کہ انہیں تلاش کرو چنانچہ تلاش کے بعد انہیں پایا کہ یہ ان سات سات آدمیوں کے برابر ہیں تھے جنہیں جلیبیبؓ نے قتل کیا تھا۔

Marfat.com

آپؐ ان کے پاس آئے اور آپؐ نے فرمایا کہ انہوں نے سات کو مارا ہے پھر کفار نے انہیں شہید کیا ہے" یہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں" پھر آپؐ نے انہیں اپنے ہاتھوں پر اٹھایا آپؐ نے انہیں قبر میں رکھا پھر حضورؐ نے ان کی بیوہ کو یہ دعا دی۔

اے اللہ اس بیوہ پر خیر کی بوچھاڑ کر دے اور اس کے عیش کو مکدر اور گندا مت کر"

حضرت زید بن حارثہؓ (رسول اللہ کے محبوب غلام)

ان کی والدہ انہیں لے کر اپنی قوم سے ملنے جا رہی تھیں راستے میں لوگوں نے ان کو لوٹ لیا۔ حکیم بن حزامؓ نے انہیں اپنی پھوپھی حضرت خدیجہؓ کے لئے چار سو دینار میں خرید لیا انہوں نے زیدؓ کو رسول اکرمؐ کی نذر کر دیا۔ جب ان کے والد کو یہ خبر پہنچی تو وہ زرِ فدیہ لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر زید کا دل چاہے تو اپنے باپ کے ساتھ بخوشی جا سکتا ہے مگر زیدؓ نے رسول پاکؐ کو چھوڑنا پسند نہ کیا اور باپ کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا اس وقت حضورؐ نے فرمایا

لوگو! گواہ رہو۔ زیدؓ میرا بیٹا ہے میرا وارث ہے میں اس کا وارث ہوں۔

حضرت زیدؓ نے پوری جاں نثاری سے حضورؐ کی خدمت سرانجام دی جہاں حضورؐ جاتے وہ ساتھ ہوتے تھے چنانچہ جب تبلیغ کے لئے طائف تشریف لے گئے صرف حضرت زیدؓ ہی ساتھ تھے قرآن شریف میں سوائے زیدؓ کے کسی صحابی کا نام نہیں آیا۔ آپؐ نے ان کی شادی زینب بنت جحشؓ سے کر دی تھی مگر نباہ نہ ہو سکا۔

آپؐ نے جنگ موتہ کے لئے جو مہم روانہ کی ان کے پہلے کمانڈر حضرت زید حارثہ تھے حضرت زیدؓ جنگ موتہ میں لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

Marfat.com

حضرت انس بن مالکؓ

(خادم خاص)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص خادم تھے۔ جب حضور پر نورؐ مدینہ تشریف لائے تو ان کی عمر دس سال تھی۔ ان کی والدہ کا نام ام سلیم تھا انہوں نے انسؓ کو حضورؐ کے سامنے آپؐ کی خدمت کے لئے پیش کیا وہ حضورؐ کے وصال تک آپؐ کی خدمت میں ہمہ تن مصروف رہے۔ ہر وقت حاضر خدمت رہتے تھے۔

ان کی والدہ نے عرض کیا؛

یا رسول اللہؐ! انسؓ آپؐ کا چھوٹا سا خادم ہے۔ اس کے لئے دعا فرما دیجئے!

آپؐ نے ہر بھلائی کی ان کے لئے دعا کی۔ اور آخر میں مال و اولاد کی زیادتی اور برکت کی دعا کی۔

انسؓ خود فرماتے ہیں کہ میرے پاس کثیر مال ہے اور اولاد اتنی ہے کہ اس کا شمار سو کے قریب ہے۔

حضرت انسؓ حضورؐ کے رازدار تھے۔ اور حضورؐ کو ان پر بڑا اعتماد تھا۔ ایک بار آپؐ نے انہیں ایک کام پر بھیجا۔ اس کام کی وجہ سے ماں کے پاس پہنچنے میں دیر ہو گئی۔ جب واپس آیا ماں نے پوچھا، کہاں رہ گیا تھا؟

میں نے کہا ایک راز کی بات ہے۔ میری ماں نے کہا کہ آپؐ کے راز کسی سے بیان نہ کرنا۔

اطاعت و احترام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

صحابہ کرام کے اس ادب و احترام کا منظر صلح حدیبیہ میں عروہ کو نظر آیا تو وہ سخت متاثر ہوا۔ اس نے صلح کے متعلق آپ سے گفتگو کی تو عرب کے طریقے کے مطابق ریش مبارک کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہا لیکن جب جب ہاتھ بڑھتا تھا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ تلوار کے ذریعے سے روک دیتے تھے۔ اس واقعہ سے عروہ کی اس طرف توجہ ہو گئی اور اس نے صحابہ کے طرز عمل کو بغور دیکھنا شروع کیا تو اس پر یہ اثر پڑا کہ پلٹا تو کفار سے بیان کیا کہ "میں نے قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے دربار دیکھے، لیکن محمدؐ کے اصحاب جس قدر محمدؐ کی تعظیم کرتے ہیں اس قدر کسی بادشاہ کے رفقاء نہیں کرتے اگر وہ تھوکتے ہیں تو ان لوگوں کے ہاتھ میں ان کا تھوک گرتا ہے۔ اور وہ اپنے جسم و چہرہ پر اس کو مل لیتے ہیں، اگر وہ کوئی حکم دیتے ہیں تو ہر شخص مسابقت کرنا چاہتا ہے اگر وہ وضو کرتے ہیں تو وہ لوگ بچے کچھے پانی کے لئے باہم لڑ پڑتے ہیں۔ اگر ان کے سامنے بولتے ہیں تو ان لوگوں کی آوازیں پست ہو جاتی ہیں اور ان کی طرف آنکھ بھر کر نہیں دیکھتے

ہجرت کے بعد آپ اور بھی خطرات میں مبتلا ہو گئے تھے کفار کے علاوہ اب منافقین اور یہود نئے دشمن پیدا ہو گئے تھے۔ جن کا رات دن ڈر لگا رہتا تھا۔ اس لئے آپؐ کو اکثر پاسبانی کی ضرورت ہوتی تھی اور صحابہ کرامؓ آپؐ کی حفاظت کے لئے اپنے آپ کو ان تمام خطرات میں ڈال دیتے تھے۔ چنانچہ ابتدائے ہجرت میں آپؐ ایک شب بیدار ہوئے تو فرمایا کاش! آج کی رات کوئی صالح بندہ میری حفاظت کرتا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہتھیار کی جھنجھناہٹ کی آواز آئی۔ آپؐ نے آواز سن کر فرمایا کون؟

جواب ملا "میں سعد بن ابی وقاص" فرمایا، کیوں آئے ہو؟ بولے میرے دل میں آپؐ کی نسبت خوف پیدا ہوا۔ اس لئے حفاظت کے لئے حاضر ہوا۔"

Marfat.com

آپ غزوۂ حنین کے لئے نکلے تو ایک صحابی نے شام کے وقت خبر دی کہ میں نے آگے جا کر پہاڑ کے اوپر سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ قبیلہ ہوازن کے مرد و زن چارپایوں اور مویشیوں کو لے کر امنڈ آئے ہیں۔ آپؐ مسکرائے اور فرمایا کہ "آج میری پاسبانی کون کرے گا؟" حضرت انس بن ابی مرثد غنوی نے کہا "میں یا رسول اللہ!" ارشاد ہوا کہ "سوار ہو جاؤ" وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آئے، تو فرمایا کہ اس گھاٹی کے اوپر چڑھ جاؤ" آپؐ نماز فجر کے لئے اٹھے تو صحابہ سے فرمایا کہ "تمہیں اپنے شہ سوار کی بھی خبر ہے؟" صحابہ نے عرض کی "ہمیں تو کچھ خبر نہیں" جماعت قائم ہوئی تو آپؐ نماز پڑھاتے جاتے تھے اور مڑ مڑ کر گھاٹی کی طرف دیکھتے جاتے تھے۔ نماز ادا کر چکے تو فرمایا "لو مبارک، تمہارا شہ سوار آگیا! صحابہ کرام نے گھاٹی کے درختوں کے درمیان سے دیکھا تو وہ آ پہنچے اور خدمت مبارک میں حاضر ہو کر سلام کیا اور کہا کہ میں گھاٹی کے بلند ترین حصے پر جہاں آپؐ نے مامور فرمایا تھا چڑھ گیا۔ صبح کو دونوں گھاٹیاں بھی دیکھیں تو ایک متنفس بھی نظر نہ آیا۔ آپؐ نے فرمایا "کبھی نیچے بھی اترے تھے؟" بولے صرف نماز اور قضائے حاجت کے لئے ارشاد ہوا، تم کو جنت مل چکی! اس کے بعد اگر کوئی عمل نہ کرو، تو کوئی ہرج نہیں"

ایک غزوہ میں صحابہ کرامؓ نے ایک ٹیلے پر قیام فرمایا۔ اس شدت سے سردی پڑی کہ بعض لوگوں نے زمین میں گڑھا کھودا اور اس کے اندر گھس کر اوپر سے ڈھال ڈال لی۔ آپؐ نے یہ حالت دیکھی تو فرمایا کہ "آج کی شب میری حفاظت کون کرے گا؟ میں اس کو دعا دوں گا۔" ایک انصاری نے کہا کہ "میں یا رسول اللہ" آپؐ نے قریب بلا کر ان کا نام پوچھا اور دیر تک دعا دیتے رہے، حضرت ابو ریحانہ نے یہ دعا سنی تو کہا کہ

"میں دوسرا نگہبان بنوں گا" آپؐ نے قریب بلا کر نام پوچھا۔ اور ان کو بھی دعا دی۔

Marfat.com

غزوہ احد میں حضرت شماس بن عثمانؓ کی جان نثاری کا یہ حال تھا، کہ رسول اللہ صلعم دائیں بائیں جس طرف نگاہ اٹھا کر دیکھتے تھے ان کی تلوار چمکتی ہوئی نظر آتی تھی آپ پر غشی طاری ہوئی تو انہوں نے اپنے آپ کو آپ کی سپر بنا لیا یہاں تک کہ اسی حالت میں شہید ہوئے

حضرت ابو ہریرہؓ کو جو ہمیشہ خدمتِ مبارک میں حاضر رہتے تھے اکثر یہ شرف حاصل ہوتا کہ جب آپؐ رفع ضرورت کے لئے تشریف لے جاتے تو وہ کسی طشت یا کوزہ میں پانی لاتے۔ اور آپؐ وضو کرتے۔

جب آپؐ نے حجتہ الوداع میں رمی جمرہ کرنا چاہی تو خدام بارگاہ میں حضرت اسامہؓ اور حضرت بلالؓ ساتھ ساتھ تھے ایک کے ہاتھ میں ناقہ کی نکیل تھی اور دوسرے بزرگ آپ کے سر پر کپڑا تانے ہوئے چلتے تھے کہ آفتاب کی شعاعیں چہرہ مبارک کو گرم نگاہوں سے نہ دیکھنے پائیں۔

صحابہ کرامؓ کو ایمان کا یہ درجہ کمال حاصل تھا، چنانچہ حضرت جابرؓ کے والد جب غزوۂ احد کی شرکت کے لئے روانہ ہونے لگے تو بیٹے سے کہا میں ضرور شہید ہوں گا۔ اور رسول اللہ صلعم کے سوا مجھ کو تم سے زیادہ عزیز نہیں ہے تم میرا قرض ادا کرنا اور اپنے بھائیوں کے ساتھ سلوک کرنا۔

عرب میں یہ خیال تھا کہ اگر کسی کے پاؤں سو جائیں، اور وہ اپنے محبوب کو یاد کرے تو یہ کیفیت زائل ہو جاتی ہے۔ ایک بار حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاؤں سو گئے تو کسی نے کہا "اپنے محبوب کو یاد کرلو، بولے یا محمدؐ"

ایک بار حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے دیکھا کہ ایک شخص مسجد کے گوشے میں دامن گھسیٹتا ہوا پھر رہا ہے، بولے یہ کون شخص ہے؟ ایک آدمی نے کہا، آپ ان کو نہیں پہچانتے، یہ محمد بن اسلمہ ہیں" حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے یہ سن کر گردن نیچے جھکا لی اور زمین پر ہاتھ مار کر کہا" اگر رسول اللہ صلعم ان کو دیکھتے تو ان کی محبت کرتے"

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا حضرت زینبؓ کا حضرت خریم اسدیؓ کا حضرت حذیفہؓ

رسول اللہ صلعم کے دوستوں کی عزت اور محبت

رسول اللہ صلعم جن لوگوں سے محبت رکھتے تھے صحابہ کرام بھی ان کی نہایت توقیر و عزت کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت اسامہؓ کا عطیہ ساڑھے تین ہزار اور اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا تین ہزار مقرر فرمایا، تو انہوں نے اعتراض کیا کہ "آپ نے اسامہ کو کیوں مجھ پر ترجیح دی، وہ تو کسی جنگ میں مجھ سے آگے نہیں رہے"، بولے "زید تمہارے باپ سے زیادہ رسول اللہ صلعم کو محبوب تھے، اور آپؐ اسامہؓ کی محبت تم سے زیادہ کرتے تھے" اس لئے میں نے اپنے محبوب پر رسول اللہ صلعم کے محبوب کو ترجیح دی۔"

ایک بار حضرت زینبؓ اپنے کپڑے رنگوا رہی تھیں، آپؐ گھر میں آئے تو الٹے پاؤں واپس گئے، آپؐ نے اگرچہ منہ سے کچھ نہیں فرمایا تھا تاہم حضرت زینبؓ آپؐ کی نگاہ عتاب کو تاڑ گئیں۔ اور تمام کپڑوں کے رنگ کو دھو ڈالا۔

آپؐ نے ایک صحابی کو ایک رنگین چادر اوڑھے ہوئے دیکھا تو فرمایا "یہ کیا ہے؟" وہ سمجھ گیا کہ آپؐ نے ناپسند فرمایا، فوراً گھر میں آئے اور اس کو چولہے میں ڈال دیا۔

حضرت خریم اسدیؓ ایک صحابی تھے جو نیچی تہبند باندھتے تھے، اور لمبے لمبے بال رکھتے تھے۔ ایک روز آپؐ نے فرمایا "خریم اسدیؓ کتنا اچھا آدمی تھا، اگر لمبے بال نہ رکھتا اور نیچی تہبند نہ باندھتا۔ ان کو معلوم ہوا تو فوراً قینچی منگوائی۔ اس سے بال کترے اور تہبند اونچی کر لی۔

حضرت حذیفہؓ کے سامنے مداین کے ایک رئیس نے چاندی کے برتن میں پانی پیش کیا، انہوں نے اس کو اٹھا کر پھینک دیا، اور فرمایا کہ "میں نے اس کو منع کیا تھا یہ باز نہ آیا، رسول اللہ صلعم نے اس کی ممانعت فرمائی ہے۔"

Marfat.com

145

عشاقانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اصحابی کالنجوم

اسلامی مشن سنت نگر لاہور

ملاقاتی دفتر صداقی ٹرسٹ رجسٹرڈ
41-A کوچہ اسماعیل حسین دل محمد روڈ لاہور

Marfat.com